تصحیح و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

کتبِ فقہ، اصولِ فقہ اور اردو فتاویٰ کا تعارف

عہد نبوت سے لیکر فقہ حنفی کی تدوین تک تاریخی پس منظر، فقہاء اربعہ کے متون، ان پر لکھی گئی شروح، حواشی، تعلیقات، اختصارات، منظومات اور فقہ حنفی پر لکھی گئی 122 کتب کا تعارف، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کا تذکرہ، اصول فقہ پر لکھی گئی 63 کتب، برصغیر پاک و ہند میں لکھے گئے 47 اردو فتاویٰ کا تعارف اور ضمناً 200 سے زائد کتب فقہ کے تذکرے پر مشتمل فقہی ذوق رکھنے والوں کیلئے ایک انمول تحفہ

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

فہرست مضامین

مضامین | صفحہ نمبر

فتوی کا تاریخی پس منظر

فقہ حنفی کے مصادر

کتبِ حنفیہ کا تعارف

کتبِ مالکیہ کا تعارف

کتبِ شوافع کا تعارف

کتبِ حنابلہ کا تعارف

علم اصولِ فقہ

کتبِ اصولِ فقہ کا تعارف

اردو فتاوی کا تعارف

عرضِ مؤلف

راقم نے اس کتاب میں ''فتوی کا تاریخی پس منظر'' (عہد نبوت سے فقہ حنفی کی تدوین تک) کتبِ فقہ، اصولِ فقہ اور اردو فتاوی کا تعارف ذکر کیا ہے۔ کتبِ فقہ کے تعارف میں امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی ''المبسوط'' جو اِن کی سب سے پہلی کتاب ہے، اس سے لے کر شیخ محمد عباسی مہدی مصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۵ھ) کی ''**الفتاوى المهدية في الوقائع المصرية**'' تک (۱۲۲) کتابوں کا تعارف ذکر کیا ہے۔ سنین وفات کی ترتیب کے مطابق ہر کتاب کا مکمل نام، مصنف کا تعارف اور اس کی مشہور تصنیفات کا ذکر، ماخذ، خصوصیات، محقق اور طبع کا ذکر کیا ہے۔ الحمدللہ فقہ حنفی کی تقریباً تمام کتب کا تعارف اس میں آگیا ہے۔

نیز اصولِ فقہ کی مبادیات، اصولِ فقہ کا واضع اور تاریخی تسلسل کے ساتھ (۶۳) کتابوں کا تعارف ذکر کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی ''**الرسالة**'' سے لے کر دکتور وہبۃ الزحیلی کی ''**أصول الفقه الإسلامي**'' تک چاروں مکتبہ فکر کے علماء کی کتابوں کا تعارف اِس کتاب میں ہے۔ کتاب اور مصنف کے تعارف کے ساتھ ساتھ اُن کی مشہور تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے، اُس کتاب پر لکھے گئے حواشی، شروحات، تعلیقات، اختصارات اور منظومات کا بھی اجمالاً ذکر کیا ہے، اِس ضمن میں ذکر کی گئی کتابوں کی تعداد سو سے زائد ہے۔

کتبِ اصول فقہ کے تعارف میں راقم نے زیادہ تر استفادہ جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کی کتاب ''فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عہد حاضر تک'' سے کیا ہے۔

اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں چاروں فقہی مذاہب کے متون اور ان پر لکھی گئی شروح، حواشی، تعلیقات اور منظومات کا اضافہ کیا ہے، کتبِ حنفیہ کے تعارف میں بھی جابجا

اضافات کیے ہیں، اس طرح اس ایڈیشن میں سو سے زائد نئی کتب کا ذکر اصالتاً اور کہیں ضمناً آیا ہے۔ اس میں راقم نے زیادہ تر استفادہ دکتور عبدالعزیز بن ابراہیم بن قاسم کی کتاب ''الدليل إلى المتون العلمية'' سے کیا ہے۔

آخر میں (۴۷) اردو فتاوی کا تعارف بھی اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اِس طرح اس کتاب میں کل (۲۳۲) کتابوں کا اصالتاً اور دو سو سے زائد کتب کا ذکر ضمناً آیا ہے۔ بفضل اللہ راقم کی ایک کتاب ''عربی، اردو کتبِ سیرت کا تعارف'' چھپ چکی ہے، جس میں بہتر (۷۲) عربی اور تہتر (۷۳) اردو کتبِ سیرت کا تعارف ذکر کیا گیا ہے، چھ سو سینتالیس (۶۴۷) کتابوں کی فہرست حروفِ تہجی کے مطابق ذکر کی ہے، جو سیرت کے مختلف گوشوں پر لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح ''انواع کتب حدیث کا تعارف'' دو جلدوں میں طبع ہے، جس میں دو ہزار سے زائد کتب حدیث کا تعارف ہے۔

راقم نے عربی، اردو کتبِ تفاسیر کے تعارف کے کام کا آغاز بھی کیا ہے، قارئین کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی محض اپنے فضل وکرم سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین

اللہ تبارک وتعالی اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور راقم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۲۲ ستمبر ۲۰۲۰ء/۴ صفر ۱۴۴۱ھ

موبائل نمبر # 0332-2557675

فتوی کا تاریخی پس منظر

فتوی کی لغوی تعریف

لفظ فتوی فاء کے فتحہ کے ساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی ،لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے،اس کا لغوی معنیٰ ''**الإجابة عن سؤال سواء كان متعلقا بالأحكام الشرعية أم بغيرها** '' کسی بھی سوال کا جواب دینا خواہ اس کا تعلق احکام ِ شریعت سے ہو یا غیر احکام شریعت سے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بادشاہِ مصر کی یہ بات نقل کی ہے:

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ. (یوسف: ۴۳)

ترجمہ: اے درباروالو! اگر تم تعبیر دے سکتے ہوتو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھی کی بات نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ. (یوسف: ۴۶)

ترجمہ: یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں۔

اسی طرح ملکہ سبا کی بات نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي. (النمل: ۳۲)

ترجمہ: اے سردارو! مجھے میرے معاملے میں بتلاؤ۔

مذکورہ بالا تینوں آیات میں لفظ فتوی مطلق سوال کے جواب دینے کے لئے استعمال ہوا ہے، احکامِ شریعہ دریافت کرنے کے لئے نہیں ہوا، لیکن پھر بعد میں یہ لفظ شرعی حکم معلوم

کرنے کے لئے خاص ہوگیا۔قرآن کریم میں بھی یہ لفظ حکم شرعی کی دریافت کے لئے متعدد جگہ استعمال ہوا ہے، جیسے:

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ. (النساء : ١٢٧)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں، کہہ دو اللہ تم کو ان کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالی ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ. (النساء : ١٧٦)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) لوگ تم سے (کلالہ کا حکم) پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم بتاتا ہے۔

قرآن کی ان آیات میں لفظ فتوی شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

فتوی کی اصطلاحی تعریف

هو الإخبار بحكم الله تعالى عن مسألة دينيّة بمقتضى الأدلة الشرعية لمن سأل عنه في أمر نازل على جهة العموم لا على وجه الإلزام. (1)

ترجمہ: کسی پیش آمدہ مسئلے میں سائل کو دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں حکم خداوندی سے آگاہ کرنے کو فتوی کہتے ہیں اور مفتی کا اس حکم شرعی کی خبر دینا بطورِ عموم کے ہو نہ کہ بطورِ الزام کے ہو۔

فتوی عہدِ نبوت میں

سب سے پہلے جنہوں نے منصبِ افتاء کو سنبھالا وہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ وحی کے ذریعے اللہ تبارک وتعالی کی جانب سے فتوی دیا کرتے تھے،

(1) المصباح في رسم المفتي ومناهج الإفتاء : معنى الفتيا لغة وشرعا، ج ١ ص ١٦

حضراتِ صحابہ کرام آپ سے احکاماتِ شرعیہ دریافت کرتے، آپ ان کے جوابات دیتے، حضراتِ صحابہ کرام ان فتاوی کو اپنے سینوں اور اوراق میں محفوظ کرتے تھے، آپ کے فتاوی اور احادیثِ مبارکہ اسلام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے، کسی کے لئے ان سے ذرہ بھر انحراف جائز نہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وَأَوَّلُ مَنْ قَامَ بِهَذَا الْمَنْصِبِ الشَّرِيفِ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، عَبْدُاللهِ وَرَسُولُهُ، وَأَمِينُهُ عَلَى وَحْيِهِ، وَسَفِيرُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِبَادِهِ، فَكَانَ يُفْتِي عَنِ اللهِ بِوَحْيِهِ الْمُبِينِ، فَكَانَتْ فَتَاوِيهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْأَحْكَامِ، وَمُشْتَمِلَةً عَلَى فَصْلِ الْخِطَابِ، وَهِيَ فِي وُجُوبِ اتِّبَاعِهَا وَتَحْكِيمِهَا ثَانِيَةُ الْكِتَابِ، وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْعُدُولُ عَنْهَا. [1]

ترجمہ: سب سے پہلے اس عظیم الشان منصب پر تمام انبیاء اور متقین کے سردار، اللہ کے بندے اور رسول جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز تھے، آپ وحی الٰہی میں امین ہیں، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان سفیر ہیں، آپ اللہ تعالی کی طرف سے واضح وحی کے ساتھ فتوی دیتے تھے، آپ کے فتاوی جوامع الکلم ہیں، واضح احکامات پر مشتمل ہیں، اِن کی اتباع کرنا ضروری ہے، اِن کو حَکم بنانا اور اِن کی روشنی میں فیصلے کرنا ضروری ہے، یہ شریعت کا دوسرا ماخذ ہے، کسی مسلمان کے لئے اِن سے عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی دوسرا شخص منصبِ افتاء پر فائز نہیں ہوا، البتہ کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم افتاء اور قضاء کا کام اپنے بعض صحابہ کے سپرد کرتے تھے، شاید اس کا مقصد ان حضرات کو اجتہاد اور استنباط کی عملی مشق کرانا تھا۔

---

[1] إعلام الموقعين: فصل: الرسول صلى الله عليه وسلم أوّل من بلّغ عن الله، ج ١ ص ١٦

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ: أَقْضِي بَيْنَهُمَا وَأَنْتَ حَاضِرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ عَلَى أَنَّكَ إِنْ أَصَبْتَ فَلَكَ عَشْرُ أُجُورٍ وَإِنِ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرٌ. ❶

ترجمہ: (دو افراد اپنا جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کہا کہ) ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی موجودگی میں، میں فیصلہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم فیصلہ کرو، اگر تم نے درست فیصلہ کیا تو تمہارے لئے دس اجر ہیں، اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور غلطی کی تو تمہارے لئے ایک اجر ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ کرام کو دور دراز شہروں کی طرف بھیجتے وقت فیصلہ کرنے اور فتوی دینے کی اجازت مرحمت فرمائی، جیسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا، اور ان کو قرآن، حدیث، قیاس واجتہاد کے ذریعے فتوی اور فیصلے کی اجازت دی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب فرمایا:

أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي، وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ.

ترجمہ: میں اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی سے ان کے سینے پر بطورِ شاباشی کے تھپکی دی اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ. ❷

---

❶ المستدرک علی الصحيحين: كتاب الأحكام، ج۴ ص ۹۹، رقم الحديث: ۷۰۰۴

❷ سنن أبي داود: كتاب الأقضية، باب اجتهاد الرأي في القضاء، ج۳ ص ۳۰۳، رقم الحديث: ۳۵۹۲

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو ایسی بات کی توفیق دی جس نے اللہ کے رسول کو خوش کر دیا۔

افتاء میں صحابہ کرام کا طریقہ کار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد یہ ذمہ داری حضرات صحابہ کرام کے کندھوں پر آئی، اِن حضرات نے بڑے احسن طریقے سے اسے نبھایا، اس میں ان کا منہج وہی رہا جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح رحمہ اللہ کو خط لکھا:

إِنْ جَاءَکَ شَيْءٌ فِي کِتَابِ اللّٰهِ فَاقْضِ بِهِ وَلَا تَلْفِتْکَ عَنْهُ الرِّجَالُ، فَإِنْ جَاءَکَ مَا لَيْسَ فِي کِتَابِ اللّٰهِ فَانْظُرْ سُنَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِهَا، فَإِنْ جَاءَکَ مَا لَيْسَ فِي کِتَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَکُنْ فِيهِ سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْظُرْ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَخُذْ بِهِ، فَإِنْ جَاءَکَ مَا لَيْسَ فِي کِتَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَکُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَتَکَلَّمْ فِيهِ أَحَدٌ قَبْلَکَ. فَاخْتَرْ أَيَّ الْأَمْرَيْنِ شِئْتَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَجْتَهِدَ بِرَأْيِکَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَتَقَدَّمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَتَأَخَّرَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَکَ. [1]

ترجمہ: اگر تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حکم آئے تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور تمہیں اس سے ہرگز لوگ نہ موڑیں، پس اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ میں نہ ہو، تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دیکھو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو، پس اگر

[1] سنن الدارمي: کتاب العلم، باب الفتيا وما فيه من الشدة، ج ۱ ص ۲۶۵، رقم الحديث: ۱۶۹

تمہارے پاس ایسا معاملہ آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں سنتِ رسول اللہ میں کوئی بات ہے،تو اس کو دیکھو جس پر تمام لوگ متفق ہیں تو اس کو لے لو، اور اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو جس میں نہ کتاب اللہ کا کوئی حکم ہے اور نہ سنتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ ہی تم سے پہلے کسی نے اس کے بارے میں گفتگو کی ہے،تو تم دو باتوں میں سے جسے چاہے منتخب کرلو، یا تو اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کرو اور پھر تم آگے بڑھو تو تم آگے کئے جاؤ گے،اور اگر تم چاہو تو بس (اجتہاد سے) پیچھے ہٹ جاؤ،تب تم پیچھے کردیئے جاؤ گے،اور میں تو تمہارے لئے پیچھے رہنے کو ہی بہتر سمجھتا ہوں۔

حضرت عبید اللہ بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، إِذَا سُئِلَ عَنِ الْأَمْرِ فَكَانَ فِي الْقُرْآنِ أَخْبَرَ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْقُرْآنِ وَكَانَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَعَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ، قَالَ فِيهِ بِرَأْيِهِ. [1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس سے کسی مسئلے کے متعلق دریافت کیا جاتا تو وہ سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے،وہاں اس کا حکم موجود ہوتا تو سائل کو اس سے آگاہ کرتے،اگر قرآن کریم میں حکم موجود نہ ہوتا تو احادیث رسول کی طرف متوجہ ہوتے، اگر وہاں بھی اس کا حکم نہ پاتے تو حضرت ابو بکر وحضرت عمر کے اقوال میں غور فرماتے،اگر یہاں بھی مسئلے کا حکم نہ پاتے تو اپنی رائے کا استعمال کرتے۔

عہدِ صحابہ میں فتوی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس عظیم الشان منصب پر آپ کے وہ جلیل القدر صحابہ

[1] سنن الدارمي: كتاب العلم، باب الفتيا وما فيه من الشدة، ج ١ ص ٢٦٥، رقم الحديث: ١٦٨

کرام فائز ہوئے جو آپ کی وراثت کے اولین محافظ وامین تھے، اور تقوی وطہارت، صداقت وعدالت، شجاعت وسخاوت اور ایثار وہمدردی میں مانند آفتاب اور رُشد وہدایت، علم ومعرفت میں مانند ماہتاب تھے، جن کے متعلق ارشادِ ربانی ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ '' ہے، جو نزولِ قرآن، اسبابِ نزول اور منشأ قرآن سے اچھی طرح باخبر تھے، جن کے بارے میں امت کا متفقہ فیصلہ ہے:

أَلْيَنُ الْأُمَّةِ قُلُوبًا، وَأَعْمَقُهَا عِلْمًا، وَأَقَلُّهَا تَكَلُّفًا، وَأَحْسَنُهَا بَيَانًا، وَأَصْدَقُهَا إِيمَانًا، وَأَعَمُّهَا نَصِيحَةً، وَأَقْرَبُهَا إِلَى اللَّهِ وَسِيلَةً. [1]

ترجمہ: صحابہ کرام امت میں سب سے زیادہ نرم دل، سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف کرنے والے اور حسنِ بیان میں سب سے بڑھ کر ہیں، اس طرح ایمان میں سب سے سچے، خیر خواہی میں سب سے آگے اور اللہ کے وسیلے کے اعتبار سے قریب تر ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِينَ حُفِظَتْ عَنْهُمُ الْفَتْوَى مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةٌ وَنَيِّفٌ وَثَلَاثُونَ نَفْسًا، مَا بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ، وَكَانَ الْمُكْثِرُونَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. [2]

ترجمہ: اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن حضرات کے فتاوی محفوظ ہیں، ان

[1] إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ج ۱ ص ۱۷

[2] إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ج ۱ ص ۱۷

سب مرد وخواتین کی تعداد ایک سوتیس (۱۳۰) سے کچھ اوپر ہے، ان میں سے سات (۷) افراد ایسے ہیں جن سے بکثرت فتاوی منقول ہیں، وہ حضرات یہ ہیں:

۱......حضرت عمر بن خطاب۔۲......حضرت علی بن ابی طالب۔۳......حضرت عبداللہ بن مسعود۔۴......ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ۔۵......حضرت زید بن ثابت۔۶......حضرت عبداللہ بن عباس۔۷......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔

یہ سات صحابہ کرام وہ ہیں جن سے کثرت کے ساتھ فتاوی منقول ہیں:

وَيُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فَتْوَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ سِفْرٌ ضَخْمٌ. (۱)

ترجمہ: ممکن ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاوی (الگ الگ) ضخیم کتاب میں جمع ہوجائیں۔

وہ فقہاء صحابہ کرام جن سے درمیانی تعداد میں فتاوی منقول ہیں ان کی تعداد بیس (۲۰) ہے:

۱......حضرت ابوبکر۔۲......حضرت ام سلمہ۔۳......حضرت انس بن مالک۔ ۴......حضرت ابوسعید خدری۔ ۵......حضرت ابوہریرہ۔ ۶......حضرت عثمان بن عفان۔۷......حضرت عبد اللہ بن عمرو۔ ۸......حضرت عبد اللہ بن زبیر۔ ۹......حضرت ابو موسی اشعری۔ ۱۰......حضرت سعد بن ابی وقاص۔۱۱......حضرت جابر بن عبداللہ۔۱۲......حضرت معاذ بن جبل۔۱۳......حضرت طلحہ۔۱۴......حضرت زبیر۔ ۱۵......حضرت عبد الرحمٰن بن عوف۔ ۱۶......حضرت عمران بن حصین۔ ۱۷......حضرت ابو بکرہ۔ ۱۸......حضرت عبادہ بن صامت۔۱۹......حضرت معاویہ بن ابی سفیان۔۲۰......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

یہ مذکورہ بالا بیس (۲۰) صحابہ کرام وہ ہیں جن سے اوسط درجے کے ساتھ فتاوی منقول ہیں:

---

(۱) إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن اللّٰه، ج ۱ ص ۱۷

يُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فُتْيَا كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ صَغِيرٌ جِدًّا. ❶

ترجمہ: ممکن ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاوی بہت ہی چھوٹی جلد میں جمع ہو جائیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کے بعد ایک سو دس (۱۱۰) صحابہ اور صحابیات کے اسماء ذکر کیئے ہیں جو بہت کم فتوی دیا کرتے تھے، اور اِن سے ایک، دو یا کچھ زائد مسائل مروی ہیں، یہ قلیل الفتاوی صحابہ کرام ہیں، ان کے فتاوی کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فُتْيَا جَمِيعِهِمْ جُزْءٌ صَغِيرٌ فَقَطْ بَعْدَ التَّقَصِّي وَالْبَحْثِ. ❷

ترجمہ: ممکن ہے کہ ان تمام صحابہ کے فتاوی غور وخوض اور تلاش کے بعد ایک کتابچہ میں جمع ہو جائیں۔

امام الجرح والتعدیل، عظیم نقّاد محدث امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کی تحقیق کے مطابق اُن صحابہ کرام کی تعداد جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل ہے ایک لاکھ چودہ ہزار (۱۱۴۰۰۰) ہے۔

ایک شخص نے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے پوچھا:

يَا أَبَا زُرْعَةَ أَلَيْسَ يُقَالُ: حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِيثٍ؟ قَالَ: وَمَنْ قَالَ ذَا؟ قَلْقَلَ اللَّهُ أَنْيَابَهُ هَذَا قَوْلُ الزَّنَادِقَةِ، وَمَنْ يُحْصِي حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ؟ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مِائَةِ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفًا مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا أَبَا زُرْعَةَ هَؤُلَاءِ أَيْنَ كَانُوا وَسَمِعُوا مِنْهُ؟ قَالَ: أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَمَنْ

❶ إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن اللّٰه، ج ۱ ص ۱۷

❷ إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن اللّٰه، ج ۱ ص ۱۷

بَيْنَهُمَا وَالْأَعْرَابُ وَمَنْ شَهِدَ مَعَهُ حَجَّةَ الْوَدَاعِ كُلٌّ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ يَعْرِفُهُ. ❶

ترجمہ: اے ابوزرعہ! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہزار احادیث مروی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالی اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے، کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام موجود تھے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا، اس شخص نے کہا: اے ابوزرعہ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور کہاں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہل مدینہ، اہلِ مکہ اور ان کے گردونواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے میدانِ عرفات میں آپ کی زیارت بھی کی اور آپ سے سماعِ حدیث بھی کیا۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تحقیق کے مطابق فتوی دینے والے صحابہ کرام کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) سے کچھ زائد تھی، اور ان کے درمیان بھی تین طبقات تھے:

۱......کثیر الفتاوی سات (۷) صحابہ کرام

۲......اوسط الفتاوی بیس (۲۰) صحابہ کرام

۳......قلیل الفتاوی ایک سو دس (۱۱۰) صحابہ کرام ❷

❶ الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: ترتيب مسانيد الصحابة، ج۲ ص ۲۹۳، رقم: ۱۸۹۴ /مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والثلاثون، ص۲۹۸

❷ الإحكام في أصول الأحكام: الباب الثامن والعشرون، ج۵ ص ۹۲ / إعلام الموقعين: الصحابة الذين قاموا بالفتوى بعده، ج ۱ ص ۱۷

جیسا کہ ماقبل میں صحابہ کرام کے اسماء کے ساتھ باحوالہ بات گزر گئی، بقول امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے صحابہ کرام کی تعداد جن کوآپ سے شرفِ سماعت حاصل ہے ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، لیکن فتوی دینے والے صحابہ کی تعداد صرف ایک سوتیس ہے، معلوم ہوا کہ محض حدیث کو روایت کرنا اور اس میں فقہ وبصیرت سے کام لینا دو مختلف امور ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے ہر صحابی منصبِ افتاء پر فائز نہ تھا اگر چہ ان میں جمیع حضرات رُوّاتِ حدیث تھے، اس فرق کے باعث فقہائے عظام اور محدثینِ کرام کے درمیان حدِّ فاصل بھی خود بخود قائم ہوجاتی ہے۔ فقہاء فکری اور علمی اعتبار سے محدثین سے بلند رتبہ کے حامل ٹھہرتے ہیں، کیونکہ محدثین اگر حدیث سے واقف ہیں تو فقہاء حدیث اور اس کے فہم دونوں سے آگاہ ہیں۔

دکتور محمد رواس قلعہ جی نے بڑی تحقیق، جستجو اور تلاش کے ساتھ چند صحابہ کرام کے فتاوی کو الگ الگ جمع کیا جو درج ذیل ہیں:

۱ ...... موسوعة فقه أبي بكر ۲ ...... موسوعة فقه عمر بن خطاب

۳...... موسوعة فقه عثمان بن عفان ۴...... موسوعة فقه علي بن أبي طالب

۵ ...... موسوعة فقه عبد الله بن مسعود ۶ ...... موسوعة فقه عبد الله بن عمر

فتوی دورِ تابعین میں

حضراتِ صحابہ کرام کے بعد فتاوی کے لئے اکابر تابعین کی طرف رجوع کیا جاتا تھا، اور یہ حضرات مختلف ایسے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے جو مسلمانوں نے اپنی فتوحات کے بعد آباد کئے تھے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ الْمُفْتُونَ بِالْمَدِينَةِ مِنَ التَّابِعِينَ: ابْنَ الْمُسَيِّبِ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ

مَسْعُودٍ، وَهَؤُلَاءِ هُمُ الْفُقَهَاءُ، وَقَدْ نَظَمَهُمُ الْقَائِلُ فَقَالَ:

إِذَا قِيلَ مَنْ فِي الْعِلْمِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ رِوَايَتُهُمْ لَيْسَتْ عَنِ الْعِلْمِ خَارِجَةْ
فَقُلْ هُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ سَعِيدٌ أَبُو بَكْرٍ سُلَيْمَانُ خَارِجَةْ (1)

ترجمہ: مدینہ میں فتوی دینے والے تابعین حضرات یہ ہیں:

۱......حضرت سعید بن مسیّب ۲......حضرت عروہ بن زبیر ۳......حضرت قاسم بن محمد
۴......حضرت خارجہ بن زید ۵......حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام
۶......حضرت سلیمان بن یسار ۷......حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہم اللہ۔

اور انہیں کو "فقہائے سبعہ" بھی کہا جاتا ہے، ان کے اسماء کو ایک شاعر نے اپنے اس شعر میں جمع کیا ہے، جب پوچھا جائے کہ علم کے سات سمندر کون ہیں جن کی روایاتِ علم سے ذرا بھی ہٹ کر نہیں ہوتیں، تو تم کہہ دو کہ وہ عبید اللہ، عروہ، قاسم، سعید، ابو بکر، سلیمان اور خارجہ ہیں۔

مکہ مکرمہ میں فتوی دینے والے امام عطاء بن ابی رباح، امام طاؤس بن کیسان، امام مجاہد بن جبر، امام عبید بن عمیر، امام عمرو بن دینار، امام عبد اللہ بن ابی ملیکہ، امام عکرمہ رحمہم اللہ تھے۔

بصرہ میں فتوی دینے والے امام عمرو بن سلمہ، امام ابو مریم حنفی، امام حسن بصری، امام محمد بن سیرین، امام مسلم بن یسار، امام قتادہ بن دعامہ رحمہم اللہ تھے۔

کوفہ میں فتوی دینے والے امام علقمہ بن قیس نخعی، امام اسود بن یزید، امام عمرو بن شرحبیل، امام مسروق، امام شریح بن حارث، امام عبد الرحمٰن بن یزید رحمہم اللہ تھے۔

شام میں فتوی دینے والے امام ابو ادریس خولانی، امام عبد اللہ بن زکریا، امام قبیصہ

(1) إعلام الموقعين: المفتون في المدينة، ج ۱ ص ۳۲

بن ذؤیب، امام سلیمان بن حبیب، امام خالد بن معدان رحمہم اللہ تھے۔

یمن میں فتوی دینے والے امام وہب بن منبہ صنعانی، امام عبدالرزاق بن ہمام اور امام سماک بن فضل رحمہم اللہ تھے۔ ❶

ان مذکورہ بالا کبار اہلِ علم کے اکثر فتاوی جات موطآت، سنن، مسندات، مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآثار، شرح معانی الآثار اور دیگر کتبِ حدیث میں ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

آپ کا نام نعمان، والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی، فارسی النسل تھے، اللہ تعالی نے حضرت زوطی کو دولتِ ایمان سے سرفراز فرمایا، ثابت کو بچپن میں ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثابت کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس دعا کا ظہور ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ونحن نرجو من اللّٰہ أن یکون قد استجاب اللّٰہ ذلک لعلي بن أبی طالب فینا. ❷

ترجمہ: اور ہم اللہ تعالی سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب کی دعا قبول فرمائی ہے۔

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ

۱......آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے، لغت میں حنیفہ حنیف کا مؤنث ہے، حنیف اُسے کہتے ہیں جو سب لوگوں سے یکسو ہو کر رہے، اسی بناء پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حنیف

❶ إعلام الموقعین: فصل فی المفتیین، ج ۱ ص ۳۳ تا ۴۰

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۲۷

کہتے ہیں۔امام اعظم نے یہ کنیت اپنے لئے کیوں تجویز فرمائی جہاں تک راقم کا خیال ہے یہ تفاول کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، جیسے عموماً ابو المحاسن، ابو الحسنات، ابوالکلام وغیرہ کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔

۲......آپ کا حلقہ درس وسیع تھا آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے، چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا ہے، یعنی دوات والے۔

۳......بعض نے کہا ہے آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے،لہذا آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا۔ (1)

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ اس لئے ہے کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا اسی مناسبت کی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ کہتے ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا کوئی اور بیٹا تھا:

ولا يعلم له ولد ذكر ولا أنثى غير حماد. (2)

امام اعظم کے متعلق نبوی پیشین گوئی

اللہ تبارک وتعالی نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات میں فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (الجمعة: ۲-۳)

---

(1) الخيرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

(2) الخيرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک (باعظمت) رسول کو بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ ان (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کو تزکیہ وتعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانے میں آئیں گے) اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ہے:

ایک قسم کے لوگوں میں وہ امّی لوگ ہیں جنہیں آپ نے بذات خود براہِ راست فیض یاب فرمایا، جنہیں آپ کی تلاوت، تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کے نور سے روشن کیا ہے۔

دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن نے ''**وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**'' کے الفاظ سے بیان کیا ہے، ان سے مراد وہ لوگ تھے جو ابھی تک صحابہ کرام کے ساتھ نہیں ملے تھے بلکہ بعد میں آنے والے تھے، مگر آپ کا یہ فیض ان کے لئے بھی بیان ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے الفاظ کی تفسیر میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''**وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**'' اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کے تزکیہ وتعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانہ میں آئیں گے) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین بار یہی سوال کیا، اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے، نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان فارسی پر رکھا پھر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ. ❶

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو اس کی قوم میں سے چند اشخاص یا فرمایا: ایک شخص اسے حاصل کرلے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت میں آپ نے فرمایا کہ اس (یعنی حضرت سلمان فارسی) کی قوم فارس کے لوگوں میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص آئے گا، اگر ایمان ثریا کی بلندیوں تک بھی ہوگا تو وہ اتنی بلندی پر بھی پہنچ کر اس کی معرفت حاصل کرلے گا۔ اس روایت میں ایک شخص یا چند اشخاص کا بیان ہے، جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ اہل فارس اور ابنائے فارس کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جس کی طرف آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے، حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهُ. ❷

ترجمہ: اگر دین اوج ثریا پر بھی ہو تو اہلِ فارس (یا ابنائے فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا۔

اس حدیث کو نو مختلف صحابہ کرام نے روایت کیا، صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

❶ صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب قوله: وآخرین منهم لما یلحقوا بهم، ج۶ ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۴۸۹۷/صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۴۶.

❷ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۴۶

سے اس روایت کو ان کے تیرہ (۱۳) مختلف شاگردوں نے نقل کیا، اسی طرح دیگر صحابہ سے بھی ان کے مختلف تلامذہ نے اس روایت کو نقل کیا، اس روایت کو مختلف طرق واسانید کے ساتھ تقریباً اکتیس (۳۱) محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی کی جو حرف بہ حرف مکمل ہوئی، یہ آپ کے معجزات میں سے ہے، آپ نے جس بات کی خبر دی ویسا ہی ہوا، اور اس کا مصداق اکابر اہلِ علم کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرار پائے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اس صحیح حدیث کی بنیاد پر اپنی معروف کتاب ''سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' میں حضور کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے مستقل ایک باب قائم کیا:

الباب الثالث والخمسون فی إشارته صلی اللّٰه علیه وسلم إلی وجود الإمام أبی حنیفة.

یعنی اس ترپن نمبر باب میں اس حدیث کا ذکر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اعظم ابوحنیفہ کے وجود کی پیشن گوئی فرمائی۔ علامہ صالحی رحمہ اللہ باوجود یہ کہ شافعی المسلک ہیں انہوں نے اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا اور باقاعدہ اس پر باب قائم کیا، پھر اس کے تحت اس حدیث کے متعدد طرق اور اسانید کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وما جزم به شیخنا من أن الإمام أبا حنیفة رحمه اللّٰه عنه هو المراد من هذا الحدیث السابق ظاهر لا شک فیه. [1]

ترجمہ: ہمارے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی) نے یقین کے ساتھ فرمایا کہ سابق

[1] سبل الھدی والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج۱۰ ص ۱۱۶

حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بشارت اور فضیلت کے سلسلے میں اسی روایت پر اعتماد کیا جائے گا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة و الفضيلة. ❶

علامہ احمد بن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) نے بھی اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا، آپ نے عنوان قائم کیا:

فيما ورد من تبشير النبي بالإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پھر فرمایا کہ حافظ محقق جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بشارت کے سلسلے میں اس صحیح اصل پر اعتماد کیا جائے گا، اور اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کامل فضیلت ہے:

قال الحافظ المحقق الجلال السيوطي: هذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة بأبي حنيفة رحمه الله وفي الفضيلة التامة. ❷

اندازہ کیجئے کہ تینوں جلیل القدر ائمہ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ محمد بن یوسف صالحی، علامہ احمد بن حجر ہیتمی رحمہم اللہ باوجودیکہ یہ تینوں شافعی المسلک ہیں انہوں نے اس حدیث کا مصداق صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تفصیلی سوانحِ حیات، آپ کا مقام ومرتبہ، سو (۱۰۰) اہلِ علم کی آپ کے متعلق آراء، فنِ حدیث اور فقہ میں آپ کی جلالتِ شان، کتاب الآثار اور آپ کی انتیس (۲۹) مسانید کا تعارف، آپ پر کئے گئے نقد وجرح کے تفصیلی جوابات کے لئے راقم

❶ سبل الهدى والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶ / تبييض الصحيفة: ذكر تبشير النبي صلى الله عليه وسلم، ص ۲۱.

❷ الخيرات الحسان: المقدمة الثالثة، ص ۲۳

کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام'' کا مطالعہ کریں۔

علم شریعت کے مدوِّنِ اول امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه اوّل من دون علم الشريعة ورتبها أبوابًا ثم تبعه مالک بن أنس في ترتيب الموطا ولم يسبق أبا حنيفة أحد. ❶

ترجمہ: امام ابوحنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے ابواب کی صورت میں مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک نے انہیں کی پیروی کی، امام ابو حنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دوّن علم الشريعة ورتبه أبوابا وكتبا على نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالک في موطئه. ❷

ترجمہ: امام ابوحنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب کیا جیسا کہ آج موجود ہے اور امام مالک نے اپنی موطا میں انہیں کی اتباع کی ہے۔

---

❶ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبى حنيفة: أوّل من دوّن علم الشريعة، ص ۱۲۹

❷ الخيرات الحسان: الفصل الثانى عشر، ص ۱۳۲

پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کیں، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة مذهبه شورى بينهم لم يستمد بنفسه دونهم.

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، آپ شرکائے شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفق رحمہ اللہ ہی رقم طراز ہیں:

كان يتقي مسئلة يقلبهم ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده ويناظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها. [1]

ترجمہ: امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کے سنین وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رحمہ اللہ سے وابستگی کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کارِ تدوین میں ہاتھ بٹایا اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانہ میں اس کام میں شرکت کی، عام طور پر شرکاء مجلس کے اسماء ایک جگہ نہیں

[1] مناقب أبي حنيفة للموفق: ج۲ ص ۱۳۳

ملتے ،مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی صاحب نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالہ سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

۱......زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) ۲......مالک بن مغول رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۹ھ)

۳......داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) ۴......مندل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ)

۵......نصر بن عبد الکریم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) ۶......عمرو بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۱ھ)

۷......حبان بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۲ھ) ۸......ابو عصمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۳ھ)

۹......زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۳ھ) ۱۰......قاسم بن معن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ)

۱۱......حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ) ۱۲......ہیاج بن بطام رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۷ھ)

۱۳......شریک بن عبد اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۸ھ) ۱۴......عافیہ بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ)

۱۵......عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) ۱۶......نوح بن دراج رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

۱۷......امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) ۱۸......ہشیم بن بشیر سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ)

۱۹......ابو سعید یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۴ھ) ۲۰......فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ)

۲۱......اسد بن عمرو رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۸ھ) ۲۲......محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۲۳......علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) ۲۴......یوسف بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۲۵......عبد اللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) ۲۶......فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ)

۲۷......حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) ۲۸......وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ)

۲۹......ہشام بن یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) ۳۰......یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ)

۳۱......شعیب بن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۳۲......ابو حفص بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)

۳۳......ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) ۳۴......خالد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)

۳۵.....عبد الحمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) ۳۶.....ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)

۳۷.....مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) ۳۸.....حماد بن دلیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) ❶

استنباطِ مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے:

آخذ بكتاب الله، فما لم اجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فان لم اجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم آخذ بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وادع من شئت منهم، ولا اخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر أو جاء إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا، فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا. ❷

ترجمہ: میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے راجح معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ

---

❶ قاموس الفقہ: ج ا ص ۳۶۰، ۳۶۱

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۵/ الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، ص ۱۴۲/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول، ص ۲۴

ابراہیم نخعی، شعبی ،ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن میسّب اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم اجد فبسنة رسول صلى الله عليه وسلم، والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدى الثقات عن الثقات، فان لم اجد فبقول أصحابه آخذ بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء ، فاجتهد كما اجتهدوا. ❶

ترجمہ: میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں، جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن وسنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کے قول کو لے لیتا ہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح جیسے مجتہدین تابعین پر آ ٹھہرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

---

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۴

فقہ حنفی کے مصادر

بنیادی طور پر فقہ حنفی کے مصادر کے تین حصے کئے گئے ہیں:

۱......مسائل الاصول ۲......مسائل النوادر ۳......فتاوی اور واقعات

(۱) مسائل الأصول

جن کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جو ائمہ مذہب یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ سے مروی ہیں، ان تین حضرات کو ''ائمہ ثلاثہ'' کہا جاتا ہے، یہ وہ مسائل ہیں جنہیں امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی مندرجہ ذیل چھ (٦) کتابوں میں ذکر کئے ہیں:

۱...... المبسوط. ۲...... الجامع الصغير. ۳...... الجامع الكبير.

۴...... الزيادات. ۵...... السير الصغير. ٦...... السير الكبير.

ان کو ''ظاہر الروایہ'' اس لئے کہتے ہیں کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ سے شہرت کے ساتھ قابلِ اعتماد راویوں کے ذریعے منقول ہیں۔

(۲) مسائل النوادر

یہ وہ مسائل ہیں جو مذکورہ بالا ائمہ مذہب ہی سے منقول ہیں مگر وہ امام محمد رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا چھ کتابوں میں مذکور نہیں ہیں، بلکہ آپ کی دیگر فقہی کتابوں میں مذکور ہیں، جیسے کیسانیات (یہ وہ مسائل ہیں جو شعیب بن سلیمان رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے ہیں) ہارونیات (یہ وہ مسائل ہیں جو ہارون الرشید کے لئے یا اس سے تعلق کے زمانے میں بیان کئے ہیں) جرجانیات (یہ وہ مسائل ہیں جو علی بن صالح جرجانی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے ہیں) رقیات (یہ وہ مسائل ہیں جن کو آپ نے رِقّہ شہر میں قیام کے دوران بیان کیا، ان مسائل کو امام ابن سماعہ رحمہ اللہ نے آپ سے روایت کیا ہے)

چونکہ یہ کتابیں امام محمد رحمہ اللہ کی پہلی چھ کتابوں کی طرح واضح ،ثابت اور صحیح روایات کے ساتھ مروی نہیں ہیں،اس لئے ان کو ''مسائل النوادر'' اور ''مسائل غیر ظاہر الروایہ'' کہا جاتا ہے۔

(۳) الفتاوی و الواقعات

فتاوی اور واقعات ایک ہی مفہوم کے لئے دو لفظ ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے اس وقت مستنبط کیا جب اِن سے وہ مسائل دریافت کئے گئے ،اور ائمہ مذہب متقدمین سے ان مسائل کے بارے میں انہیں کوئی روایت نہیں ملی۔ ❶

کتبِ حنفیہ کا تعارف

متونِ حنفیہ

۱......''مختصر القدوری'' امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ)

۲......''المختار للفتوی'' علامہ مجد الدین موصلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۳ھ)

۳......''مجمع البحرین'' علامہ مظفر الدین ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ)

۴......''کنز الدقائق'' امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ)

۵......''الوقایة'' امام محمود بن احمد بن عبیداللہ بن ابراہیم تاج الشریعہ المحبوبی رحمہ اللہ

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين الأقوى والقوى والضعيف وظاهر المذهب والرواية النادرة كأصحاب المتون المعتبرة من المتأخرين مثل صاحب الكنز وصاحب المختار وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشأنهم أن لا ينقلوا الأقوال المردودة والروايات الضعيفة. ❷

❶ شرح عقود رسم المفتي: طبقات المسائل ثلاثة، ص ٦٥، ٦٦، ٦٧

❷ رد المحتار على الدر المختار: ج ١ ص ٧٧

ترجمہ: مقلدین کا طبقہ جو اقوی،قوی اور ضعیف کے درمیان تمییز کرنے پر قادر ہیں، نیز ظاہر مذہب اور نادر روایات کے درمیان فرق کر سکتے ہیں، جیسے متاخرین میں متونِ معتبرہ کے مصنفین مثلا صاحبِ کنز (امام نسفی) صاحبِ مختار (علامہ مجد الدین موصلی) صاحبِ وقایہ (تاج الشریعہ محمود بن احمد) صاحبِ مجمع (علامہ ابن ساعاتی) ان حضرات کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں مردود اقوال اور ضعیف روایتیں نقل نہ کریں۔

متونِ ثلاثہ سے مراد ''الوقاية، مختصر القدوری، كنز الدقائق ''ہے،اور متونِ اربعہ سے مراد بعض کے نزدیک ''الوقاية، كنز الدقائق، المختار، مجمع البحرين ''ہے،اور بعض کے نزدیک ''الوقاية'' کی جگہ ''مختصر القدوری ''ہے۔اور بعض کے ہاں متونِ اربعہ میں ''الوقاية، مختصر القدوری، كنز الدقائق ''کے ساتھ ''المختار'' یا ''المجمع ''ہے۔علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

اعلم أن المتأخرين قد اعتمدوا على المتون الثلاثة: الوقاية ومختصر القدوری والكنز، ومنهم من اعتمد على الأربعة: الوقاية والكنز والمختار ومجمع البحرين.

ترجمہ: متاخرین نے تین متون پر اعتماد کیا ہے،''الوقاية، مختصر القدوری، كنز الدقائق ''اور بعض نے چار متون پر (اعتماد کیا ہے) ''الوقاية، الكنز، المختار، مجمع البحرين'' [1]

المراد بقولهم المتون الثلاثة: الوقاية والكنز ومختصر القدوری، وإذا أطلقوا المتون الأربعة أرادوا هذه الثلاثة والمختار أو المجمع. [2]

---

[1] النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير: ص ۲٦

[2] عمدة الرعاية: مقدمة، ص ۱۰

ترجمہ: (اہلِ علم) کے ہاں متونِ ثلاثہ سے مراد ''الوقایۃ، الکنز، مختصر القدوری'' ہیں، اور جب متونِ اربعہ مطلق ذکر ہو تو اُس سے مراد مذکورہ بالا تینوں کے ساتھ ''المختار'' یا ''المجمع'' ہے۔

ان متون اور ان پر لکھی گئی شروح، حواشی اور تعلیقات کا تعارف ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

۱...... کتاب الخراج

یہ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن جیب رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب خلیفہ ہارون الرشید کی خواہش پر لکھی گئی، اس کتاب میں شریعت کی روشنی میں نظم مملکت بالخصوص مالیاتی نظام اور اس سے متعلقہ بعض ضروری امور کی وضاحت کی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب کا سببِ تالیف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

هَذَا مَا كَتَبَ بِهِ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ هَارُونَ الرَّشِيدِ: أَطَالَ اللَّهُ بَقَاءَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَدَامَ لَهُ الْعِزَّ فِي تَمَامٍ مِنَ النِّعْمَةِ، وَدَوَامٍ مِنَ الْكَرَامَةِ، وَجَعَلَ مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْهِ مَوْصُولًا بِنَعِيمِ الآخِرَةِ الَّذِي لَا يَنْفَدُ وَلَا يَزُولُ، وَمُرَافَقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَيَّدَهُ اللَّهُ تَعَالَى سَأَلَنِي أَنْ أَضَعَ لَهُ كِتَابًا جَامِعًا يُعْمَلُ بِهِ فِي جِبَايَةِ الْخَرَاجِ، وَالْعُشُورِ وَالصَّدَقَاتِ وَالْجَوَالِي، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَجِبُ عَلَيْهِ النَّظَرُ فِيهِ وَالْعَمَلُ بِهِ. [1]

ترجمہ: یہ وہ دستاویز ہے جو ابو یوسف نے امیر المؤمنین ہارون الرشید کو ارسال فرمائی

[1] کتاب الخراج: ص ۱۳

تھی، اللہ تعالی امیر المؤمنین کی عمر دراز کرے اور ان کو ہمیشہ ہر طرح کی نعمتوں کے ساتھ شان وشوکت سے سرفراز فرمائے۔ خدا کرے آج ان پر جو انعامات ہو رہے ہیں اس کے بعد انہیں آخرت کے لازوال اور غیر فانی انعامات بھی ملیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت بھی نصیب ہو۔ امیر المؤمنین نے مجھ سے ایک جامع تحریر طلب کی ہے جس کو وہ خراج، عشر، صدقات اور جزیہ کی تحصیل میں اپنا دستور العمل بنا سکیں اور جو ان کے دوسرے امور میں بھی ان کی رہنمائی کر سکے، جن پر غور وفکر کرنا اور عمل کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

یہ کتاب دوسری صدی ہجری میں لکھی گئی، جبکہ اس وقت کوئی اور قابلِ ذکر تصنیف اس سلسلہ میں موجود نہیں تھی، گویا یہ اس فن پر لکھی جانے والی پہلی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب میں مالیاتی نظام سے متعلق تمام اہم معلومات یکجا ہیں۔ اس کتاب میں مالِ غنیمت کی تقسیم، عشر، جزیہ، غیر آباد زمینوں کی آباد کاری، کنوؤں، نہروں، دریاؤں اور آبپاشی سے متعلقہ مسائل، باغیوں، چوروں، مرتدوں اور ذمیوں سے متعلق مسائل، سرحدوں کی حفاظت، باغیوں سے جنگ، تجارتی ٹیکس اور مذہبی آزادی کی حدود اور دیگر اہم عنوان پر سیر حاصل بحث ہے۔ اس کتاب میں کثرت کے ساتھ احادیث اور آثار کا ذکر ہے اور بے شمار مسائل میں ان سے استدلال واستشہاد بھی کیا ہے۔ عموماً یہ روایات آپ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہیں، جس سے آپ کے محدثانہ مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب میں مرفوع، موقوف اور مقطوع روایات کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چھ سو (٦٠٠) سے زائد ہے۔ یہ کتاب طہ عبدالرؤف سعد اور سعد حسن محمد کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''**المطبعة السلفية**'' قاہرہ سے طبع ہے۔

اس کتاب کے متعلق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ١٣٧١ھ) فرماتے ہیں:

ولم يؤلف أحد من أهل طبقته مثل هذا الكتاب، بل لو قلنا: لم يؤلف

مثله، لم نكن مُغالين، فمن طالع الكتاب وقارنه بالكتب التي ألفت في هذا الباب اعترف بذلك. ❶

ترجمہ: اس طبقہ میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے اور اس عنوان پر لکھی گئی دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کرے تو وہ ضرور اعتراف کرے گا کہ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، ہم اس بات میں غلو کرنے والے نہیں ہیں (یعنی ہماری یہ رائے افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال پر مبنی ہے)۔

۲...... الرد علی سیر الأوزاعی

یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی تالیف ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے تلامذہ کو مختلف مسائل املاء کرواتے تھے، تو آپ کے کئی شاگردوں نے ان مسائل کو جمع کیا، اس میں آپ نے جہاد، مالِ غنیمت، قیدیوں سے متعلق مسائل، باغیوں سے تعلقات کی نوعیت، اہلِ ذمہ اور حربیوں سے تعلقات کی نوعیت، اس طرح کے دیگر جنگوں سے متعلق مسائل آپ نے بیان کئے۔ یہ مسائل جب تحریری صورت میں امام اوزاعی رحمہ اللہ تک پہنچے تو انہوں نے اس کا رد لکھا، جب یہ رد امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے سامنے آیا تو آپ نے پھر یہ کتاب تصنیف کی۔ اس میں پہلے آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بیان کرتے ہیں، مگر دلائل ذکر نہیں کرتے، پھر امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں اور ان کے دلائل بھی بیان کرتے ہیں، پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کے دلائل کا عقلی ونقلی دونوں طرح سے رد کرتے ہیں، پوری کتاب میں عمومی طور پر یہی اسلوب ہے۔ اس میں زیادہ تر دلائل احادیث وآثار پر مشتمل ہیں، ایک اندازے کے مطابق اس میں مرفوع اور موقوف روایات کی تعداد دوسو

---

❶ حسن التقاضی: ص ۳۳

سے زائد ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ (۱۴۰) صفحات میں ''إحياء المعارف النعمانية'' ہندوستان سے ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوئی۔

۳...... اختلاف أبي حنيفة و ابن أبي ليلى

یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی تصنیف ہے، اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) کے درمیان اختلافی مسائل کو بیان کیا ہے، اس میں نماز، زکوۃ، حج، نکاح، طلاق، حدود، قضاء، دیت، وصیت، وراثت، بیع سلم، بیع مضاربہ، مزارعت، رہن، اجارہ، قرض، صدقہ، ہبہ اور غصب سے متعلق اختلافی مسائل بیان کئے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اختلافی مسائل میں پہلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے بیان کرتے ہیں، پھر ساتھ اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں، جو عموماً یہ ہوتی ہے کہ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، یا میری رائے بھی یہی ہے۔ پھر امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے دلائل بھی ذکر کرتے ہیں۔ پھر امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے دلائل کے جوابات روایت اور درایت کی روشنی میں دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کی ترجیح بیان کرتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعصب سے کوسوں دور تھے، اس لئے پچاس سے زائد مسائل میں آپ نے امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے موقف کو ترجیح دی ہے۔ یاد رہے کہ امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ امام ابو یوسف کے استاذ ہیں، آپ نے ان سے نو سال تک علم حاصل کیا، پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا۔ آپ نے امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کی صحبت کیوں چھوڑی اس سلسلے کے متعدد واقعات کے لئے تفصیلاً دیکھیں: [1]

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں جابجا احادیث وآثار بھی ذکر کیں جن کی

[1] المبسوط للسرخسي: كتاب اختلاف أبي حنيفة و ابن أبي ليلى: ج ۳۰ ص ۱۲۸ تا ۱۳۰

مجموعی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ یہ کتاب علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ "إحياء المعارف النعمانية" ہند سے ۱۳۵۷ھ میں طبع ہوئی ہے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ اور امام ابن ابی لیلی رحمہما اللہ کے درمیان ان اختلافی مسائل کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جمع کیا تھا، اس لئے درحقیقت یہ انہی کی تصنیف ہے، امام محمد رحمہ اللہ نے یہ مسائل امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے سنے تھے تو انہوں نے ان مسائل کو انہی کی سند کے ساتھ ذکر کیا، اور بعض ان مسائل کا بھی اضافہ کیا جو انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے سنے تھے، تو اصل تصنیف تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی ہے، لیکن تالیف کے اعتبار سے اس کی نسبت امام محمد رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے، اور آپ کی تصانیف میں ان کا شمار کیا جاتا ہے:

ثُمَّ أَحَبَّ أَنْ يَجْمَعَ الْمَسَائِلَ الَّتِي كَانَ فِيهَا الِاخْتِلَافُ بَيْنَ أُسْتَاذَيْهِ فَجَمَعَ هَذَا التَّصْنِيفَ وَأَخَذَ ذَلِكَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ زَادَ بَعْضَ مَا كَانَ سَمِعَ مِنْ غَيْرِهِ فَأَصْلُ التَّصْنِيفِ لِأَبِي يُوسُفَ وَالتَّأْلِيفُ لِمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَعُدَّ ذَلِكَ مِنْ تَصْنِيفِ مُحَمَّدٍ. (1)

۴...... کتاب الآثار لأبی یوسف

یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان احادیث کو جمع کیا ہے جو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سنی ہیں، جن سے انہوں نے اپنی فقہی مسائل میں استدلال کیا ہے۔ یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، "باب الوضوء" سے اس کا آغاز ہے اور "باب الذبائح والجبن" پر

(1) المبسوط للسرخسي: ج۳۰ ص ۱۲۹

اس کا اختتام ہے۔اس کتاب میں مرفوع،موقوف اور مقطوع روایات کی تعداد (۱۰۶۷) ہے۔صرف مرفوع روایات کی تعداد (۲۲۱) ہے۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اس کتاب کو ان کے صاحبزادے (امام یوسف رحمہ اللہ) نے ان سے روایت کیا ہے، چنانچہ علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) لکھتے ہیں:

وروی کتاب الْآثَار عَن أَبِيه عَن أبي حنيفَة وَهُوَ مُجلد ضخم. [1]

ترجمہ:(امام یوسف) نے ''کتاب الآثار'' کو اپنے والد (امام ابو یوسف) سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے، یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے۔

اس کتاب میں اس سند سے روایات ہیں ''حدثنا یوسف عن أبيه عن أبي حنيفة''

''کتاب الآثار'' میں امام ابو حنیفہ سے مروی ثنائی روایات کی اسناد

اس کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی علم حدیث میں جلالتِ شان کا اندازہ ہوتا ہے، اس کتاب میں متعدد روایات ثنائی ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں، مثلاً:

۱ ...... عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

اس سند کے ساتھ تین احادیث ہیں۔

۲ ...... عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۳...... عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

---

[1] الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: يوسف بن يعقوب بن إبراهيم، ج۲ ص۲۳۵

۴...... عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. ❶

۵...... ’’عن أبی حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه ‘‘اس سند کے ساتھ اس کتاب میں سات احادیث ہیں، دیکھئے: ❷

۶...... ’’عن أبی حنیفة عن أبی الزبیر عن جابر بن عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنه ‘‘اس سند کے ساتھ اس کتاب میں تین احادیث ہیں، دیکھئے: ❸

۷...... ’’عن أبی حنیفة عن عبد اللّٰه بن أبی حبیبة، قال سمعت أبا الدرداء رضی اللّٰه عنه ‘‘اس سند کے ساتھ اس کتاب میں ایک حدیث موجود ہے، دیکھئے: ❹

۸...... ’’عن أبی حنیفة عن عطیة العوفی عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه ‘‘اس سند کے ساتھ روایت دیکھئے: ❺

۹...... ’’عن أبی حنیفة عن مسلم الأعور عن أنس بن مالک رضی اللّٰه عنه ‘‘اس سند کے ساتھ روایت دیکھئے: ❻

۱۰...... ’’عن أبی حنیفة عن محمد بن قیس عن أبی عامر الثقفی أنه کان یُهدی للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم...... إلخ ‘‘اس سند کے ساتھ روایت دیکھئے: ❼

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات کی تعداد

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خصوصیت ہے کہ ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی کی روایات ثنائی

❶ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۹۱۷، ۱۷، ۱۸، ۱۶۶، ۴۷۵، ۶۲۵

❷ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۵۱۱، ۵۷۱، ۶۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۳۹، ۱۰۴۱، ۱۰۴۴

❸ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۵۸۰، ۵۸۱، ۸۲۹

❹ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۸۹۱ ❺ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۸۳۳

❻ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۶۹۲ ❼ کتاب الآثار: رقم الحدیث: ۱۰۰۹

نہیں ہیں، یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں روایات آپ سے ثنائی مروی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات، تعلیق و تحقیق اور تخریج کے ساتھ مولانا عبدالعزیز یحیی السعدی نے اپنی کتاب ''الإمام الأعظم أبو حنيفة و الثنائيات في مسانيده '' میں جمع کی ہیں، آپ سے مروی ثنائی روایات کی تعداد (۲۱۹) ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں محقق العصر حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

فثنائيات الإمام الأعظم رحمه الله مبعثرة و منتشرة في مسانيده، وفي غيره من الكتب التي تحمل روايات الإمام فعدد جميع مروياته الثنائية حوالي تسعة عشر ومائتين حديثا أو أكثر.

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات جو آپ کی مسانید اور دیگر کتب میں منتشر طور پر پھیلی ہوئی ہیں، ان احادیث کی تعداد دوسو انیس (۲۱۹) یا اس سے زائد ہے۔

یہ کتاب ''دار الكتب العلمية '' سے ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی ہے۔ کتاب کے آخر میں جن واسطوں سے روایات مروی ہیں، یعنی صحابہ و تابعین، ان کی مختصر سوانح بھی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی اور رباعی روایات کی تعداد

امام بخاری رحمہ اللہ کی سب سے عالی سند ثلاثی ہے، ''صحیح بخاری'' میں صرف بائیس (۲۲) ثلاثی روایات موجود ہیں، اگرچہ ان میں سے اکثر حنفی رواۃ سے ہیں، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات کی تعداد ''جامع المسانيد '' میں چھ سو ستتر (۶۷۷) ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عالی اسانید میں آخری درجہ رباعیات کا ہے، جو امام مسلم اور امام نسائی رحمہما اللہ کی مرویات میں سب سے عالی درجہ ہے، یعنی ان حضرات کی سب سے

عالی سند رباعی ہے،امام صاحب سے مروی رباعی روایات کی تعداد ''**جامع المسانید**'' میں ایک سو پچاس (۱۵۰) ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ''**جامع المسانید**'' میں روایات کی تعداد تقریباً ایک ہزار سات سو دس (۱۷۱۰) ہے، جس میں مرفوع، موقوف، مقطوع، منقطع، مرسل ہر قسم کی روایات شامل ہیں۔صرف مرفوع روایات کی تعداد نو سو سولہ (۹۱۶) ہے:

واعلم أن جميع ما في جامع المسانيد من مرويات الإمام أبي حنيفة تقريباً ألف وسبعمائة وعشرة آثار بين مرفوع وموقوف ومقطوع ومنقطع ومرسل فالمرفوع منها تسعمائة حديث وستة عشرة حديثا. [1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایات کے اہم مصادر

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ثنائی، ثلاثی اور رباعی روایات کے متون کے لئے ''**کتاب الآثار للإمام محمد، کتاب الآثار لأبي يوسف**'' اور ''**جامع المسانيد**'' کا مطالعہ کریں۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسانید سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے محقق العصر حضرت مولانا محمد امین اورکزئی شہید رحمہ اللہ کی ''**مسانيد الإمام أبي حنيفة**'' کا مطالعہ کریں۔''**کتاب الآثار**'' کی احادیث کی شرح کے لئے سب سے مفصل اور محقق شرح حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) کی ''**قلائد الأزهار على كتاب الآثار**'' ہے، جو تین ضخیم جلدوں میں ہے،علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں:

''**شرحا حسنا لم ير مثله**'' یہ نہایت مفید شرح ہے،اس جیسی شرح نہیں دیکھی۔ کاش کوئی علم حدیث اور رجال پر عمیق نظر رکھنے والا صاحبِ علم وقلم اس شرح کو تعلیق وتحقیق

[1] مسانيد الإمام أبي حنيفة للشيخ محمد أمين الأوركزئي: ص ۱۵۹

اور تخریج کے ساتھ عمدہ طباعت سے شائع کروائے تو یہ اصحابِ ذوق کے لئے ایک گراں قدر علمی سرمایہ ہوگا (اس شرح کا ایک قدیم نسخہ ’’دار العلوم کراچی‘‘ کی لائبریری میں موجود ہے)۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر ومنزلت، دس محدثین اساتذہ وتلامذہ کا تعارف، سوا کابر اہل علم کی نظر میں آپ کا مقام ومرتبہ، آپ کے اصول حدیث، فن جرح وتعدیل میں آپ کا مقام، ’’کتاب الآثار‘‘ کا تفصیلی تعارف، انتیس (۲۹) مسانید اوران کے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفاتِ امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص وامتیازات، آپ پر نقد وجرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات اور گراں قدر علمی وتحقیقی معلومات کے لئے راقم کی کتاب ’’امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام‘‘ کا مطالعہ کریں۔

۵...... المخارج والحيل

یہ کتاب امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی طرف منسوب ہے، لیکن راجح بات یہ ہے اس کتاب کی نسبت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف کرنا درست نہیں ہے، یہ ان کی تصنیف نہیں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کتاب کو نقل کرنے والے بعض روّات کذاب ہیں اور بعض مجہول ہیں۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) ’’مناقب أبي حنيفة وصاحبيه‘‘ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

إنه رواية الكذاب ابن الكذاب ابن الكذاب محمد بن الحسين بن الحميد عن محمد بن بشر الرّقي عن خلف بن بيان، رواية مجهول عن مجهول، فلا يصح الاعتماد عليه. [1]

[1] مناقب أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي: ص ۵۴

ترجمہ: یہ کذاب ابن کذاب ابن کذاب کی روایت سے منقول ہے، یعنی محمد بن الحسین بن حمید، محمد بن بشر الرقی سے اور وہ خلف بن بیان سے نقل کرتے ہیں، یہ مجہول کی روایت مجہول سے ہے، لہذا اس پر اعتماد درست نہیں ہے۔

لہذا اس کتاب میں موجود حیلوں کی وجہ سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ یا علمائے احناف پر طعن تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔

٦ ...... المبسوط

امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابوں میں سب سے پہلے لکھی جانے والی کتاب ''المبسوط'' ہے، اس کو ''الأصل'' بھی کہتے ہیں، اس کو اصل یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلے تصنیف کی گئی، یا یہ بقیہ سب کتابوں سے اہم اور مفصل ہے، نیز یہ ظاہر الروایہ کی دیگر کتابوں کے لئے بنیاد ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ١٢٥٢ھ) فرماتے ہیں:

وَاشْتَهَرَ الْـمَبْسُوْطُ بِالْأَصْلِ وَذَا لِسَبْقِهِ السِّتَّةَ تَصْنِيفًا كَذَا

ترجمہ: اور مبسوط اصل کے نام سے مشہور ہوئی ہے، اور یہ بات ان کی چھ تصنیف میں مقدم ہونے کی وجہ سے ہے (پس یہ گویا دیگر کتابوں کے لئے بنیاد ہے)۔[1]

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ١٠٦٧ھ) لکھتے ہیں:

وللإمام محمد بن الحسن الشيباني (المتوفى سنة ١٨٩) تسع وثمانين ومائة. ألفه: مفردا، فأولا: ألّف مسائل الصلاة، وسماه: كتاب الصلاة ومسائل البيوع وسماه: كتاب البيوع وهكذا: الأيمان والإكراه، ثم جمعت، فصارت مبسوطا. وهو: المراد حيث ما وقع في الكتب: قال

[1] شرح عقود رسم المفتي: معنى كتب الأصل، ص ٧٥

محمد فی کتاب فلان (المبسوط) کذا. ❶

ترجمہ: امام محمد شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) کی کتاب مبسوط کو انہوں نے پہلے الگ الگ لکھا تھا، سب سے پہلے انہی میں نماز کے مسائل لکھے اور اس کا نام ''**کتاب الصلاۃ**'' رکھا، بیع کے مسائل تالیف کئے تو ان کا نام ''**کتاب البیوع**'' رکھا، یہی صورتِ حال ''**کتاب الأیمان**'' اور ''**کتاب الإکراہ**'' کی ہے، پھر انہوں نے ان کتابوں کو جمع کیا تو ''المبسوط'' وجود میں آ گئی اور جہاں کہیں کتبِ فقہ میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ امام محمد نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے تو اس سے مراد یہی (مبسوط کے اجزاء) ہوتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فقہاء اپنی کتابوں میں یہ لکھتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ نے مثلاً ''**کتاب المضاربۃ**'' یا ''**کتاب المأذون**'' میں یہ بات لکھی ہے تو ان کی مراد مبسوط کی یہی کتابیں ہوتی ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) ابو علی حسن بن داود رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

فخر أهل البصرة بأربعة كتب، منها كتاب البيان و التبيين للجاحظ، و كتاب الحيوان له، و كتاب سيبويه، و كتاب الخليل في العين. و نحن نفتخر بسبعة و عشرين ألف مسألة في الحلال و الحرام عملها رجل من أهل الكوفة يقال له محمد بن الحسن قياسية عقلية لا يسع الناس جهلها. ❷

ترجمہ: بصرہ والے چار کتابوں پر فخر کرتے ہیں، (۱) امام جاحظ کی ''**البیان والتبیین**'' (۲) امام جاحظ کی ''**کتاب الحیوان**'' (۳) امام سیبویہ کی ''**الکتاب**'' (۴)

❶ كشف الظنون: المبسوط في فروع الحنفية، ج۲ ص ۱۵۸۱

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن بن فرقد، ج۲ ص ۱۷۳، ۱۷۴

امام خلیل بن احمد کی ''العین''اور ہم اہلِ کوفہ ان سب کے مقابلے میں حلال وحرام کے ان ستائیس ہزار مسائل پر فخر کرتے ہیں جو کوفہ کے ایک شخص نے جس کا نام محمد بن حسن ہے، (انھوں نے اسے جمع کیا ہے) یہ ایسے قیاس اور عقلی دلائل پر مبنی مسائل ہیں کہ لوگوں کے لئے ان سے جاہل رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کی اس کتاب کو آپ کے تلامذہ کی ایک جماعت نے نقل کیا، جیسے امام ابوسلیمان جوزجانی، محمد بن سماعہ تمیمی، ابوحفص الکبیر بخاری رحمہم اللہ، اس کتاب کا مشہور نسخہ وہ ہے جو ابوسلیمان جوزجانی رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

اہلِ کتاب میں سے ایک عقلمند شخص نے مبسوط کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا تھا:

هذا كتاب محمدكم الأصغر! فكيف كتاب محمدكم الأكبر؟❶

ترجمہ: جب تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب کا یہ عالَم ہے تو تمہارے بڑے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب (قرآن) کا کیا حال ہوگا۔

اس کتاب کے بہت سے مسائل امام محمد رحمہ اللہ نے ان کے سوالات کے جوابات کے طور پر بیان کئے ہیں، اور بہت سے مسائل اَز خود بھی بیان کئے ہیں، کتاب کے آغاز میں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قد بيّنت لكم قَول أبى حنيفَة وَأبى يُوسُف وَقَوْلِى وَمَا لم يكن فِيهِ اِخْتِلَاف فَهُوَ قَوْلُنَا جَمِيعًا. ❷

ترجمہ: میں نے تمہارے سامنے امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور اپنا قول واضح کرکے بیان کیا اور جس مسئلے میں اختلاف بیان نہیں کروں تو وہ ہم سب کا متفقہ قول ہوگا۔

❶ كشف الظنون: المبسوط فى فروع الحنفية، ج٢ ص ١٥٨١

❷ المبسوط: ج ١ ص ١

اس کتاب کے طرزِ تالیف اور اسلوب کے متعلق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ١٣٧١ھ) لکھتے ہیں:

وطريقته في الكتاب سرد الفروع على مذهب أبي حنيفة، وأبي يوسف، مع بيان رأيه في المسائل، ولا يسرد الأدلة حيث تكون الأحاديث الدالة على المسائل بمتناول جمهور الفقهاء من أهل طبقته، وإنما يسردها في مسائل ربما تعزب أدلتها عن علمهم فلو جُردت الآثار من هذا الكتاب الضخم تكون في مجلد لطف. ❶

ترجمہ: امام محمد کا اس کتاب میں طریقہ کار یہ ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب پر فروعات ذکر کرنے کے ساتھ اُن مسائل میں اپنی رائے کو بھی بیان کرتے ہیں، ان مسائل پر دلالت کرنے والی ایسی احادیث جو اُن کے طبقے میں سے جمہور فقہاء کی پہنچ چکی ہوں وہ ذکر نہیں کرتے۔ وہ احادیث کو صرف ان مسائل میں ذکر کرتے ہیں جہاں بسا اوقات عام فقہاء کے علم میں دلائل غائب رہتے ہیں۔ اگر اس ضخیم کتاب سے آثار کو الگ کر کے جمع کیا جائے تو وہ ایک مختصر سے جلد میں آجائیں گے۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی روایات و آثار کو الگ کر کے شائع کیا جائے، یہ روایات اب تک الگ سے طبع تو نہیں ہیں، البتہ ان روایات کی تعداد کتنی ہے، تو ''**الأصل**'' کا وہ نسخہ جو دکتور محمد بوینوکالن کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ ''**دار ابن حزم**'' بیروت سے طبع ہے، انہوں نے اس کتاب کے شروع میں نہایت علمی و تحقیقی مقدمہ لکھا ہے، جس میں امام محمد رحمہ اللہ کی سوانح اور ''**الأصل**'' سے متعلق تفصیلی معلومات ذکر کی ہیں، اس میں انہوں نے عنوان قائم کیا ہے ''**عدد الروايات في كتاب الأصل**'' اس کے تحت

❶ بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد الشيباني: ص ٦١

لکھا کہ اس کتاب میں احادیث وآثار کی تعداد (۱۶۳۲) ہے۔ ❶

اب اگر ان احادیث وآثار کو تعلیق وتحقیق کے ساتھ الگ سے شائع کر دیا جائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی۔

اس کتاب کو محقق العصر علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) نے نہایت جستجو، تلاش اور مختلف نسخوں سے موازنہ کر کے تحقیق کے بعد شائع کیا ہے، اس نسخے میں مندرجہ ذیل سولہ (۱۶) کتابیں ہیں:

۱...... كتاب الصلاة ۲...... كتاب الحيض ۳...... كتاب الزكاة ۴...... كتاب ما يوضع فيه الخمس ۵...... كتاب الصوم ۶...... كتاب نوادر الصوم ۷...... كتاب المناسك ۸...... كتاب التحرى ۹...... كتاب الاستحسان ۱۰...... كتاب الأيمان ۱۱...... كتاب المكاتب ۱۲...... كتاب الولاء ۱۳...... كتاب الجنايات ۱۴...... كتاب الديات ۱۵...... كتاب العلل ۱۶...... كتاب البيوع

یہ نسخہ مندرجہ بالا سولہ (۱۶) کتابوں پر مشتمل ہے، یہ نسخہ پانچ (۵) جلدوں میں طبع ہے، لیکن یہ ناقص ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

لكن المطبوع من الكتاب ليس كاملا، بل هو مشتمل على ستة عشر كتابا، بينما كتاب "الأصل" يحتوى على ثلاثة وخمسين كتابا، ذكرها النديم فى "الفهرست" ❷

ترجمہ: لیکن اس کتاب کا شائع شدہ حصہ مکمل کتاب نہیں، بلکہ وہ صرف اس کی سولہ

---

❶ الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۹۷

❷ أصول الإفتاء وآدابه: ص ۱۴۱

کتابوں پر مشتمل ہے، جبکہ یہ کتاب یعنی ''**الأصــــل**'' ترپن (۵۳) کتابوں پر مشتمل تھی، جیسا کہ ندیم نے ''**الفهرست**'' میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے ''**الفن الثانی: في أخبار أبي حنيفة وأصحابه العراقيين**'' کے عنوان کے تحت ان ترپن (۵۳) کتابوں کے نام ذکر کیئے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❶

(نوٹ: اہلِ علم اسے ''ابن ندیم'' کہتے اور لکھتے ہیں یہ درست نہیں، ندیم اس کی صفت ہے اس کے والد کی نہیں، اس کا نام ''محمد بن اسحاق بن محمد'' ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس کے ترجمہ میں صرف ''**النديم**'' ذکر کیا ہے بغیر لفظِ'' ابن'' کے۔ اسی طرح کتاب کے آخر میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ''**النديم صاحب (الفهرست) محمد بن إسحاق**'' ❷

اسی طرح ''**الفهرست**'' کا وہ نسخہ جو شیخ ایمن فؤاد سید کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ طبع ہے، اس کے مقدمہ میں بھی محقق نے اس کی تصریح کی ہے۔)

''**الأصــل**'' کا وہ نسخہ جو دکتور محمد بوینوکالن کی تحقیق کے ساتھ طبع ہے، اس کے شروع میں (۳۱۲) صفحات پر نہایت محققانہ مقدمہ ہے، محقق نے ایک عرصہ دراز لگا کر اس کتاب کے (۱۷) نسخوں اور مخطوطات کو جمع کیا، پھر نہایت عرق ریزی کے ساتھ اُن میں موازنہ کر کے تحقیق کے ساتھ اِسے طبع کیا۔ محقق نے مقدمہ میں ''**الموجود من كتاب الأصل اليـــوم**'' کے عنوان کے تحت لکھا کہ یہ نسخہ جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ ستاون (۵۷) کتابوں پر مشتمل ہے، پھر انہوں نے کتاب کی ترتیب کے مطابق اُن کے اسماء ذکر کیئے جو درج ذیل ہیں:

---

❶ الفهرست: ج ۱ ص ۲۵۳، ۲۵۴ ❷ لسان الميزان: حرف الميم، ترجمة: محمد بن إسحاق بن محمد، ج۵ ص ۷۲، ۷۳/ ج۷ ص ۱۴۱

الصلاة والحيض والزكاة والصوم والتحرى والاستحسان والأيمان والبيوع والصرف والرهن والقسمة والهبة والإجارات والشركة والمضاربة والرضاع والطلاق والعتاق والعتق فى المرض والصيد والذبائح والوصايا، والوصايا فى الدين والعين والفرائض والمكاتب والولاء والجنايات والديات والدور والحدود والسرقة والإكراه والسير والخراج والعشر والدعوى والبينات والشرب والإقرار والوديعة والعارية والحجر والعبد المأذون والشفعة والخنثى والمفقود وجعل الآبق والعقل والحيل واللقطة والمزارعة والنكاح والحوالة والكفالة والصلح والوكالة والشهادات والرجوع عن الشهادات والوقف والصدقة الموقوفة والغصب. ❶

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اب بھی ہمارے پاس جو نسخہ ہے یہ ناقص ہے اور بہت سی اہم کتب جیسے ''كتاب السجدات، كتاب أدب القاضي، كتاب حساب الوصايا، كتاب اختلاف أبي حنيفة وابن أبي ليلى، كتاب الشروط ''وغیرہ اس میں موجود نہیں ہیں۔ ❷

''الأصل'' کے مطبوعہ نسخوں میں یہ سب سے جامع اور محقق ہے، جو ستاون (٥٧) کتابوں پر مشتمل ہے، یہ نسخہ ١٢ جلدوں میں ''دار ابن حزم ''بیروت سے ١٤٣٣ھ بمطابق ٢٠١٢ء میں شائع ہوا ہے۔

اس کتاب کا دوسرا نسخہ علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ طبع ہے، جو سولہ (١٦) کتابوں پر مشتمل ہے۔ ٥ جلدوں پر مشتمل یہ نسخہ ''إدارة القرآن والعلوم الإسلامية'' کراچی سے طبع ہے۔

---

❶ الأصل: مقدمة المحقق، ج ١ ص ١١٥

❷ الأصل: مقدمة المحقق، ج ١ ص ١١٥

”المبسوط“ کی چار شروحات

۱......شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) نے مبسوط کی شرح لکھی جو ”شرح المبسوط“ کے نام سے معروف ہے، اس شرح کا ایک نسخہ ”مکتبہ سلیمانیہ آیا صوفیہ“ میں (۱۳۸۱) رقم کے تحت موجود ہے، جو (۸۵۲) اوراق پر ہے۔

دکتور محمد بوینوکالن کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نسخہ مبسوط کی شرح نہیں ہے بلکہ امام حاکم شہید رحمہ اللہ کی ”الکافی“ کی شرح ہے، میں نے یہ نسخہ خود دیکھا ہے۔

امام حلوانی رحمہ اللہ نے دو کتابیں لکھی تھیں، ایک مبسوط کی شرح تھی جو ہم تک نہیں پہنچی اور دوسری کافی کی شرح ہے جو میں نے دیکھی ہے۔ (1)

۲......امام علی بن منصور اسبیجابی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۰ھ) کی یہ شرح ”شرح المبسوط للإسبیجابی“ کے نام سے معروف ہے، ان کی تصانیف میں ”شرح مختصر الطحاوی“ بھی ہے، اس کتاب کی نقول بعض کتب احناف میں موجود ہیں، دیکھئے: (2)

۳......فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) کی یہ شرح ”المبسوط للفتاوی“ کے نام سے معروف ہے، اس کتاب کا نسخہ ”مکتبہ بایزید“ میں رقم (۱۴۵۴) کے تحت موجود ہے، اور اس پر یہ عنوان ہے ”**المبسوط للفتاوی لفخر الإسلام علی البزدوی**“ اس نسخہ کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ مبسوط کی شرح ہے۔ یہ نسخہ ناقص ہے، (۲۴۱) اوراق پر مشتمل ہے، اس کتاب کا اسلوب مبسوط کے اسلوب سے مختلف ہے، اس میں مسائل کے عقلی دلائل اور علتوں کا ذکر ہے اور جا بجا فقہی وجدید اصطلاحات کو بھی

(1) الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۱۷

(2) کشف الأسرار: ج ۴ ص ۲۳۵ / التلویح: ج ۲ ص ۳۲۶

استعمال کیا ہے، درج ذیل کتب حنفیہ میں اس کی نقول موجود ہیں۔ ❶

٤......شیخ الاسلام امام ابوبکر خواہر زادہ رحمہ اللہ (متوفی ٤٨٣ھ) کی شرح "مبسوط البکری" کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب اب تک مفقود ہے، البتہ بعض کتبِ حنفیہ میں اس کی نقول موجود ہیں، (مثلاً "المحیط البرھانی" ج ١ ص ٢٥، ٢٨/ ج ٤ ص ١١٩) ان دو شروحات کا ذکر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے (کشف الظنون: ج ٢ ص ١٥٨١) میں کیا ہے۔

"المبسوط" کے نام سے لکھی گئی دس کتابیں

علمائے احناف میں سے بہت سے ایسے علماء گزرے ہیں جنہوں نے "المبسوط" کے نام سے کتابیں لکھیں، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ١٠٦٧ھ) نے متفرق مقامات پر ان کا تذکرہ کیا ہے:

(١) امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ١٨٢ھ) کی "المبسوط"

(٢) امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ١٨٩ھ) کی "المبسوط" جو "الأصل" کے نام سے معروف ہے۔

(٣) امام ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ٣٧٣ھ) کی "المبسوط للسمرقندی"

(٤) شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ٤٤٨ھ) کی "شرح المبسوط"

(٥) علامہ علاء الدین اسبیجابی رحمہ اللہ (متوفی ٤٨٠ھ) کی "شرح المبسوط للإسبیجابی"

(٦) علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ٤٨٢ھ) کی "شرح المبسوط"

❶ کشف الأسرار: ج ١ ص ٤٢، ٢٣٧، ج ٤ ص ٢٨٦/ التلویح: ج ١ ص ٣٨٥/ التقریر والتحبیر: ج ٢ ص ١٦٢، ج ٣ ص ٢٢٢

(۷) شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''المبسوط للسرخسی'' جو ''دار المعرفة'' سے ۳۰ جلدوں میں میں طبع ہے۔

(۸) شیخ الاسلام خواہرزادہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''مبسوط البکری''

(۹) صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد البزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۳ھ) کی ''المبسوط للبزدوی''

(۱۰) علامہ ناصر الدین محمد بن یوسف سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۶ھ) کی ''المبسوط'' ❶

۷...... الجامع الصغیر

امام محمد رحمہ اللہ نے ''المبسوط'' کے بعد ''الجامع الصغیر'' لکھی ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَامِعُ الصَّغِيْرُ بَعْدَهُ فَمَا فِيْهِ عَلَى الْأَصْلِ لِذَا تَقَدَّمَا ❷

ترجمہ: مبسوط کے بعد ''الجامع الصغیر'' (باقی کتابوں سے مقدم) ہے، لہذا جو بات ''الجامع الصغیر'' میں ہے وہ اسی وجہ سے ''مبسوط'' سے مقدم ہے (چونکہ ''الجامع الصغیر'' کی تصنیف بعد میں ہے اس لئے وہ بمنزلہ ناسخ ہے اور بوقتِ تعارض اس کے اقوال اصل (مبسوط) کے اقوال سے مقدم ہوں گے۔)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ''الجامع الصغیر'' کا تعارف اِن الفاظ میں کیا ہے:

وهو كتاب، قديم، مبارك. مشتمل على: ألف وخمسمائة واثنتين

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۸۱، ج ۲ ص ۱۳۷۸، ج ۲ ص ۱۵۸۰، ۱۵۸۱

❷ شرح عقود رسم المفتي: ص ۷۴.

وثلاثين مسألة، كما قال البزدوی. وذكر الاختلاف فی مائة وسبعين مسألة، ولم يذكر القياس والاستحسان إلا فی مسألتين. والمشايخ يعظمونه حتی قالوا: لا يصلح المرء للفتوی ولا للقضاء إلا إذا علم مسائله. ❶

ترجمہ:''الجامع الصغیر ''ایک قدیم اور بابرکت کتاب ہے،امام بزدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پندرہ سوبتیس (۱۵۳۲) مسائل پر مشتمل ہے،اس میں ایک سوستر (۱۷۰) مسائل میں اختلاف ہے، قیاس اور استحسان کا ذکر صرف دو مسائل میں ہے، مشائخ اس کتاب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کوئی شخص فتوی دینے کی اور قاضی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جب تک کہ اُسے اِس کتاب کے مسائل کا علم نہ ہو۔

''الجامع الصغیر ''کا سببِ تالیف

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ)''الجامع الصغیر '' کی شرح میں اس کتاب کے سببِ تالیف میں یہ بات نقل کی ہے:

كان سبب تأليف محمد: أنه لما فرغ من تصنيف الكتب، طلب منه أبو يوسف أن يؤلف كتاباً يجمع فيه ما حفظ عنه مما رواه له عن أبی حنيفة، فجمع ثم عرضه عليه، فقال: نعما حفظ عنی أبو عبد اللّٰه إلا أنه أخطأ فی ثلاث مسائل، فقال محمد: أنا ما أخطأت، ولكنک نسيت الرواية. ❷

ترجمہ:اس کتاب کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ جب امام محمد دیگر کتابوں کی تالیف سے فارغ ہوئے تو امام ابو یوسف نے جتنے مسائل اِن کو امام ابوحنیفہ سے روایت کئے ہیں اور ان کو یاد ہیں وہ سب جمع کردیں۔انہوں نے یہ مسائل جمع کرکے یہ کتاب امام ابو یوسف کے

❶ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص ۵۶۳

❷ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص ۵۶۳

سامنے پیش کی، تو امام ابو یوسف نے (ان کی تحسین کرتے ہوئے) فرمایا کہ انہوں نے مسائل کو خوب یاد رکھا لیکن تین مسائل میں اِن سے غلطی ہوئی ہے، اس پر امام محمد نے فرمایا کہ مجھ سے غلطی نہیں ہوئی ہے لیکن آپ اپنی روایت کو بھول گئے ہیں۔

نوٹ: یہ تین مسائل نہیں ہیں بلکہ چھ مسائل ہیں، ان چھ مسائل کو علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) نے ''باب الوتر و النوافل'' میں نقل کیا ہے، اہلِ علم حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں، دیکھئے: ❶

''الجامع الصغیر'' کے متعلق اہلِ علم کی آراء

امام علی القمی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۵ھ) فرماتے ہیں:

أن أبا يوسف مع جلالة قدره كان لا يفارق هذا الكتاب في حضر ولا سفر. ❷

ترجمہ: امام ابو یوسف اپنی جلالتِ شان کے باوجود سفر و حضر میں کبھی اس کتاب کو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من فهم هذا الكتاب فهو أفهم أصحابنا، ومن حفظه كان أحفظ أصحابنا، وأن المتقدمين من مشايخنا كانوا لا يقلدون أحد القضاء حتى يمتحنوه، فإن حفظه قلدوه القضاء، وإلا أمروه بالحفظ. ❸

ترجمہ: جو شخص یہ کتاب سمجھ گیا تو وہ ہمارے علماء میں سب سے زیادہ فہم رکھنے والا ہوگا،

❶ البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج۲ ص۶۵، ۶۶

❷ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص۵۶۳

❸ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص۵۶۳

اور جس نے یہ کتاب یاد کرلی تو وہ ہمارے علماء میں سب سے زیادہ یادداشت والا ہوگا، ہمارے مشائخ متقدمین تو کسی کو عہدہ قضاء اس وقت تک نہیں سونپتے تھے جب تک اس کتاب کا امتحان اس سے نہ لے لیتے۔ اگر اس کو یہ کتاب یاد ہوتی تو وہ اس کو عہدہ قضاء سونپ دیتے ورنہ اس کو حکم دیتے کہ تم یہ کتاب یاد کرلو۔

بادشاہ معظم ایوبی رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ جس کو ''الجامع الکبیر'' حفظ ہوتی اُسے سو(۱۰۰) دینار اور جسے ''الجامع الصغیر'' حفظ ہوتی اُسے پچاس (۵۰) دینار دیتے:

وكان عادته أن يعطى مائة دينار لمن يحفظ الجامع الكبير، وخمسين دينار لمن يحفظ الجامع الصغير. ❶

''الجامع الصغیر'' کے مسائل کی نوعیت

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نقل کرتے ہیں:

أن أكثر مسائله مذكورة في المبسوط، وهذا لأن مسائل هذا الكتاب تنقسم ثلاثة أقسام :قسم لا يوجد لها رواية إلا ها هنا. وقسم يوجد ذكرها فى الكتب، ولكن لم ينص فيها أن الجواب قول أبى حنيفة أم غيره، وقد نص ها هنا فى جواب كل فصل على قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى.

وقسم ذكرها أعادها هنا بلفظ آخر، واستفيد من تغيير اللفظ فائدة لم تكن مستفادة باللفظ المذكور فى الكتب، قال: ومراده بالقسم الثالث ما ذكره الفقيه: أبو جعفر الهندوانى فى مصنف سماه: (كشف الغوامض) ❷

ترجمہ: ''الجامع الصغیر'' کے زیادہ تر مسائل ''مبسوط'' میں موجود ہیں، اس لئے

❶ كشف الظنون: الجامع الكبير، ج ١ ص ٥٦٩

❷ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ١ ص ٥٦٣

کہ درحقیقت اس کتاب کے مسائل کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ مسائل جن کی روایت اس کتاب کے علاوہ کہیں نہیں پائی جاتی ۔(۲) وہ مسائل جن کا ذکر دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن وہاں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہے، یا کسی اور کے قول کے، جبکہ یہاں ''الجامع الصغیر ''میں اس باب کی ہر فصل کے ہر مسئلے میں تصریح ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول ان میں سے کون سا ہے۔(۳) وہ مسائل (جو دیگر کتابوں میں موجود ہیں لیکن) امام محمد نے اِن کو یہاں دوبارہ الگ الفاظ سے بیان کیا ہے، اور الفاظ کے بدلنے سے ایسا فائدہ حاصل ہوگیا ہے جو پہلی کتابوں میں ذکر کردہ الفاظ سے حاصل نہیں ہورہا تھا۔ان کی مراد تیسری قسم سے وہ مسائل ہیں جنہیں فقیہ ابوجعفر ہندوانی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب ''کشف الغوامض ''میں ذکر کیا ہے۔

''الجامع الصغیر ''کے مؤلف اور مرتب

امام قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) ''الجامع الصغیر '' کی شرح میں لکھتے ہیں:

واختلفوا في مصنفه، قال بعضهم: هو من تأليف أبي يوسف ومحمد، وقال بعضهم: هو من تأليف محمد، فإنه حين فرغ من تصنيف المبسوط، أمره أبو يوسف أن يصنف كتاباً ويروي عنه، فصنف ولم يرتب مسائله، وإنما رتبه أبو عبد اللّه: الحسن بن أحمد الزعفراني، الفقيه، الحنفي المتوفى: سنة عشر وستمائة تقريباً. (۱)

ترجمہ: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہوا ہے کہ ''الجامع الصغیر ''کا مصنف کون ہے؟ بعض حضرات نے اس کو امام ابو یوسف اور امام محمد کی مشترکہ تالیف کہا ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ امام محمد کی تالیف ہے، کیوں کہ امام محمد جب ''المبسوط ''

(۱) كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص ۵۶۳

کی تالیف سے فارغ ہوئے تو امام ابو یوسف نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایک کتاب لکھیں جس میں امام ابو یوسف سے مسائل روایت کریں، امام محمد نے اس کتاب کی تالیف تو کی مگر ترتیب نہیں دی، ابوعبداللہ حسن بن احمد زعفرانی الفقیہ الحنفی نے اس کتاب کو مرتب کیا، ان کی سنِ وفات تقریباً چھ سو دس (٦١٠) ہے۔

یہ بات اہلِ علم کے ہاں وثوق سے ثابت ہے کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کی تالیف ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف نسبت شاید اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف کا حکم دیا تھا۔

اس کتاب کو ابوعبداللہ حسن بن احمد زعفرانی رحمہ اللہ (متوفی ٦١٠ھ) نے مرتب کیا ہے، اوران کی ترتیب نہایت عمدہ ہے، انہوں نے اُن مسائل کو جو امام محمد امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے نقل کرتے ہیں الگ کر کے بیان کیا ہے، نیز انہوں نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ (١)

(نوٹ: امام زعفرانی رحمہ اللہ کی سنِ وفات میں تسامح ہے، اس لئے کہ امام زعفرانی رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، امام محمد رحمہ اللہ کا انتقال (١٨٩ھ) میں ہوا ہے، اور اُن کے شاگرد کا انتقال (٦١٠ھ) میں، استاذ اور شاگرد کے درمیان (٤٢١) سال کا تباعد ہے، اگر شاگرد کی عمر اس قدر واقعی طویل ہوتی تو تراجم احناف میں اِس کا یقیناً تذکرہ ہوتا، ان کے شاگرد ہونے پر علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ٨٥٥ھ) اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ٨٦١ھ) کی تصریحات موجود ہیں:

ثم رتبها الزعفراني على هذا الترتيب الذي عليه اليوم، و الزعفراني هذا تلميذ محمد بن الحسن. (٢)

(١) الفوائد البهية: ص ٦٠

(٢) البناية: كتاب الكفالة، فصل في الضمان، ج٨ ص ٤٧٣

فَإِنَّهُ تَرْتِيبُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الزَّعْفَرَانِيِّ تِلْمِيذِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فَإِنَّهُ غَيَّرَ تَرْتِيبَ مُحَمَّدٍ إِلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ الْآنَ. [1]

امام زعفرانی رحمہ اللہ کے متعلق معلومات بہت کم ملتی ہیں، اس لئے تحقیقی طور پر معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کی سنِ وفات کیا ہے، واللہ اعلم)

''**الجامع الصغیر**'' کے دوسرے مبوب اور مرتب قاضی محمد بن محمد ابو طاہر دبّاس رحمہ اللہ ہیں، جو امام ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ کے معاصر ہیں، یہ نسخہ علامہ صدر الشہید کی شرح کے ساتھ طبع ہے۔ اس ترتیب کا ذکر دکتور محمد بوینوکالن نے ''**الجامع الصغیر**'' کے تعارف میں کیا ہے۔ [2]

''**الجامع الصغیر**'' کے شروع میں ہے:

ثُمَّ إِنَّ الْقَاضِي الإِمَام أَبَا طَاهِر الدباس بوبه و رتبه ليسهل على المتعلمين حفظه و دراسته. [3]

ترجمہ: پھر قاضی ابو طاہر دباس نے (اس کتاب کی) تبویب اور ترتیب کا اہتمام کیا، تا کہ طلباءِ کرام کے لئے اس کا پڑھنا اور حفظ کرنا آسان ہو۔

''الجامع الصغیر'' کا اسلوبِ تحریر

امام محمد رحمہ اللہ ہر باب کے شروع میں اس سند کے ساتھ مسائل نقل کرتے ہیں ''**محمد عن يعقوب عن أبي حنيفة**'' امام محمد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ذکر اُن کے نام کے ساتھ کیا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ کنیت کے ساتھ کسی

[1] فتح القدير: كتاب الكفالة، فصل في الضمان، ج٧ ص٢٢٦

[2] الأصل: مقدمة المحقق، ج١ ص٣٢

[3] الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: ص٢

کا ذکر تعظیم کے لئے ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ دونوں کے شیخ تھے، اس لئے ان کا ذکر کنیت کے ساتھ کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں تو ان کا ذکر اپنے شیخ کے ساتھ نام سے کیا ادب اور تعظیم کی وجہ سے۔ یا امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے خود فرمایا تھا کہ جب میرا ذکر میرے شیخ امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہو تو میرا نام ذکر کیا کرو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی دیگر تصانیف میں آپ کا ذکر کنیت کے ساتھ کیا ہے، یہ بات درست نہیں ہے کہ آپ کو ان سے اختلاف ہو گیا تھا اس لئے ان کا ذکر کنیت کے ساتھ نہیں کرتے تھے۔

امام کاتب اتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۷ھ) ہدایہ کی شرح ''غاية البيان ونادرة الأقران'' کے ''باب الأذان'' میں لکھتے ہیں:

ذكر مُحَمَّد فِي الْجَامِع الصغيرفي رِوَايَة الْمَسَائِل مُحَمَّد عَن يَعْقُوب (وَهُوَ اسْم أَبِي يُوسُف) عَن أبي حنيفَة حَتَّى لَا يكون وهم التَّسْوِيَة فِي التَّعْظِيم بَين الشَّيْخَيْنِ لِأَن الكنية للتعظيم وَكَانَ مُحَمَّد مَأْمُورا من أبي يُوسُف أَن يذكرهُ باسمه حَيْثُ يذكر أَبَا حنيفَة فَعَن هَذَا قَالَ مَشَايِخنَا إِن من الْأَدَب أَن لَا يَدْعُو الطّلبَة بَعضهم لبَعض بِلَفْظ مَوْلَانَا عِنْد أستاذهم احْتِرَازًا عَن التَّسْوِيَة بَين الْأُسْتَاذ و التلميذ.[1]

ترجمہ: امام محمد نے ''الجامع الصغير'' میں مسائل روایت کرنے میں امام ابو یوسف کا تذکرہ ان کی کنیت سے نہیں کیا بلکہ نام (یعقوب) سے کیا ہے، تاکہ شیخین کے درمیان تعظیم میں برابری کا وہم نہ ہو، کیونکہ کنیت تعظیم کے لئے ہوتی ہے، اور امام محمد کو خود امام ابو یوسف کی طرف سے اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ جہاں وہ امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کریں

[1] الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: ص ٦٨

وہاں ان کا صرف نام ذکر کریں، اسی بنیاد پر ہمارے مشائخ بخارا نے فرمایا ہے کہ یہ بھی ادب میں شامل ہے کہ بعض طلبہ دیگر طلبہ کو اپنے استاد کی موجودگی میں ''مولانا'' کے لفظ سے نہ پکاریں تا کہ استاد اور شاگرد کے درمیان تعظیم میں برابری سے بچا جا سکے۔

''الجامع الصغیر'' کی متنوع خدمات

علمائے احناف نے اس کتاب کی مختلف جہات سے خدمت کی ہے، بعض نے شروحات لکھیں، بعض نے حواشی لکھے، بعض نے تلخیصات کیں، بعض نے اسے منظوم کیا۔ اس کتاب کی شروحات کا تفصیلاً ذکر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ''**النافع الکبیر**'' کی ''**الفصل الرابع فی ذکر شراح الجامع الصغیر**'' کے تحت کیا ہے، اس کے تحت انہوں نے چھتیس (۳۶) شروحات کا ذکر کیا ہے، اور ہر مصنف کی مختصر سوانح بھی ذکر کی ہے، دیکھئے: [1]

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

یطلق لفظ المبسوط علی مبسوط محمد وشروحه لعلها تبلغ عدة شروح، والتمییز بالإضافة إلی مصنفه، مثل أن یقال: مبسوط محمد ومبسوط السرخسی، وکذلک حال الجامع الصغیر، وله شروح تبلغ خمسین شرحاً. [2]

ترجمہ: ''**المبسوط**'' کا اطلاق امام محمد کی کتاب ''**المبسوط**'' پر ہوتا ہے، اور اس کی شروح پر جو متعدد ہیں، ان کے درمیان فرق مصنف کے نام کی طرف اضافت کرتے ہوئے ہوتا ہے، مثلاً ''**المبسوط للسرخسی**'' اسی طرح ''**الجامع الصغیر**'' بھی

---

[1] النافع الکبیر: الفصل الرابع، ص ۵۰ تا ٦۴

[2] العرف الشذی: أبواب الصلاة، باب ما جاء فی مواقیت الصلاة، ج ۱ ص ۱۷۰

ہے،اس کی شروحات کی تعداد پچاس (۵۰) تک پہنچتی ہے۔

''الجامع الصغیر''امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے،جن مشائخ نے اس کتاب کی شروحات لکھیں،ان کا تذکرہ''الجامع الفلانی''کے نام سے کیا جاتا ہے،مثلاً امام بزدوی رحمہ اللہ نے اس کی شرح لکھی ہے تو اُن کا تذکرہ''الجامع البزدوی''کے نام سے کیا جاتا ہے،اسی طرح امام سرخسی،علامہ عتابی،علامہ محبوبی اور علامہ قاضی خان رحمہم اللہ وغیرہم:

یعرف شرح ذَلِک الشَّیْخ بالجامع الفُلَانِیّ کالجامع البَزْدَوِیّ وَالْجَامِع السَّرخسِیّ وَالْجَامِع العتابی وَالْجَامِع المحبوبی وَالْجَامِع الحسامی وَالْجَامِع الحانی أَی القاضیخان وَغیر ذَلِک کجامع أبی الْیُسْر وَالْجَامِع البرهانی وَالْجَامِع الکشانی للخطیب مَسْعُود بن الْحُسَیْن الکشانی وَغیر ذَلِک مِمَّا یطول تعداده وکل ذَلِک شُرُوح عَلَیْهِ. [1]

''الجامع الصغیر''کے تیرہ معروف شارحین کے اسماء

۱......امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)

۲......امام ابو عمرو الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)

۳......امام ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)

۴......امام ابو جعفر الہندوانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۲ھ)

۵......امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ)

۶......فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ)

۷......قاضی احمد بن منصور اسبیجابی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۰ھ)

۸......علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ)

---

[1] الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: الفقهاء علی سبع طبقات، ج ۱ ص ۵۲۰

۹......علامہ عمر بن عبد العزیز المعروف صدر الشہید رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۶ھ)

۱۰......امام ابوبکر ظہیر بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۳ھ)

۱۱......امام ابونصر العتابی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰ھ)

۱۲......امام قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ)

۱۳......علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) [1]

متقدمین کے ہاں شرح لکھنے کی نوعیت کیا تھی

متقدمین کے ہاں عموماً شروحات کا مطلب اصل کتاب میں تصرف کرنا ہے، چاہے وہ ترتیب کے لحاظ سے ہو، یا اضافات کے لحاظ سے ہو، یا ابواب کی ترتیب پر ہو، یا دلائل کا ذکر ہو، یا تنقیح وتہذیب ہو، اِن سب پر شرح کا اطلاق ہوتا ہے، متأخرین کی طرح ایک ایک لفظ اور مسئلہ کی تشریح وتوضیح مراد نہیں ہوتی:

وأكثر هذه الشروح المذكورة تصرفات على الأصل بنوع من تغيير، أو ترتيب، أو زيادة، كما هو دأب القدماء في شروحهم. [2]

فائدہ: متقدمین کی کتابوں میں متن اور شرح آپس میں اس طرح ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ تمییز مشکل ہوتی ہے، یہ اُس دور کا طرزِ تالیف تھا، بعد میں متن اور شرح کو الگ کیا جانے لگا، اس لئے یہ اشکال ذہن میں نہ آئے کہ مشائخ کے ہاں اصل اور شرح کا امتیاز نہیں ہوتا:

لأن طريقة التأليف هكذا كانت في تلك العصور. [3]

---

[1] كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۶۳/ النافع الكبير: ص ۵۱ تا ۶۴

[2] كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ۱ ص ۵۶۳

[3] الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۱۹

”الجامع الصغیر“ کی مطبوعہ شروحات

راقم کی معلومات کے مطابق ”الجامع الصغیر“ کی مطبوعہ شروحات دو ہیں:

۱ ...... شرح الصدر الشهيد على الجامع الصغير

امام عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ المعروف صدر الشہید رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۶ھ) یہ شرح ”دار الكتب العلمية“ بیروت سے ۱۴۲۷ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۲ ...... الجامع الصغیر و شرحه النافع الكبير

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی یہ شرح ”عالم الكتب“ بیروت سے ۱۴۰۶ھ میں ایک جلد میں طبع ہے، یہ شرح (۵۳۴) صفحات پر مشتمل ہے۔

یاد رہے ایک ہے ”النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير“ یہ (۷۲) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے، جس میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے فقہاء کے طبقاتِ سبع، اصحابِ تخریج، اصحابِ ترجیح، متونِ ثلاثہ، معتبر وغیر معتبر کتب وفتاوی، ائمہ ثلاثہ کے تراجم، ”الجامع الصغیر“ کا تعارف اور اس پر لکھی گئی چھتیس (۳۶) شروحات اور ان کے مصنفین کے تراجم اور آخر میں اپنے مختصر حالات اور تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ یہ رسالہ ”مجموعة رسائل اللكهنوی“ کی تیسری جلد میں موجود ہے، جو ”إدارة القرآن والعلوم الإسلامية“ کراچی سے طبع ہے۔

”الجامع الصغیر“ پر لکھی گئی منظومات

بہت سے علمائے احناف نے ”الجامع الصغیر“ کے مسائل کو نظم کی صورت میں اشعار میں بیان کیا ہے، ان میں معروف اہلِ علم درج ذیل ہیں:

۱...... امام نجم الدین ابو حفص عمر نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ)

۲......امام شمس الدین احمد العقیلی البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۷ھ)

۳......محمد بن محمد قباوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۶ھ)

۴......شیخ بدر الدین ابو نصر محمود الفراہی رحمہ اللہ نے "لمعة البدر" کے نام سے نظم لکھی۔

اس منظوم کلام کی شرح علامہ علاء الدین محمد بن عبد الرحمٰن غجندی رحمہ اللہ نے "ضوء اللمعة" کے نام سے لکھی۔ ❶

۸...... الجامع الكبير

امام محمد رحمہ اللہ نے "الجامع الصغير" کے بعد "الجامع الكبير" تصنیف کی، علامہ امیر کاتب اتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۷ھ) ہدایہ کی شرح "غاية البيان ونادرة الأقران" میں "باب الأذان" کے تحت لکھتے ہیں:

إنما سمى "المبسوط" أصلا لأنه صنفه محمد أولا، ثم صنف "الجامع الكبير" ثم "الجامع الكبير" ثم الزيادات. وفي شرح شمس الأئمة السرخسي للسير الكبير أن آخر تصانيفه هو "السير الكبير" وقبله صنف "السير الصغير"❷

ترجمہ: "المبسوط" کا نام "أصل" اس لئے رکھا گیا کیونکہ امام محمد نے اس کو سب سے پہلے تصنیف کیا تھا، پھر انہوں نے "الجامع الصغير" پھر "الجامع الكبير" اور پھر "زیادات" کی تصنیف کی، شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ "السير الكبير" کی شرح میں لکھتے ہیں کہ امام محمد کی آخری تصنیف "السير الكبير" اور اس سے پہلے انہوں نے "السير الصغير" تصنیف کی ہے۔

❶ كشف الظنون: الجامع الصغير، ج ١ ص ٥٦٣

❷ النافع الكبير: الفصل الثاني، ص٣٧

''الجامع الکبیر'' کے متعلق اہلِ علم کی آراء

یہ کتاب فقہ کے دقیق مسائل اور کثرتِ تفریعات میں لاجواب ہے، اس کتاب کا تعارف صاحبِ عنایہ علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کی زبانی سنئے:

هو كاسمه لجلائل مسائل الفقه جامع كبير، قد اشتمل على عيون الروايات، ومتون الدرايات، بحيث كاد أن يكون معجزاً، ولتمام لطائف الفقه منجزاً، شهد بذلك بعد إنفاد العمر فيه، داروه ولا يكاد يلم بشيء من ذلك عاروه. ولذلك امتدت أعناق ذوي التحقيق نحو تحقيقه، واشتدت رغباتهم في الاعتناء بحلي لفظه وتطبيقه، وكتبوا له شروحاً، وجعلوه مبيناً مشروحاً. [1]

ترجمہ: یہ کتاب واقعی اپنے نام کی طرح تمام اہم اور بڑے مسائلِ فقہ کی بہت زیادہ جامع ہے، یہ کتاب اہم روایات اور مستحکم عقلی اصولوں پر مشتمل ہے، گویا کہ یہ دوسروں کو عاجز کردینے والی ہے اور فقہ کی تمام باریک باتوں کو پورا پورا بیان کرنے والی ہے، جو بھی اس کی وادی میں اُترا اِس نے اپنی پوری عمر کھپا دینے کے بعد اس بات کی گواہی دی ہے اور اِس سے دور رہنے والا ممکن نہیں ہے کہ ان چیزوں میں سے بھی کچھ حاصل کر پائے، اسی لئے تو محققین میں اس کے لفظی حل اور تطبیق مسائل کی طرف توجہ کی شدید رغبت رہی ہے، محققین نے اس کی بہت سی شروحات لکھیں اور اس کو بہت واضح اور خوب تشریح شدہ کتاب بنادیا ہے۔

امام جمال الدین بن عبید اللہ رحمہ اللہ نے محرم ۶۱۵ھ کو موصل سے قاضی شرف الدین بن عُنین رحمہ اللہ کی طرف خط میں یہ لکھا:

كنت مذ زمن طويل تأملت كاب الجامع الكبير لمحمد بن الحسن

---

[1] كشف الظنون: الجامع الكبير في الفروع، ج ۱ ص ۵۶۹

رحمه الله وارتقم على خاطري منه شيء والكتاب في فنه عجيب غريب لم يصنف مثله. ❶

ترجمہ: میں ایک طویل عرصے سے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی کتاب "الجامع الکبیر" میں غور وفکر کر رہا ہوں اور میرے دل میں اس کا کچھ حصہ نقش ہوگیا ہے، اور یہ کتاب اپنے فن میں عجیب وغریب ہے، اس جیسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔

امام محمد بن شجاع ثلجی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۷ھ) "الجامع الکبیر" کے متعلق فرماتے ہیں:

ما وضع في الإسلام كتاب مثل جامع محمد بن الحسن الكبير، وقال: مثل محمد بن الحسن في "الجامع الكبير" كرجل بنى دارا، فكان كلما علاها بنى مرقاة يرقى منها إلى ما علاه من الدار، حتى استتم بناءها كذلك، ثم نزل عنها وهدم مراقيها، ثم قال للناس: شأنكم فأصعدوا. ❷

ترجمہ: زمانہ اسلام میں کوئی بھی کتاب فقہ میں امام محمد بن حسن کی "الجامع الکبیر" کے مثل نہیں لکھی گئی، اور پھر فرماتے ہیں کہ امام محمد بن حسن کی حالت "الجامع الکبیر" میں ایسی ہے جیسے ایک شخص گھر بنائے، اُس گھر کی جتنی بھی منزلیں اوپر بناتا جائے تو ساتھ ہی ایک سیڑھی بھی بناتا جائے، جس سے وہ گھر کی اوپر والی منزل پر پہنچ جائے، یہاں تک کہ وہ گھر کو اس طرح مکمل تعمیر کرلے، تو پھر خود اس سے نیچے اُتر آئے اور ساری سیڑھیاں توڑ دے اور اب لوگوں کو کہے کہ تم جیسے اس گھر پر چڑھ سکتے ہو چڑھ جاؤ۔

علامہ ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) "الجامع الکبیر" کی شرح

---

❶ بلوغ الأماني: كتب محمد بن الحسن ومصنفاته، ص ۱۹۷

❷ بلوغ الأماني: ص ۵۸

میں لکھتے ہیں:

کنت أقرأ بعض المسائل من الجامع الكبير على بعض المبرزين في النحو (يعني أبا علي الفارسي) فكان يتعجب من تغلغل واضع هذا الكتاب في النحو. ❶

ترجمہ: میں نے "الجامع الكبير" کے بعض مسائل نحو کے ایک معروف ماہر (یعنی امام ابوعلی فارسی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۷ھ) کو پڑھ کر سنائے، تو وہ اس کتاب کے مصنف کی علم نحو میں مہارت اور تجربہ پر تعجب کرتے رہے۔

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) "الجامع الكبير" کے متعلق لکھتے ہیں:

والحق أن هذا الكتاب آية في الإبداع، ينطوي على دقّة بالغة في التفريع على قواعد اللغة وأصول الحساب خلا ما يحتوي عليه من المضيّ على دقائق أصول الشرع الأغرّ. ❷

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ یہ کتاب جدت طرازی میں ایک نمایاں نشانی کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ یہ قواعدِ لغت اور اصولِ حساب پر تفریعات میں انتہائی باریک باتوں پر مشتمل ہے، پھر ساتھ ہی یہ کتاب شریعت مبارکہ کے دقیق اصولوں کے استعمال پر بھی مشتمل ہے۔

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

من أراد امتحان المتبحّرين في الفقه فعليه بأيمان الجامع. ❸

ترجمہ: جو شخص ماہر علماء کا فقہ میں امتحان لینا چاہے تو اُسے چاہئے کہ "الجامع الكبير" کی "كتاب الأيمان" کو لازم پکڑے (یعنی اس کا امتحان لے)۔

---

❶بلوغ الأماني: ص ٦٣ ❷بلوغ الأماني: ص ٥٨

❸شرح السير الكبير: باب أمان الحر المسلم والصبي والمرأة، ج ١ ص ٢٥٢

''الجامع الکبیر'' کا طرزِ تالیف

یہ کتاب امام محمد رحمہ اللہ کی تیسری بلند پایہ تصنیف ہے، اس میں آپ نے ایجاز واختصار کا اسلوب اختیار کیا ہے، جس کی وجہ سے وجوہِ تفریع سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے، اور جب تک ان کی وضاحت نہ کی جائے سمجھ میں نہیں آتیں۔ اس کتاب میں امام محمد نے مسائلِ فقہیہ کو لغوی ونحوی مہارت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے کہ امام ابوعلی فارسی اور امام اخفش رحمہما اللہ جیسے ائمہ لغت ونحو بھی آپ کی تعریف کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں، اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مصنف لغت وفقہ ہر دو علوم میں بیک وقت امامت کے درجے پر فائز ہیں۔ ❶

دکتور محمد بوینوکالن اس کتاب کے تعارف اور اسلوب کے متعلق لکھتے ہیں:

وهو أحد كتب ظاهر الرواية. وقد ألفه الإمام محمد تأليفاً مستقلاً من دون رواية عن أبي يوسف. وهو أكبر حجماً من الجامع الصغير. ولم يذكر في أبواب العبادات إلا مسائل قليلة، وتوسع في الأبواب الأخرى. وهو مثل الجامع الصغير من حيث خلوه عن الأدلة. وتظهر فيه ملكة المؤلف الفقهية أكثر حيث يبنى مسائل كل باب على قواعد فقهية من غير أن يصرح بتلك القواعد، وقد بين الفقهاء تلك القواعد في شروحهم على الكتاب. ❷

ترجمہ: یہ ظاہر الروایہ کتابوں میں سے ایک ہے جسے امام محمد نے امام ابو یوسف سے روایت کے بغیر مستقلاً تالیف کیا ہے، یہ کتاب ''الجامع الصغیر'' سے حجم میں بڑی ہے، اس میں عبادات سے متعلق مسائل کی تعداد کم ہے، البتہ دیگر ابواب سے متعلق مسائل تفصیل

❶ بلوغ الأماني: ص ٦٣
❷ الأصل: مقدمة المحقق، ج ١ ص ٣٣

سے بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب ادلہ کا تذکرہ نہ ہونے میں "الجامع الصغیر" کی طرح ہے، اس کتاب سے مصنف کی فقہی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ہر باب کے مسائل کو فقہی قواعد کی بنیادوں پر ذکر کیا ہے، اگرچہ انہوں نے ان قواعد کی تصریح نہیں کی ہے، فقہاء کرام نے اس کتاب کی شرح کے دوران اِن قواعد کو بیان کیا ہے۔

"الجامع الکبیر" کے مسائل وتفریعات کے فہم پر مبنی لکھی گئی کتبِ قواعد

اس کتاب میں مصنف نے نفس مسائل بیان کئے ہیں، دلائل ذکر نہیں کئے، امام محمد رحمہ اللہ نے ہر باب کے مسائل کو فقہی اصولوں کے تحت بیان کیا ہے، لیکن آپ نے یہ اصول صراحتاً ذکر نہیں کئے، اس لئے فہم مسائل میں دشواری پیش آتی تھی، تو شارحین نے اپنے طور پر اُن قواعد کا ذکر کیا، لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ ان تمام قواعد کو ہر باب کے تحت یکجا بیان کیا جائے، تو علامہ محمود حمزاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) نے اس پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام "النور اللامع فی أصول الجامع" ہے، اس میں انہوں نے ہر باب سے متعلق ان قواعد کا ذکر کیا ہے جس پر باب کے مسائل متفرع ہوتے ہیں۔

علامہ محمود بن احمد المعروف جمال الدین حصیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۶ھ) نے "الجامع الکبیر" کی دو شرحیں لکھیں، ایک مختصر اور دوسری طویل، ان کی مختصر شرح کا نام "الوجیز" ہے، اور مطول شرح کا نام "التحریر" ہے، یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں مصنف نے ہر باب کے شروع میں ان اصولوں کو ذکر کیا ہے، جس پر باب کے مسائل متفرع ہیں، ہر باب کے آغاز میں لکھتے ہیں "أصل الباب کذا" اس وجہ سے تفریعات کا سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے:

حیث یقول فی صدر کل باب من أبواب الکتاب: أصل الباب کذا وبنی الباب علی کذا، فبذلک سهلت معرفة وجوه التفریع جدا۔ [1]

[1] بلوغ الأمانی: ص ۵۸

ترجمہ: ابوابِ کتاب میں سے ہر باب کے شروع میں یہ کہتے ہیں ''اس باب کا بنیادی قاعدہ یہ ہے'' اور ''اس باب کی بناء فلاں فلاں قاعدہ پر ہے'' یوں اس کتاب کی وجوہِ تفریعات کو سمجھنا اب بہت آسان ہوگیا ہے۔

اس کتاب میں موجود تمام قواعد وضوابط کو شیخ علی احمد نے نہایت تتبع اور عرق ریزی کے ساتھ اپنی کتاب ''القواعد والضوابط الفقهية الواردة فی التحرير شرح الجامع الكبير ''میں جمع کردیا ہے۔اس کتاب کی روشنی میں ''الجامع الكبير '' کا سمجھنا اور تفریعات کی بناء بہت آسان ہوگئی ہے۔

''الجامع الكبير '' کے ناقلین

امام محمد رحمہ اللہ سے ''الجامع الكبير '' کو آپ کے متعدد تلامذہ نے نقل کیا ہے، ان میں معروف ابوسلیمان جوز جانی، امام ابوحفص کبیر، امام علی بن معبد بن شداد، ہشام بن عبید اللہ رازی اور محمد بن سماعہ تمیمی رحمہم اللہ ہیں۔ [1]

''الجامع الكبير '' کی شروحات

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ''الجامع الكبير '' کے تعارف کے تحت تینتالیس (۴۳) شروحات کا ذکر کیا ہے۔علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ''أسامی شرّاح الجامع الكبير '' کے تحت تیئیس (۲۳) شارحین کا ذکر کیا ہے، ان میں معروف شارحین درج ذیل ہیں:

۱......امام ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ)

۲......امام علی بن موسیٰ قمی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۵ھ)

۳......امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)

---

[1] أصول الإفتاء وآدابه: ص ۱۵۱

۴......امام ابوعمرو احمد بن محمد طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)

۵......امام محمد بن علی الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۷ھ)

۶......امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ)

۷......امام ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ)

۸......قاضی ابوزید عبید اللہ بن عمر الدبوسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)

۹......شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ)

۱۰......علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ)

۱۱......شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ)

۱۲......امام ابوبکر محمد بن حسین خواہر زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ)

۱۳......علامہ صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۶ھ)

۱۴......امام رکن الدین عبد الرحمٰن بن ابی محمد کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ)

۱۵......امام علاء الدین محمد بن عبد الحمید سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۲ھ)

۱۶......امام ابونصر احمد بن محمد عتّابی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۶ھ)

۱۷......علامہ قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ)

۱۸......امام برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ)

۱۹......امام برہان الدین محمود بن احمد صاحبِ محیط برہانی (متوفی ۶۱۶ھ)

۲۰......امام جمال الدین محمود بن احمد حصیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۶ھ) [1]

”**الجامع الکبیر**“ کے مسائل پر وارد اعتراضات کے جوابات کے لئے امام محمد بن احمد المعروف ابن ربوہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) کی ”**الدرر النظیم المنیر**

[1] کشف الظنون: الجامع الکبیر، ج ۱ ص ۵۶۹

في حل إشكال الجامع الكبير ''کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ ❶

''الجامع الکبیر'' کے مسائل پر مشتمل منظومات

اس کتاب کی مقبولیت اور نافعیت کی وجہ سے بہت سے اہلِ علم نے اس کے مسائل کو نظم کی صورت میں بیان کیا،ان میں معروف درج ذیل ہیں:

۱......امام احمد بن ابوالمؤید محمودی نسفی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے مسائل کو پانچ ہزار پانچ سو پچپن (۵۵۵۵) اشعار میں بیان کیا ہے،اس منظوم کلام کی شرح امام ابوالقاسم محمود بن عبید اللہ بن صاعد حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے کی،اور اس کا نام ''تفهيم التحرير'' رکھا۔

۲......امام ابوالحسن علی بن خلیل دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۱ھ)

۳......امام احمد بن عثمان بن ابراہیم ترکمانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) ❷

۹ ...... الزيادات وزيادات الزيادات

یہ دونوں کتابیں ''الجامع الكبير'' کا تکملہ اور تتمہ ہیں،علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) علامہ قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) کے حوالے سے مقدمے میں نقل کرتے ہیں:

لأنه لما فرغ من تأليف الجامع الكبير تذكّر فروعا لم يذكرها فيه، فصنف كتابا آخر ليذكر فيه تلك الفروع، وسمّاه الزيادات ثم تذكّر فروعا أخرى فصنف كتابا آخر ليذكر فيه تلك الفروع الأخرى وسمّاه زيادات الزيادات فقطع عن ذلك ولم يتمّه. ❸

❶ كشف الظنون: الجامع الكبير، ج ۱ ص ۵۶۹

❷ كشف الظنون: الجامع الكبير، ج ۱ ص ۵۶۹

❸ أصول الإفتاء وآدابه: الزيادات وزيادات الزيادات، ص ۱۳۰

ترجمہ: جب امام محمد رحمہ اللہ ''الجامع الکبیر'' کی تالیف سے فارغ ہوئے تو انہیں کچھ ایسی تفریعات یاد آئیں جو انہوں نے ''الجامع الصغیر'' میں ذکر نہیں کی تھیں، تو انہوں نے ایک کتاب لکھی تاکہ اس میں وہ تفریعات ذکر کردیں، اس کتاب کا نام انہوں نے ''الزیادات'' رکھا، پھر انہیں مزید کچھ فروعات یاد آئیں تو انہوں نے ایک کتاب ان فروعات کے ذکر کے لئے تصنیف کی اور اس کا نام ''زیادات الزیادات'' رکھا، اس کی تکمیل سے پہلے ہی امام محمد رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا اور وہ اسے مکمل نہیں کر پائے۔

چونکہ یہ کتاب ''الجامع الکبیر'' کا تکملہ ہے اس لئے اس کا اسلوب بھی مسائل کی باریک بینی اور فرضی تفریعات کے توسع میں اس سے مختلف نہیں ہے، یہ کتاب چونکہ تکملہ ہے اس وجہ سے یہ تمام ابوابِ فقہ پر مشتمل نہیں ہے، اس کے زیادہ تر مسائل کا تعلق معاملات سے ہے۔

یہ بھی ایک روایت ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنی ایک علمی مجلس میں املاء کروا رہے تھے، انہوں نے چند دقیق تفریعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مسائل کی یہ تفریعات محمد بن حسن کے لئے بڑی مشکل ہوں گی، جب یہ بات امام محمد رحمہ اللہ کو پہنچی تو انہوں نے ''الزیادات'' تالیف کی، تاکہ یہ اس بات کی دلیل بن جائے کہ ایسی تفریعات اور ''وما أدقّ منها لا يشق عليه تفريعها'' اور اس سے باریک تر تفریعات کو امام محمد رحمہ اللہ کے لئے بیان کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ [1]

اور یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ مسائل املا کرواتے تھے، اور امام محمد رحمہ اللہ کا بیٹا ان مسائل کو لکھا کرتا تھا، تو امام محمد رحمہ اللہ نے ان مسائل کو ابواب پر مرتب کرکے اصالتاً ذکر کیا، اور جو مسائل، تفریعات ان سے چھوٹ گئی تھیں ان کا اضافہ

[1] بلوغ الأماني: ص ٦٤

''الزیادات'' کے نام سے کیا، یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے کلام پر اضافہ۔ ❶

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

وهما من الكتب المروية عنه بطريق الشهرة وغلط من ذكرهما في عداد النوادر. ❷

ترجمہ: یہ دونوں کتابیں (یعنی ''زیادات'' اور ''زیادات الزیادات'' امام محمد) سے شہرت کے ساتھ مروی ہیں (یعنی کتب ظاہر الروایہ میں ان کا شمار ہے) جنہوں نے ان دو کتابوں کو نوادر میں شمار کیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔

فائدہ: کتب ظاہر الروایہ تو چھ ہیں ''**المبسوط، الجامع الصغير، الجامع الكبير، الزيادات، السير الصغير، السير الكبير**'' اب ان کے ساتھ اگر ''**زيادات الزيادات**'' کو ملایا جائے تو یہ کل سات کتابیں بن جاتی ہیں، چھ نہیں رہتیں، اس کے جواب میں علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) ''**شرح زيادات الزيادات**'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وكتب ظاهر الرواية ستة، وإذا ضمت إليها "زيادات الزيادات" تصير سبعة، ولا يقدح هذا لأن "الزيادات" مع "زيادات الزيادات" كشيء واحد. ❸

ترجمہ: کتبِ ظاہر الروایہ چھ ہیں، جب اس کے ساتھ ''**زيادات الزيادات**'' کو ملائیں تو یہ سات ہو جائیں گے، تو یہ اشکال نہ ہو، اس لئے کہ ''**زيادات**'' اور ''**زيادات الزيادات**'' دونوں مل کر ایک ہیں (گویا یہ ایک ہی کتاب ہے، اور ایک ہی نوعیت کے

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۹۶۲

❷ بلوغ الأماني: ص ۴۶

❸ شرح زيادات الزيادات: ص ۸

مسائل ان میں یکجا ہیں)۔

ان دونوں کتابوں میں بعض ایسے مسائل کا بھی ذکر ہے جن کا اُس وقت تک وقوع نہیں ہوا تھا، جنہیں فرضی مسائل کہا جاتا ہے، اور بعض جزئیات کا وقوع بظاہر مستبعد معلوم ہو رہا تھا، تو علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلنا لا يتهيّأ للمرء أن يعلم ما يُحتاج إليه إلا بتعلّم ما لا يُحتاج إليه، فيصير الكل من جملة ما يُحتاج إليه لهذا الطريق، وإنما يستبعد للبلاء قبل نزوله. ❶

ترجمہ: ہم اس کے جواب میں یوں کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس علم کو سیکھے بغیر جس کی اس کو ضرورت نہیں ہے، اس علم کے لئے تیار نہیں ہوسکتا جس کی اس کو ضرورت ہے، تو اس طرح سارا علم فقہ ہی اس علم میں سے جس کی ضرورت پیش آتی ہے، اور کسی مصیبت سے نمٹنے کے لئے تو اس کے پیش آنے سے پہلے ہی تیاری کی جاتی ہے (یعنی اگر کوئی مسئلہ آج پیش نہیں آیا تو آنے والے وقت میں پیش آجائے گا، اس لئے اس کے تعلیم و تعلّم کو بے فائدہ نہیں کہا جاسکتا ہے)۔

''**زيادات**'' اور ''**زيادات الزيادات**'' کے مخطوطات اور شروحات کے لئے دکتور بروکلمان کی (**تاريخ الأدب العربي: ج۳ ص۲۴۸، ۲۴۹**) کا مطالعہ کریں، اسی طرح دکتور سزگین کی (**تاريخ التراث العربي: ج۱ ص۵۸، ۵۹**) کا مطالعہ کریں۔

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں کے مخطوطات استنبول کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ ❷

---

❶ المبسوط للسرخسي: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۱ ص۲۴۲

❷ بلوغ الأماني: ص۴۶

’’الزیادات‘‘ اور’’زیادات الزیادات‘‘ کی شروحات

ان کتابوں کی مقبولیت اور نافعیت کی وجہ سے کبار اہل علم نے ان کی شروحات لکھیں، ان میں معروف شارحین درج ذیل ہیں:

۱......امام محمد بن سماعہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ)

۲......امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے اصل کتاب کا اختصار ’’أصول الزیادات‘‘ کے نام سے کیا۔

۳......امام ابوعبداللہ جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۷یا۳۹۸ھ)

۴......شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ)

۵......شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے’’زیادات الزیادات‘‘ کی شرح ’’نکت زیادات الزیادات‘‘ کے نام سے لکھی، یہ شرح علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ کی تعلیقات کے ساتھ طبع ہے۔

۶......علامہ تاج الدین کردری رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ)

۷......امام ابونصر عتّابی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰ھ) نے’’زیادات الزیادات‘‘ کی شرح لکھی ہے، یہ شرح بھی علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ کی تعلیقات کے ساتھ طبع ہے۔

۸......علامہ قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) کی یہ شرح عرصہ دراز سے نادر الوجود تھی، مولانا محمد قاسم اشرف صاحب مدظلہ نے نہایت تتبع اور جستجو کے ساتھ مختلف مخطوطات سے موازنہ کرکے تصحیحات کیں اور گراں قدر تعلیقات لکھیں، یہ کتاب چھ جلدوں میں’’إدارة القرآن و العلوم الإسلامية‘‘ کراچی سے طبع ہے۔محقق نے کتاب کے شروع میں ایک نہایت مفید علمی مقدمہ لکھا ہے، جس میں امام محمد اور امام قاضی خان رحمہما اللہ کی سوانح اور تصانیف کا ذکر کیا ہے۔’’زیادات‘‘ اور’’زیادات الزیادات‘‘ کے نسخوں کے

متعلق معلومات ذکر کی ہیں۔

اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ امام قاضی خان رحمہ اللہ ہر باب کے شروع میں ان اصولوں کو ذکر کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں جن پر امام محمد رحمہ اللہ نے اس باب کے مسائل کی بنیاد رکھی ہے، محقق نے کتاب کے آخر میں ان قواعد وضوابط کو ذکر کیا ہے، جن کی تعداد (۱۰۴۵) بنتی ہے۔ اگر یہ اصول اردو زبان میں ترجمہ کے ساتھ الگ سے طبع کر دیئے جائیں تو فقہی بصیرت کے لئے عموماً اور ہدایہ پڑھانے والوں کے لئے خصوصاً یہ نہایت مفید ہوں گے۔

۹......امام برہان الدین بن مازہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ)

۱۰......امام ابوحفص سراج الدین ہندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ) [1]

۱۰ ...... السیر الصغیر

فقہ کی اصطلاح میں "سیر" اُن قوانین کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق جنگ وامن، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات اور مسلم وغیر مسلم ممالک کے باہمی روابط سے ہوتا ہے۔ قانون کی تاریخ میں اس موضوع پر پہلی کتاب امام محمد رحمہ اللہ نے تالیف کی ہے، یاد رہے کہ فقہاء متقدمین اور محدثین "سِیَر" کا لفظ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے لئے استعمال کرتے تھے، اور اب لفظِ سیرت کا استعمال عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت کے لئے ہوتا ہے۔

امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے اپنی کتاب "الکافی" میں اس کو نقل کیا ہے، علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے "المبسوط" میں اس کی شرح کی ہے، دسویں جلد کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

[1] كشف الظنون: الزيادات، ج۲ ص ۹۶۲/ أصول الإفتاء وآدابه: ص ۱۵۵، ۱۵۶

انْتَهَى شَرْحُ السِّيَرِ الصَّغِيرِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى مَعْنًى أَثِيرٍ بِإِمْلَاءِ الْمُتَكَلِّمِ بِالْحَقِّ الْمُنِيرِ الْمَحْصُورِ لِأَجْلِهِ شَبَهُ الْأَسِيرِ الْمُنْتَظِرِ لِلْفَرَجِ مِنَ الْعَالِمِ الْقَدِيرِ. ❶

ترجمہ:''السیر الصغیر'' کی شرح مکمل ہوئی جو بہت پُر اثر معانی پر مشتمل ہے اور اس شرح کو ایک ایسے شخص نے اپنے شاگردوں کو املاء کروایا ہے جس نے بالکل روشن حق بیان کیا تھا، اور اب وہ حق کہنے کی پاداش میں ایک قیدی کی طرح گرفتار ہے، اور اللہ تعالی سے جو عالم وقدیر ہے اِس سے اپنی رہائی کا منتظر ہے۔

یہ کتاب پہلے مستقلاً الگ سے موجود نہیں تھی، امام حاکم رحمہ اللہ نے''الکافی''میں اس کا اختصار کیا تھا، لیکن''الکافی''اس وقت مفقود ہے، البتہ امام سرخسی رحمہ اللہ نے جو ''الکافی'' کی شرح''المبسوط''کے نام سے لکھی ہے، اس کی دسویں جلد میں یہ موجود ہے۔

دکتور مجید خدوری نے ۱۹۷۵ء میں امام محمد رحمہ اللہ کی''الأصل''سے اس کا انتخاب کیا، اور اسے الگ سے ابواب کی ترتیب پر طبع کیا، یہ نسخہ (۲۸۳) صفحات پر مشتمل ہے، جو ''الدار المتحدة للنشر''بیروت سے طبع ہے، اسی نسخہ کا عکس''إدارة القرآن و العلوم الإسلامية''کراچی سے طبع ہے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ کو جنہوں نے نہایت جستجو وتلاش اور مختلف قلمی نسخوں اور مخطوطات سے تحقیق کر کے عمدہ حواشی اور تشریحات کے ساتھ انگریزی زبان میں اس کی شرح اور مقدمہ لکھا، یہ کتاب''ادارہ بحوث اسلامی'' اسلام آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱...... السير الكبير

یہ کتاب ظاہر الروایہ کی چھ کتابوں میں تصنیف کے اعتبار سے سب سے آخری کتاب

---

❶ المبسوط: كتاب السير، باب آخر في الغنيمة، ج۱۰ ص۱۴۴

ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَآخِرُ السِّتَّةِ تَصْنِيفًا وَرَدْ　　　اَلسِّيَرُ الْكَبِيرُ فَهُوَ الْمُعْتَمَدْ ❶

ترجمہ: اور منقول ہے کہ چھ کتابوں میں آخری تصنیف سیر کبیر ہے، پس وہی معتمد ہے۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَمَرَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنْ يُكْتَبَ هَذَا الْكِتَابُ فِي سِتِّينَ دُفْتَرًا، وَأَنْ يُحْمَلَ عَلَى عَجَلَةٍ إِلَى بَابِ الْخَلِيفَةِ فَقِيلَ لِلْخَلِيفَةِ: قَدْ صَنَّفَ مُحَمَّدٌ كِتَابًا يُحْمَلُ عَلَى الْعَجَلَةِ إِلَى الْبَابِ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَعَدَّهُ مِنْ مَفَاخِرِ أَيَّامِهِ. فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ ازْدَادَ إِعْجَابُهُ بِهِ. ثُمَّ بَعَثَ أَوْلَادَهُ إِلَى مَجْلِسِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ لِيَسْمَعُوا مِنْهُ هَذَا الْكِتَابَ، وَكَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ الْقَزْوِينِيُّ مُؤَدِّبَ أَوْلَادِ الْخَلِيفَةِ، فَكَانَ يَحْضُرُ مَعَهُمْ لِيَحْفَظَهُمْ كَالرَّقِيبِ، فَسَمِعَ الْكِتَابَ. ثُمَّ اتَّفَقَ أَنْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرُّوَاةِ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ وَأَبُو سُلَيْمَانَ الْجُوزَجَانِيُّ، فَهُمَا رَوَيَا عَنْهُ هَذَا الْكِتَابَ. ❷

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب کی تکمیل کے بعد یہ حکم دیا کہ اس کو ساٹھ (۶۰) رجسٹروں میں لکھا جائے اور اس کو بیل گاڑی میں لاد کر دربارِ شاہی میں پیش کیا جائے، خلیفہ کو یہ بتایا گیا کہ امام محمد نے ایک کتاب لکھی ہے اور وہ کتاب بیل گاڑی پر رکھ کر لائی جارہی ہے، تو خلیفہ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور اس کارنامے کو اپنے زمانے کے قابلِ فخر کارناموں میں سے قرار دیا۔ جب خلیفہ نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کی مسرت دوبالا ہوگئی، پھر خلیفہ نے اپنی اولاد کو امام محمد رحمہ اللہ کی مجلس میں بھیجا تاکہ وہ امام محمد رحمہ اللہ سے اس کتاب کی سماعت کریں۔ اسماعیل بن توبہ قزوینی رحمہ اللہ خلیفہ کی اولاد کے اتالیق تھے

❶ شرح عقود رسم المفتی　❷ شرح السیر الکبیر: مقدمۃ الشارح، ج ۱ ص ۴

اور وہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ ہی ایک نگران کی طرح امام محمد رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے، انہوں نے بھی اس کتاب کی سماعت کی، پھر اتفاق ایسا ہوا کہ اس کتاب کے راویوں میں سے اسماعیل بن توبہ اور ابو سلیمان جوز جانی رحمہما اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور انہی دونوں حضرات نے امام محمد رحمہ اللہ سے اس کتاب کی روایت کی۔

یہ کتاب بین الاقوامی قوانین پر لکھی گئی ہے، اس میں جنگ اور صلح، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات، حالتِ جنگ، قیدیوں اور غنائم کے متعلق تفصیلی احکامات ہیں۔ یہ کتاب اُس دور میں لکھی گئی جب بین الاقوامی تعلقات کے لئے نہ تو کوئی مدوّن قانون تھا اور نہ ہی اس کو کوئی جانتا تھا۔ یہ کتاب الگ سے تو طبع نہیں ہے، البتہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی نہایت محققانہ شرح کے ساتھ طبع ہے۔

البتہ امام سرخسی رحمہ اللہ کی شرح اصل کتاب کے ساتھ اس طرح ملی ہوئی ہے کہ اصل کتاب اور شرح میں امتیاز نہیں ہوتا:

والكتاب موجود ممزوجاً بشرح السرخسي، وقد امتزجت مسائله مع الشرح فلم تتميز تماماً. ❶

اس کتاب کے مخطوطات اور شروح کا ذکر تفصیلاً دکتور بروکلمان اور سزگین نے کیا ہے، دیکھئے: ❷

اس کتاب کی مطبوعہ شرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''**شرح السير الكبير**'' ہے، مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ مسئلہ کی دلیل میں آیت یا حدیث یا اثر نقل کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں، اور حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔ یہ کتاب (۴۵۷۳) مسائل پر

---

❶ الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۳۴

❷ تاريخ الأدب العربي: ج۳ ص ۲۵۵ / تاريخ التراث العربي: ج ۱ ص ۷۲، ۷۳

مشتمل ہے۔اس کتاب میں جابجا آیات، احادیث وآثار سے استدلال ہے،شارح کے طرزِ استدلال واستنباط سے آپ کی مجتہدانہ بصیرت معلوم ہوتی ہے،اگر ایسے مسائل کو ان کے طرز استدلال کے ساتھ الگ کر کے اردو میں شائع کیا جائے تو اس کی افادیت عام ہوگی۔ یہ شرح چار جلدوں میں ''حیدر آباد دکن'' سے ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوئی ہے۔اس کتاب کا محقق نسخہ دکتور صلاح الدین منجد کی تحقیق کے ساتھ ''جامعہ عربیہ'' کے معہد المخطوطات سے شائع ہوا ہے۔جامعہ قاہرہ نے اس شرح کی پہلی جلد شیخ ابوزہرہ اور استاد ڈاکٹر مصطفیٰ زید کی تحقیق کے ساتھ شائع کی تھی،البتہ بقیہ جلدیں اب تک طبع نہیں ہوئیں۔

اس کتاب کی ایک شرح علامہ جمال الدین حصیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۶ھ) کی ہے جو تاہنوز غیر مطبوعہ ہے۔[1]

''السیر الکبیر'' کے سببِ تالیف میں نقل کردہ واقعہ کی تحقیق

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے ''شرح السیر الکبیر'' کے مقدمہ میں سببِ تالیف کے دوران یہ واقعہ لکھا ہے:

فَأَمَّا سَبَبُ تَصْنِيفِ هَذَا الْكِتَابِ أَنَّ السِّيَرَ الصَّغِيرَ وَقَعَ فِي يَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ عَالِمِ أَهْلِ الشَّامِ. فَقَالَ: لِمَنْ هَذَا الْكِتَابُ؟ فَقَالَ: لِمُحَمَّدٍ الْعِرَاقِيِّ. فَقَالَ: وَمَا لِأَهْلِ الْعِرَاقِ وَالتَّصْنِيفِ فِي هَذَا الْبَابِ؟ فَإِنَّهُ لا عِلْمَ لَهُمْ بِالسِّيَرِ. وَمَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ كَانَتْ مِنْ جَانِبِ الشَّامِ وَالْحِجَازِ دُونَ الْعِرَاقِ. فَإِنَّهَا مُحْدَثَةٌ فَتْحًا. فَبَلَغَ مَقَالَةُ الْأَوْزَاعِيِّ مُحَمَّدًا فَغَاظَهُ ذَلِكَ وَفَرَّغَ نَفْسَهُ حَتَّى صَنَّفَ هَذَا الْكِتَابَ. فَحُكِيَ أَنَّهُ لَمَّا نَظَرَ فِيهِ الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: لَوْلَا مَا ضَمَّنَهُ مِنْ

[1] کشف الظنون: السیر الکبیر، ج۲ ص۱۰۱۳

الْأَحَادِيثِ لَقُلْت إِنَّهُ يَضَعُ الْعِلْمَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ. وَإِنَّ اللَّهَ عَيَّنَ جِهَةَ إِصَابَةِ الْجَوَابِ فِي رَأْيِهِ. صَدَقَ اللَّهُ (وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ).❶

ترجمہ: اس کتاب کا سببِ تالیف یہ ہے کہ جب "السیر الصغیر" اہلِ شام کے عالم عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی کے ہاتھ لگی تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کی لکھی ہوئی کتاب ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ محمد عراقی کی کتاب ہے، اس پر (امام اوزاعی) نے کہا: بھلا اہلِ عراق کو اس باب (یعنی سیر و مغازی) میں تصنیف کا کیا حق پہنچتا ہے (ان کے پاس تو سِیَر کا علم ہی نہیں ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے معرکہ تو شام اور حجاز کی طرف ہوئے نہ کہ عراق کی طرف، عراق تو ابھی نیا فتح ہوا ہے۔ امام اوزاعی کی یہ بات جب امام محمد کو پہنچی تو انہیں اس پر غصہ آیا اور انہوں نے اپنے آپ کو فارغ کر کے یہ کتاب "السیر الکبیر" تصنیف کی۔ یہ بات بھی منقول ہے کہ جب امام اوزاعی نے یہ دوسری کتاب دیکھی تو فرمایا: اگر یہ کتاب (بہت سی) احادیث پر مشتمل نہ ہوتی تو میں کہتا کہ یہ شخص تو علم گھڑتا ہے، اور بے شک اللہ تعالی نے اس کی رائے میں جواب کی درستگی کو متعین طور پر رکھ دیا ہے اور اللہ تعالی کا فرمان بالکل سچا ہے "وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ" (اور جتنے علم والے ہیں ان سب کے اوپر ایک بڑا علم رکھنے والا ہے)۔

اس واقعہ کو علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے (رد المحتار: ج ۱ ص ۵۱) پر بھی نقل کیا ہے۔ شیخ محمد ابوزہرہ اپنی کتاب "أبو حنيفة حياته وعصره وآراؤه وفقهه" کے (ص ۱۹۰) پر لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ نا قابل تسلیم ہے، اس لئے کہ امام اوزاعی کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی، جبکہ امام محمد رحمہ اللہ کی ولادت ۱۳۲ھ میں ہوئی ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ کی وفات کے وقت امام محمد رحمہ اللہ کی عمر صرف پچیس (۲۵) سال تھی، اب

❶شرح السير الكبير: مقدمة الشارح، ج ۱ ص ۳

یہ بات عقلاً بعید ہے کہ آپ پچیس سال کی عمر میں اپنی تمام تالیفات سے فارغ ہو چکے تھے، کیونکہ ''السیر الکبیر '' آپ کی آخری تصنیف ہے، گویا آپ نے ۱۵۷ھ سے لے کر اپنی وفات ۱۸۹ھ تک کوئی کتاب نہیں لکھی، یعنی امام محمد رحمہ اللہ جیسے کثیر التصانیف شخص بتیس (۳۲) سال تک بغیر کسی عذر کے بالکل فارغ رہیں اور کوئی تحریری کام نہ کریں، یہ بات بعید از عقل ہے۔ نیز کتاب کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کی تصنیف ہے، اس لئے اس میں کئی مسائل میں آپ نے اپنے شیخ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اختلاف کیا ہے اور ان سے مناقشہ بھی کیا ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب آپ علم وعمل، عمر اور مرتبہ میں اس مقام پر پہنچ گئے ہوں کہ اپنے استاد سے دلائل میں اختلاف کر سکیں۔ نیز بادشاہ وقت کا آپ کی کتاب کو اس قدر اعزاز دینا حالانکہ یہ آپ کے عین شباب کا دور تھا، اس وقت تک آپ کے علم وعمل اور تصانیف کی شہرت نہیں ہوئی تھی، قرین قیاس یہی ہے کہ یہ کتاب آپ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کے اعتراض کے جواب میں نہیں لکھی، نیز امام اوزاعی رحمہ اللہ نے ''السیر الکبیر ''نہیں دیکھی وہ اس سے قبل وفات پا چکے تھے۔ اس واقعہ کی تردید محدثِ کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب'' آپ فتوی کیسے دیں''میں ''السیر الکبیر ''کے تعارف میں حاشیہ میں کی ہے۔

فائدہ: علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''شرح السیر الکبیر '' کی اچھی شرح علامہ محمد منیب العینتابی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۸ھ) نے ''تیسیر المسیر فی شرح السیر الکبیر '' کے نام سے لکھی۔ مصنف نے اس شرح کا ترجمہ ترکی زبان میں بھی کیا ہے۔ یہ شرح ۱۲۴۱ھ میں استنبول سے طبع ہوئی ہے۔ (۱)

(۱) الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۳۴

یہ چھ کتابیں ''ظاہر الروایہ'' کہلاتی ہیں کیونکہ یہ شہرت وتواتر کے ساتھ مستند طریقے پر منقول ہیں اس لئے انہیں ''اصول'' بھی کہا جاتا ہے۔ مذہب حنفی کو سمجھنے کے لئے یہ کتابیں بنیاد ہیں،اس لئے امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے ظاہر الروایہ کی چھ کتابوں سے مکرر مسائل کو حذف کر کے اس کی تلخیص ''**الكافي في فروع الحنفية**'' کے نام سے لکھی،لیکن یہ تلخیص اب تک الگ سے طبع نہیں ہے۔اس کتاب کی شرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے ''**المبسوط**'' کے نام سے لکھی،یہ شرح ''**دار المعرفة**'' سے ۱۴۱۴ھ میں تیس (۳۰) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اِس کتاب کا تعارف ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

امام محمد رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا چھ کتابوں کے علاوہ تین کتابیں اور بھی مشہور ہیں،بعض اہلِ علم نے ان کو کتب ظاہر الروایہ کے ساتھ ملحق کیا ہے،وہ تین کتابیں یہ ہیں:

۱...... الموطأ للإمام محمد ۲...... كتاب الآثار

۳...... كتاب الحجة على أهل المدينة

چنانچہ دکتور علی احمد ندوی لکھتے ہیں:

وهناك ثلاثة كتب أخرى للإمام محمد رحمه الله تعالى ذكر بعض المؤلفين فيها أنها يمكن إلحاقها بالقسم الأول يعني بكتب ظاهر الرواية لشهرتها وأهميتها، وهي الموطأ للإمام محمد وكتاب الآثار وكتاب الحجة على أهل المدينة. [1]

ترجمہ: امام محمد کی مزید تین کتابیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بعض مؤلفین نے یہ لکھا ہے کہ ان کو پہلی قسم یعنی کتب ظاہر الروایہ کے ساتھ ملحق کرنا ممکن ہے، کیونکہ یہ تینوں

[1] الإمام محمد بن الحسن الشيباني: نابغة الفقه الإسلامي، ص ۱۴۲

کتابیں مشہور بھی ہیں اور اہم بھی، ان کے نام یہ ہیں:

الموطأ للإمام محمد، كتاب الآثار، الحجة على أهل المدينة

ان کتابوں کی اہمیت اور شہرت کی وجہ سے ان کا تعارف ذکر کیا جارہا ہے اگرچہ اصالتاً ان کا شمار کتبِ فقہ میں نہیں ہے۔

۱۲...... الموطأ للإمام محمد

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے اوائل عہد مہدی میں مدینہ منورہ کا سفر کیا اور تین سال تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، موطا کی سماعت کی غرض سے مسلسل تین سال امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی مجلس علم میں شریک رہے، امام محمد رحمہ اللہ کا مرتب کردہ موطا کا نسخہ تمام نسخوں میں مفید ترین ہے، آپ نے اکیلے امام مالک رحمہ اللہ سے اس کی سماعت کی، اور اس دوران ایک سے زائد باران سے براہ راست سماعت کی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے صرف امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کردہ احادیث بیان کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا، بلکہ روایاتِ مالک کے ساتھ دیگر روایات بالخصوص علماء حجاز وعراق سے سماعت کردہ روایات کا بھی اس میں اضافہ کیا۔ موطا میں آپ نے امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر علماء کی روایت اور خود اپنے اجتہادات اور فقہی آراء بھی بیان کی ہیں اس لئے یہ "موطا محمد" کے نام سے مشہور ہوئی۔ امام محمد رحمہ اللہ کی تعلیقات دقتِ نظر اور اختصار کی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں، آپ نے تعصب اور تنگ نظری سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا۔ یہ نسخہ اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ اس میں اہلِ حجاز کی اُن احادیث کو بیان کیا ہے جنہیں اہلِ عراق نے اختیار کیا، اور اُن احادیث کا بھی ذکر ہے جو انہوں نے ادلہ کے طور پر اختیار نہیں کیں مگر امام محمد رحمہ اللہ نے انہیں بیان کردیا۔ یہ کتاب فقہی مذاہب کے نشو ونما کے زمانے میں فقہ مقارن کی امین وصادق صورت لئے ہوئے ہے۔

موطا امام محمد میں احادیث کی تعداد

موطا امام محمد میں کل احادیث (مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ چاہے وہ مسندہ یا غیر مسندہ) کی تعداد گیارہ سو اسی (۱۱۸۰) ہے، اس میں امام مالک رحمہ اللہ کے طریق سے مرویات کی تعداد ایک ہزار پانچ (۱۰۰۵) ہے اور دوسرے طرق سے ایک سو پچھتر (۱۷۵) ہے، پھر ان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے تیرہ (۱۳) روایات ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے طریق سے صرف چار (۴) ہیں، اور باقی دیگر ائمہ کرام سے مروی ہیں۔

موطا امام محمد کی موطا مالک پر وجوہِ ترجیح

۱......امام یحیی اندلسی رحمہ اللہ نے موطا کا سماع امام مالک رحمہ اللہ سے مکمل نہیں کیا بلکہ انہوں نے تکمیل سماع ان کے بعض تلامذہ سے کی ہے، بخلاف امام محمد رحمہ اللہ کے کہ انہوں نے مکمل موطا کا سماع امام مالک رحمہ اللہ سے کیا ہے۔

۲......امام یحیی اندلسی رحمہ اللہ تو امام مالک رحمہ اللہ کے پاس اس کے سن وفات میں حاضر ہوئے اور امام محمد رحمہ اللہ تو تین سال تک آپ کے عین حیات میں آپ کے ساتھ رہے اور یہ بات تو امر بدیہی ہے کہ طویل الصحبت راوی کی روایت بنسبت قلیل الملازمت کے قوی ہوا کرتی ہے۔

۳......امام یحیی اندلسی رحمہ اللہ کی موطا تو صرف امام مالک رحمہ اللہ کے پسندیدہ اجتہادات، استنباطات اور مسائل فقہیہ پر مشتمل ہے، نیز اس کے اکثر تراجم میں بغیر امام مالک رحمہ اللہ کے اجتہادات اور استنباطات کے کسی حدیث، خبر اور اثر کا تذکرہ نہیں ہوا ہے، بخلاف موطا امام محمد کے کہ اس میں کوئی بھی ترجمۃ الباب ایسی روایات سے خالی نہیں ہوتا جو عنوان سے موافقت نہ رکھتا ہو، چاہے وہ احادیث مرفوعہ ہوں یا موقوفہ یا مقطوعہ۔

۴......امام یحییٰ اندلسی رحمہ اللہ کی روایت کردہ موطا صرف ان احادیث پر مشتمل ہے جو صرف بطریق امام مالک مروی ہیں نہ کہ بطریق غیر مالک پر، اور موطا امام محمد امام مالک کے طریق پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث مرویہ پر بھی مشتمل ہے جو کہ امام نے اپنے دوسرے شیوخ سے روایت کی ہیں اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ جو کتاب کہ مختلف شیوخ کی مرویات پر مشتمل ہو وہ افضل ہو گی اس کتاب سے جو اس فائدہ سے خالی ہو۔ [1]

موطا امام محمد کا طرزِ تالیف

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے موطا امام محمد کی شرح میں امام محمد رحمہ اللہ کا طور طریقہ بہ سلسلہ ذکر احادیث بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی عادات میں سے ہے:

۱......ترجمۃ الباب کے بعد متصل اپنی روایات کا تذکرہ امام مالک رحمہ اللہ سے کرتے ہیں خواہ وہ روایت مرفوع ہو یا موقوف۔

۲......شروع عنوان میں یا تو لفظ ''الکتاب'' یا ''الباب'' کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی لفظ ''الأبواب'' بھی ذکر کر دیتے ہیں اور اس میں لفظ ''فصل'' کا تذکرہ بالکل نہیں ہے، مگر جہاں نسخوں کا اختلاف ہو اور شاید یہ بھی کاتبین کا کارنامہ ہو۔

۳......ایک حدیث یا چند احادیث کے تذکرے کے بعد اس سے مستفاد حکم کا ذکر ''وبھذا نأخذ'' کے ساتھ کر کے پھر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

۴......امام محمد کی روایت ''عن مالک'' سے جو چیز آپ کے مذہب کے مخالف معلوم ہوتی ہے تو اس پر تنبیہ کر دیتے ہیں اور پھر اس کی سند امام مالک کے طریق کے علاوہ

[1] المصنفات فی الحدیث: ص۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۲/ التعلیق الممجد: مقدمۃ، الفائدۃ الحادیۃ عشرۃ، ص۱۲۸، ۱۲۹

ذکر کر دیتے ہیں۔

۵......آپ جو روایات امام مالک کے علاوہ دوسرے شیوخ سے نقل کرتے ہیں تو اس میں کسی شیخ معین (مثلاً ابوحنیفہ) پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اور دوسرے مشائخ سے بھی نقل کرتے ہیں۔

۶......امام محمد رحمہ اللہ کا معمول مشائخ سے روایت نقل کرنے میں صرف ''أخبرنا'' ہے نہ بصورت ''حدثنا'' اور نہ کوئی دوسرے الفاظ میں تھا۔

۷...... اکثر مقامات پر مختار قول ذکر کرنے کے بعد اپنی موافقت اپنے شیخ کے ساتھ بتلانے کے لئے ''وھو قول أبی حنیفة'' کا فرمایا ہے، مگر شاذ و نادر جہاں آپ کی رائے امام صاحب کی رائے کے مخالف ہو تو وہاں ''وھو قول أبی حنیفة'' کا ذکر نہیں کرتے۔

۸......اکثر مواضع میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ذکر کرنے کے بعد یہ فرماتے ہیں ''والعامة من فقھائنا'' اور ان فقہاء سے مراد فقہائے عراق اور کوفہ ہوتے ہیں۔

۹......کبھی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے مذہب کی تصریح کر دیتے ہیں کیونکہ اس کے مذہب پر مسلک حنفیہ کا دارو مدار ہے۔

۱۰......آپ نے موطا امام محمد اور ''کتاب الآثار'' میں اپنے ساتھی امام ابویوسف رحمہ اللہ کے مذہب کا تذکرہ بالکل نہیں کیا، نہ موافقت کی صورت میں اور نہ مخالفت کی صورت میں (اس پر علامہ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں) کہ اس سے آپ حضرات بطورِ مفہوم مخالف ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ اپنے مذہب اور اپنے شیخ ابوحنیفہ کے مذہب کے تذکرے پر اکتفاء کر لینے سے امام ابویوسف کی مخالفت مقصود ہوتی تھی۔

۱۱......اکثر موطا میں جو آپ فرماتے ہیں ''ھذا حسن'' یا ''جمیل'' اور

''مستحسن'' تو اس سے مراد واجب کے بالمقابل عام معنی مراد ہوتا ہے جو سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سب کو شامل ہوتا ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ بعض مواضع میں خود یہ تصریح کر دیتے ہیں ''ھذا حسن ولیس بواجب'' اس لئے ''ھذا حسن'' وغیرہ سے بھی ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ بس وہ صرف مستحب ہی کے لئے ہے سنت کے لئے نہیں ہے۔

۱۲......آپ موطا میں بعض سنن کے بارے میں لفظ ''لا بأس'' کا ذکر کر دیتے ہیں جیسے کہ باب التراویح وغیرہ میں اور اس سے مراد صرف نفس جواز ہوتا ہے، حالانکہ متاخرین کے نزدیک لفظ ''لا بأس'' مکروہ تنزیہی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اس لئے ''لا بأس'' کے دونوں استعمالات میں اس سے مراد لینے میں محتاط رہنا چاہئے۔

۱۳......اکثر موطا میں آپ یہ قول بھی فرماتے رہتے ہیں ''ینبغی کذا و کذا'' اور چونکہ متاخرین اس جیسے الفاظ استحباب کے لئے استعمال کرتے ہیں اس لئے علامہ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ان الفاظ سے ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ وہ کام صرف مستحب ہی ہے، نہ سنت ہے اور نہ واجب، کیونکہ یہ لفظ متقدمین کی اصطلاح میں عام معنی میں مستعمل ہوتا ہے جو کہ (مستحب کے ساتھ ساتھ) سنت مؤکدہ اور واجب کو بھی شامل ہوتا ہے۔

۱۴......کبھی کبھار آپ موطا میں اپنے شیخ امام مالک کا مذہب (چاہے موافق ہو یا مخالف) نیز صحابہ کرام کے مذاہب چاہے مسند ہوں یا غیر مسند کا تذکرہ بھی کر دیتے ہیں۔

۱۵......آپ لفظ ''اثر'' کا ذکر کر کے اس سے عام معنی مراد لیتے ہیں یعنی یہ کہ وہ حدیث مرفوع، موقوف اور مقطوع سب کو شامل ہے۔

۱۶......آپ بعض آثار اور اخبار کا تذکرہ تو بطور غیر مسند ہونے کے کرتے ہیں اور بعض کو ''بلغنا'' سے شروع کرتے ہیں، البتہ محدثین نے یہ ذکر کیا ہے جیسے کہ ''رد المحتار'' وغیرہ میں ہے کہ موطا امام محمد کی بلاغات مسند ہی ہیں۔

پھر "التعلیق الممجد" کے صفحہ ۱۴۶ پر خاتمہ کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں کہ اس کتاب (موطا امام محمد) میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے، ہاں اس میں ضعیف روایات ہیں لیکن اکثر میں معمولی ضعف ہے، جس کی تلافی کثرتِ طرق سے ہوجاتی ہے، البتہ بعض میں ضعفِ شدید ہے لیکن وہ اس لئے مضر اور نقصان دہ نہیں کہ اس جیسے مضامین کا تذکرہ طرق صحاح میں بھی ہے۔ (1)

"موطا امام محمد" کی شروحات

"موطا امام محمد" کی بہت سی شروحات لکھی گئیں، اِن میں معروف مطبوعہ شروح دو ہیں:

۱ ...... **فتح المغطی** ۲ ...... **التعلیق الممجد**

"**فتح المغطّی**" محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصنیف ہے، اس شرح میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ سند میں موجود رواۃ کے مختصر احوال ذکر کرتے ہیں، غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں، عام فہم انداز میں حدیث کی تشریح نقل کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب اور اختصار کے ساتھ ان کے دلائل، متعارض فیہ روایات میں تطبیق اور حنفی مسلک کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔ مشہور اختلافی مسائل کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کرتے ہیں۔ قدیم نسخے میں کافی اغلاط تھیں اور روایات کی تخریج وتعلیق بھی نہیں تھی، لیکن اب یہ نسخہ حضرت مولانا مفتی محمد مفیض الرحمٰن کی عمدہ تعلیقات، تخریج اور اعلام وترقیم کے ساتھ عمدہ کتابت میں طبع ہوا ہے۔ اس کے شروع میں ملا علی قاری رحمہ اللہ کے حالات اور آپ کی (۱۵۱) تصانیف اور رسائل کے نام بھی ذکر کئے ہیں، محشی نے اس کتاب کی تعلیقات میں زیادہ تر استفادہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی "التعلیق الممجد" سے کیا ہے،

(1) المصنفات فی الحدیث: ص ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱/ التعلیق الممجد: مقدمة، الفائدة الثالثة عشر، ص ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴

اب اس میں بیک وقت اصل متن بھی ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح بھی ہے اور حواشی میں ''التعلیق الممجد'' کے اہم مباحث بھی ہیں اور تعلیق وتخریج بھی ہے، اس لئے یہ نسخہ قدیم تمام نسخوں سے بہتر ہے۔ یہ محقق نسخہ ''مکتبۃ البشریٰ'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

''موطا امام محمد'' کی دوسری شرح ''**التعلیق الممجد علی موطأ الإمام محمد**'' ہے، یہ شرح محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی ہے، یہ شرح اصل کتاب کے ساتھ پاکستانی نسخوں میں حواشی کے طور پر طبع ہے، ''قدیمی کتب خانہ'' سے جو نسخہ طبع ہے اس کے حواشی میں یہ مکمل شرح موجود ہے۔

اس شرح کے شروع میں مصنف نے مفید مقدمہ لکھا ہے، اس میں درج ذیل تیرہ (۱۳) فوائد پر گفتگو ہے:

الفائدة الأولى فی کیفیة شیوخ کتابة الأحادیث وبدأ تدوین التصانیف.

یعنی پہلے فائدے کے تحت احادیث کی کتابت، تدوین حدیث اور اس فن پر لکھی گئی تصانیف کا ذکر ہے۔

الفائدة الثانیة فی ترجمة الإمام مالک.

دوسرے فائدے میں امام مالک رحمہ اللہ کی جامع انداز میں سوانح ہے۔

الفائدة الثالثة فی ذکر فضل الموطأ.

تیسرے فائدے میں موطا مالک کے فضائل کا ذکر ہے۔

الفائدة الرابعة فی دفع التعارض بین قول الشافعی وقول الجمهور.

چوتھے فائدے میں امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کے قول کے درمیان تعارض کو دور کیا ہے۔

الفائدة الخامسة فی ذکر أصح الأسانید.

پانچویں فائدے میں اسناد میں اصح الاسانید کا ذکر کیا ہے۔

الفائدة السادسة فی ذكر الرواة عن مالک.

چھٹے فائدے میں امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے روات کا تذکرہ ہے۔

الفائدة السابعة فی ذكر نسخ الموطأ.

ساتویں فائدے میں موطا کے نسخوں کا ذکر ہے۔

الفائدة الثامنة فی عدد أحاديث موطأ مالک.

آٹھویں فائدے میں موطا مالک کی احادیث کی تعداد ذکر کی گئی ہے۔

الفائدة التاسعة فی ذكر من علق علی الموطأ.

نویں فائدے میں موطا مالک کی مرسل اور معلق روایات ذکر کی گئی ہیں۔

الفائدة العاشرة فی نشر مآثر الإمام محمد وشيخيه.

دسویں فائدے میں امام محمد اور آپ کے دوشیوخ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کی سوانح اور آپ پر کئے گئے نقد وجرح کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں۔

الفائدة الحادية عشر فی ترجيح موطأ محمد.

گیارہویں فائدے میں موطا محمد کی ترجیحات کا ذکر ہے۔

الفائدة الثانية عشر فی تعداد الأحاديث التی فی موطأ محمد.

بارہویں فائدے میں موطا محمد میں موجود احادیث کی تعداد کا ذکر ہے۔

الفائدة الثالثة عشر فی عادات الإمام محمد فی الموطأ.

تیرہویں فائدے میں امام محمد رحمہ اللہ کے موطا میں جو اسلوب وعادات رہی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

آپ کا یہ مقدمہ اہل علم کے لئے ایک گراں قدر اور مفید معلومات پر مشتمل ایک نایاب

تحفہ ہے۔اس شرح میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ متن حدیث میں موجود غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں،فقہاء کے مذاہب اور اختصار کے ساتھ ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں، متقدمین اور متاخرین شارحین حدیث کی تشریحات جا بجا ذکر کرتے ہیں،خصوصاً ''**فتح الباری، عمدة القاری** '' سے،اگر وہ روایت بظاہر متعارض فیہ ہوتو اس کی تطبیق وترجیح ذکر کرتے ہیں،کسی صحابی کا نام پہلی مرتبہ آئے تو ''**الاستیعاب، أسد الغابة** ''اور ''**الإصابة**'' سے مختصراً ان کے احوال ذکر کرتے ہیں،اس میں شرح حدیث کے ساتھ ساتھ کئی احادیث سے متعلق مفید مباحث کا ذکر ہے،خصوصاً اختلافی مسائل کو بڑے بسط کے ساتھ باحوالہ لکھا ہے۔مصنف صرف ناقل ہی نہیں بلکہ محقق وناقد عالم ہیں،آپ میں مذہبی تعصب نہیں تھا،اس شرح میں فقہاء اربعہ کے ساتھ دیگر ائمہ محدثین وفقہاء کی آراء بھی ذکر کی ہیں، جا بجا ملا علی قاری رحمہ اللہ کے اُن تسامحات کی بھی نشاندہی کی ہے جو اِن سے موطا امام محمد کی شرح میں ہوئے ہیں،اس شرح کا محقق نسخہ وہ ہے جو دکتور تقی الدین ندوی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں ''**دار القلم**'' سے طبع ہے۔

۱۳ ...... كتاب الآثار للإمام محمد

یہ امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب اس لحاظ سے بڑی قدر وقیمت کی حامل ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی احادیث وآثار صحابہ وتابعین کا ماخذ ہے،اس میں امام محمد رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی روایات کو نقل کیا ہے،اس سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے احادیث میں کثرتِ شیوخ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس میں بہت سی روایات ثلاثی ہیں،اس میں اکثر روایات ''**أخبرنا أبو حنيفه عن حماد عن إبراهيم** '' کی سند سے مروی ہیں۔اس کتاب میں کل (۲٦۸) احادیث ہیں۔احادیث نقل کرنے کے بعد عموماً امام محمد رحمہ اللہ اپنی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اس

مسئلے سے متعلق فقہی آراء بھی ذکر کرتے ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ کی ''کتاب الآثار'' کا یہ نسخہ تمام نسخوں میں سب سے مشہور، متداول اور مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

والموجود من حديث أبي حنيفة مفردا إنما هو كتاب الآثار التي رواها محمد بن الحسن عنه. ❶

امام محمد رحمہ اللہ سے اس نسخے کو ان کے کئی تلامذہ نے روایت کیا ہے، مطبوعہ نسخہ امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ اور ابو سلیمان جوزجانی رحمہ اللہ کا روایت کردہ ہے، علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ''کتاب الآثار'' کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ''کتاب الآثار'' کے عنوان کے تحت اس کتاب کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس پر لکھی گئی شروحات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ❸

علامہ کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے ان الفاظ میں ''کتاب الآثار'' کا ذکر کیا ہے:

وكتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني صاحب أبي حنيفة وأحد رواة الموطأ وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة. ❹

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اس کتاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وصله محمد بن الحسن في كتاب الآثار عن أبي حنيفة. ❺

---

❶ تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

❷ تاج التراجم: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۴۸

❸ كشف الظنون: باب الكاف/ كتاب الآثار: ج ۲ ص ۱۳۸۴

❹ الرسالة المستطرفة: كتب مرتب على الأبواب الفقهية، ص ۴۲

❺ فتح الباري: كتاب الإكراه، باب يمين الرجل لصاحبه، ج ۱۲ ص ۴۵۲

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ''کتاب الآثار'' کا ذکر کیا ہے:

رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار.❶

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے ''تحفة الأحوذي'' میں متعدد مقامات پر اس کتاب کا حوالہ دیا ہے:

وروى محمد بن الحسن في الآثار عن أبي حنيفة.❷

''کتاب الآثار'' کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس کتاب کے رجال پر دو کتابیں لکھی ہیں: ''الإيثار بمعرفة رواة الآثار'' ''تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''الإيثار بمعرفة رواة الآثار'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ بعض ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ''کتاب الآثار'' بروایت امام محمد کے رجال پر لکھوں، میں نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور حروفِ تہجی کے اعتبار سے رجال کے احوال لکھے، جن اکابر کا تذکرہ ''تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' میں ہے ان کا صرف نام ذکر کیا، کیونکہ ''تہذیب'' میں ہر راوی کے حالات تفصیلاً موجود تھے، اور جن کے حالات نہیں تھے تو اختصار کے ساتھ ان کے حالات اور ان کی تعدیل وتوثیق سے متعلق اقوال نقل کر دیئے اور میں نے اس کا نام ''الإيثار بمعرفة رواة الآثار'' رکھا۔❸

❶عمدة القاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب جهر الإمام بالتأمين، ج٦ ص ٥١

❷تحفة الأحوذي: أبواب البيوع، باب ما جاء في السلف في الطعام، ج٤ ص ٤٤٩، ج١ ص ٤٦٨، ج٣ ص ٢٩٣، ج٤ ص ١١٩، ج٤ ص ٥٣٩، ج٥ ص ٥٠٧

❸الإيثار بمعرفة رواة الآثار: مقدمة، ص ٣٥

''الإيثــار'' کا یہ نسخہ اب محقق سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''دار الـكتــب الـعلمية'' سے ۱۴۱۳ھ میں طبع ہوا ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ''تـعـجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة '' ہے،اس کتاب میں انہوں نے ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ،امام مالک،امام شافعی،امام احمد رحمہم اللہ کی کتابوں میں جو رجال ہیں صرف ان کے حالات پر لکھے ہیں۔حافظ نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزہ الحسینی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی کتاب ''التـذكرة بـمـعـرفة رجـال الـكتب العشرة '' سے کیا ہے،اس کتاب میں صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کے رجال کے حالات ہیں۔حافظ نے صحاح ستہ کے رجال پر دو کتابیں لکھیں ''تهـذيـب التهذيب، تقريب التهذيب '' حافظ نے ''تعجيل المنفعة ''میں ان رواۃ کے حالات نہیں لکھے ہیں جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں آچکا تھا،اس کتاب میں صرف ائمہ اربعہ کی کتب کے ان رجال کا تذکرہ ہے جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں نہیں تھا۔

علامہ ابوجعفر کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کی کتابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ دس وہ کتابیں ہیں جن پر دین اسلام کا مدار ہے:

فهـذه هـي كتـب الأئـمة الأربـعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التي هي أصول الإسلام وعليها مدار الدين. [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''تـعـجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' کا ذکر ملا کاتب چلپی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی کیا ہے:

تـعـجيل المنفعة برواية رجال الأئمة الأربعة يعني: المذاهب. للشيخ شهـاب الـدين أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني المتوفى سنة

[1] الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، أرباب المذاهب المتبوعة، ص ۱۹

۸۵۲ اثنتین و خمسین و ثمانمائة. [1]

"کتاب الآثار" کے رجال پر علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے، اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے کیا ہے:

للذين قاسم الحنفي رجال كل من الطحاوی والموطأ لمحمد بن الحسن والآثار ومسند أبي حنيفة لابن المقری. [2]

علامہ ابوجعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے:

للشيخ قاسم بن قطلوبغا الحنفي وهو المسمى بالإيثار في رجال معانی الآثار. [3]

"کتاب الآثار" کی شروحات

۱......ملا کاتب چلپی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے نقل کیا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) نے "کتاب الآثار" بروایت امام محمد کی شرح لکھی ہے:

كتاب الآثار للإمام محمد بن الحسن وهو مختصر على ترتيب الفقه ذكر فيه ما روی عن أبي حنيفة من الآثار وعليه شرح للحافظ الطحاوی الحنفي. [4]

۲......شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے "کتاب الآثار" کے متعلق خود امام محمد رحمہ اللہ کی شرح کا حوالہ دیا ہے:

[1] كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب التاء: تعجيل المنفعة: ج ۱ ص ۴۱۸

[2] الإعلان بالتوبيخ: كتب رجال الحديث، ص ۱۱۶

[3] الرسالة المستطرفة: كتب في بيان حال الرواة غير الكتب المتقدمة، ص ۲۰۹

[4] كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب الكاف، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۴

فقد ذكر محمد في شرح الآثار أنه بالخيار إنه شاء فعل وإن شاء لم يفعل. ❶

۳......علامہ ابوالفضل محمد خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) نے علامہ ابوالفضل نورالدین علی بن مروان العمری الموصلی الشافعی رحمہ اللہ کے حالات میں ''**کتاب الآثار للإمام محمد**'' پر ان کی شرح کا ذکر کیا ہے:

وله تأليفات لطيفة منها شرح كتاب الآثار للإمام محمد وشرح الفقه الأكبر للإمام الأعظم وله على كل فن تعليقات. ❷

۴......مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۴ھ) کی ایک نادر تالیف ''**التعليق المختار على كتاب الآثار**'' یہ کتاب ''رحیم اکیڈمی'' سے شائع ہوئی ہے، اس کتاب میں حنفی مذہب کی تاریخ، کتب حدیث کی اہمیت اور ان کے مراتب ودرجات، کتاب الآثار کا مقام ومرتبہ، لفظ ''اثر'' کی تحقیق، تعداد احادیث، ''**کتاب الآثار**'' میں امام محمد کا انداز بیان واستدلال، بحث جرح وتعدیل، بحث ارسال حدیث وغیرہ کا ذکر ہے۔

۵......محقق العصر علامہ ابو الوفاء الافغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) صدر ''احیاء المعارف النعمانیہ'' حیدرآباد الدکن بالہند نے ''**کتاب الآثار**'' کی نہایت مفید شرح لکھی ہے، تمام روایات کی تحقیق وتخریج بھی کی ہے، فقہاء کے اختلافات کو بھی نہایت بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

❶ المبسوط: كتاب الصلاة، باب الوضوء والغسل، ج ۱ ص ۸۰

❷ سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: حرف العين، ترجمة: علي العمري، ج ۳ ص ۲۳۱

کتاب کے شروع میں (۱۳۹) صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ ہے، جس میں امام اعظم رحمہ اللہ کا ذکر خیر، امام صاحب کے شیوخ، آپ کے اخلاق، سخاوت، تقوی، آپ کی فقہی بصیرت، امام محمد رحمہ اللہ کے حالات، ''**کتاب الآثار**'' اور اس کے متعدد نسخوں کی نشاندہی، امام صاحب کی مسانید کا ذکر اور اس کے علاوہ نہایت گراں قدر علمی مباحث کا ذکر کیا ہے، یہ شرح ''**دار الكتب العلمية**'' سے طبع ہے۔

۶......حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے نہایت تفصیل کے ساتھ ایک مبسوط ومحققانہ شرح لکھی ہے، جس کا نام ''**قلائد الأزهار على كتاب الآثار**'' ہے جو تین ضخیم جلدوں میں ہے، اس شرح کے متعلق علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شرحا حسنا لم ير مثله.

راقم کی رائے کے مطابق موجودہ ''**کتاب الآثار**'' کی شروحات اس سے مفصل ومدلل اور محقق شرح نظر سے نہیں گزری، جامعہ دار العلوم کراچی کی لائبریری میں یہ شرح موجود ہے، کاش کوئی عالم جو فن حدیث، رجال اور فقہ پر عمیق مطالعہ رکھتا ہو تو اس شرح پر کام کر کے اس کو تحقیق وتخریج کے ساتھ عمدہ طباعت سے شائع کروائے تو یہ اہل علم کے لئے نہایت مفید کاوش ہوگی۔

۷......شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی ''المختار شرح کتاب الآثار'' ہے، یہ ''**کتاب الآثار**'' کا اردو ترجمہ اور مختصر تشریح ہے۔

۸......حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن مدظلہ کی ''الازہار علی کتاب الآثار'' دو ضخیم جلدوں میں اردو زبان میں مدلل ومفصل شرح ہے، شرح میں تقریباً (۲۵۰) صفحات پر مشتمل علم حدیث سے متعلق نہایت مبسوط مقدمہ ہے، شرح میں حل لغات بھی ہے، تمام اختلافی

مسائل کی نہایت مفصل شرح ہے، ہر مسئلے کو عنوان کے تحت دلائل کے ساتھ لکھا ہے، اردو زبان میں ''کتاب الآثار'' کی اس قدر مفصل شرح نظر سے نہیں گزری۔

۹......حضرت مولانا محمد حسین صدیقی صاحب کی اردو زبان میں ''روضۃ الازہار شرح کتاب الآثار'' کے نام سے مختصر شرح ہے، اس میں مذکورہ اختلافی مسائل کو دلائل کے ساتھ یکجا کیا ہے، جس صحابی یا تابعی سے روایت مروی ہے، باحوالہ اختصار کے ساتھ ان کے حالات بھی لکھے ہیں، حل لغات، مصادر اور مراجع کا بیان بھی ہے، ۲۳۶ صفحات پر مشتمل یہ شرح ''مکتبہ جامعہ بنوریہ'' سے طبع ہے۔

۱۴...... الحجة على أهل المدينة

یہ امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں امام محمد رحمہ اللہ نے اہم اختلافی مسائل میں اہلِ کوفہ اور اہلِ مدینہ کے درمیان اختلاف بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا اسلوبِ تحریر یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے بیان کی جاتی ہے، پھر اہلِ مدینہ کی رائے اور اُن کے دلائل کا بیان ہوتا ہے، پھر امام محمد رحمہ اللہ اُن کا تجزیہ کرتے ہیں۔ آپ کا یہ نقد روایت اور درایت دونوں پہلو سے ہوتا ہے، نقد کے دوران احادیث، آثارِ صحابہ وتابعین کا ذکر بالسند کرتے ہیں، چنانچہ مسح علی الخفین کے مسئلہ میں اہلِ مدینہ کی رائے ہے کہ موزوں کے اوپر اور نیچے دونوں جگہ مسح کیا جائے گا، امام محمد رحمہ اللہ اہلِ مدینہ کا نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُحَمَّد بن الحسن وَكيف قَالَ هَذَا اهل الْمَدِينَة فَمَا نعلم احدا يبصر شَيْئا يتكَلَّم بِمثل هَذَا فقد جَاءَ الحَدِيث المَعْرُوف.[1]

امام محمد رحمہ اللہ متعصب نہیں تھے، آپ حق اور دلیل کے پیروکار تھے، بعض مقامات پر

[1] الحجة على أهل المدينة: باب المسح على الخفين، ج ۱ ص ۳۵

آپ نے اہلِ مدینہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اور فرمایا کہ اہل مدینہ کا قول مجھے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے زیادہ پسند ہے، چنانچہ اس مسئلہ میں اگر جمعہ کا دن یوم عرفہ یا یوم نحر یا ایام تشریق میں آتا ہو تو ان دنوں میں منی کے سوا کہیں جمعہ ادا نہ کیا جائے گا، بشرطیکہ زمانہ حج کا ذمہ دار خلیفہ ہو، یا حجاز کا امیر ہو یا مکہ کا امیر ہو۔ اہلِ مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر جمعہ کا دن یوم عرفہ یا یوم النحر یا ایام تشریق میں بنتا ہو تو منی میں بھی ان ایام میں جمعہ ادا نہ کیا جائے گا۔

امام محمد رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُحَمَّد بن الحسن قَول أهل الْمَدِينَة فِي هَذَا أعجب إِلَيّ من قَول أبي حنيفَة. ❶

اسی طرح مزید دو اور مقامات پر آپ نے اہلِ مدینہ کے قول کو ترجیح دی ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❷

یہ امام محمد رحمہ اللہ کا کمال تھا کہ رَد کے دوران بھی آپ سے اعتدال کا دامن نہیں چھوٹتا تھا۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل بارہ کتب کے تحت اختلافی مسائل کا ذکر ہے:

۱ ...... کتاب الطهارة، ۲ ...... کتاب الصلاة، ۳ ...... کتاب الصيام، ۴ ...... کتاب الزكاة، ۵ ...... کتاب المناسک، ۶ ...... کتاب البيوع، ۷ ...... کتاب الكراهية والاستحسان، ۸ ...... كاب المضاربة، ۹ ...... کتاب النكاح، ۱۰ ...... کتاب المساقاة، ۱۱ ...... کتاب الفرائض من الحج، ۱۲ ...... کتاب الديات والقصاص

❶ الحجة على أهل المدينة: كتاب المناسک، ج۲ ص ۴۳۱

❷ الحجة على أهل المدينة: ج ۱ ص ۱۲۸ / ج ۴ ص ۴۴

اس کتاب میں امام صاحب سے مروی دلائل سند کے ساتھ ذکر ہیں، احادیث، اقوالِ صحابہ اور اقوالِ تابعین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے،اس کتاب میں احناف کے اکثر نقلی دلائل موجود ہیں،مرفوع،موقوف اور مقطوع روایات کا سند کے ساتھ ایک بیش بہا ذخیرہ ہے،صرف ایک مَسِ ذکر کے مسئلے میں سولہ مرفوع،موقوف اور مقطوع روایات نقل کی ہیں، اسی طرح ہر ہر مسئلے میں۔ یہ کتاب جواب ہے ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں احناف کے پاس احادیث نہیں ہیں، یہ صدر اول کی کتاب ہے،امام صاحب کے براہِ راست شاگرد اور حنفی مسلک کے ترجمان کی تصنیف ہے، کتاب میں موجود دلائل، جوابات اور وجہ ترجیح دیکھ کر امام محمد رحمہ اللہ کی ذہانت وفصاحت کا اندازہ ہوتا ہے،اور امام شافعی رحمہ اللہ کا وہ قول یاد آتا ہے جو انہوں نے اپنے استاذ کے متعلق کہا:

لو أشاء أن أقول نزل القرآن بلغة محمد بن الحسن لقلت لفصاحته. (۱)

اس کتاب میں اکثر روایات ثنائی یا ثلاثی ہیں، کاش کوئی صاحب علم وتحقیق ان احادیث وروایات کے دلائل کو تعلیق وتخریج کے ساتھ الگ سے شائع کردے تو یہ ایک بہت بڑی خدمت ہوگی، اور ان لوگوں کے لئے دندان شکن جواب ہوگا جو کہتے ہیں ان کے پاس احادیث نہیں ہیں۔

یہ کتاب محقق العصر حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) کی نہایت مفید تعلیق وتحقیق،تخریج اور علمی مقدمے کے ساتھ چار جلدوں میں مکتبہ ''دارالمعارف عثمانیہ'' لاہور سے طبع ہے۔اسی طرح ''عالم الکتب'' بیروت سے بھی چار جلدوں میں طبع ہے۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج۹ ص۱۳۵

امام محمد سے مروی کتبِ نوادر

امام محمد رحمہ اللہ کی معروف چھ کتابوں کے علاوہ جو مسائل ائمہ مذہب سے منقول ہیں اور وہ کتب ظاہر الروایہ میں نہیں ہیں، انہیں ''نوادر مسائل'' کہا جاتا ہے۔امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ایسے مسائل درج ذیل کتابوں میں موجود ہیں:

۱......''**کیسانیات**'' یہ وہ مسائل ہیں جو شعیب بن سلیمان کیسانی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے ہیں۔

۲......''**الهارونيات**'' یہ وہ مسائل ہیں جو ہارون الرشید کے لئے یا اس سے تعلق کے زمانے میں بیان کئے۔

۳......''**الرقيات**'' یہ وہ مسائل ہیں جنہیں امام محمد رحمہ اللہ نے ''رقہ'' شہر کے قیام کے زمانے میں مستنبط کیا، اسے امام ابن سماعہ رحمہ اللہ نے آپ سے روایت کیا۔

۴......''**الجرجانيات**'' یہ وہ مسائل ہیں جو علی بن صالح جرجانی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے۔

۵......''**النوادر**'' امام ابراہیم بن رستم رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔[1]

یہ مذکورہ بالا کتابیں یا تو ان اشخاص کی طرف منسوب ہیں جنہوں نے اسے روایت کیا، یا جب امام محمد رحمہ اللہ ان شہروں کے قاضی تھے اس وقت آپ سے یہ مسائل نقل کئے گئے۔

جس طرح ان کتابوں کے مسائل نوادرات میں سے ہیں، اسی طرح اب یہ کتابیں بھی نادر الوجود ہیں، چنانچہ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) ان کتابوں کے متعلق لکھتے ہیں:

[1] كشف الظنون: ج۲ ص ۱۲۸۲ / ج۲ ص ۱۵۱۵/ ج۲ ص ۱۶۶۹

وقد أصبحت تلک الکتب نوادر فی الخزانات کما أن مسائلها تعد نوادرا فی المذاهب. ❶

ترجمہ: جیسے ان کتابوں کے مسائل مذہبِ حنفی کے نوادر میں سے شمار کئے گئے ہیں، اسی طرح اب یہ کتابیں بھی لائبریریوں کے نوادرات میں سے ہیں۔

نوادر کے مسائل پر مشتمل مذکورہ بالا کتب اور دیگر کئی کتابیں ضائع ہوگئیں ہیں، اس وقت ان کتابوں کے مطبوعہ نسخے موجود نہیں ہیں، البتہ ایسے مسائل علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے اور متقدمین فقہاء احناف نے ذکر کئے ہیں، اسی طرح کتبِ فتاوی کے ذریعے بھی اس کے بعض مسائل ہم تک پہنچے ہیں:

وقد ضاعت معظم هذه النوادر ویذکر السرخسی وغیره من الفقهاء الأحناف المتقدمین نقولاً کثیرة عن هذه النوادر. ❷

۱۵...... أدب القاضی

یہ امام ابوبکر احمد بن عمرو الخصاف رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے اپنے والد عمر بن مہیر سے علم حاصل کیا اور انہوں نے امام حسن سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے، گویا یہ دو واسطوں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ خلیفہ مہتدی باللہ کے ہاں یہ بڑے مرتبے والے تھے۔ ان کی تصانیف میں "**کتاب الحیل، کتاب الوصایا، کتاب الشروط، کتاب الرضاع، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب النفقات علی الأقارب، کتاب أحکام الوقف**" اور "**کتاب ذرع الکعبة**" ہیں۔ ان کے مقام ومرتبہ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات سے کیا ہے "**العلامة، شیخ الحنفیة،**

❶ بلوغ الأمانی: ص ۷۴ ❷ الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۳۷

الفقیه، المحدث ''اور فرمایا'' **ویُذکر عنه زهد وورع** ''ان کا تذکرہ زہد اور تقوی سے کیا جاتا ہے۔ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں کہ انہیں ''خصّاف'' اس لئے کہتے ہیں کہ جوتے بنانے کا کام کرتے تھے اور اس نام کے ساتھ اس لئے مشہور ہوئے کہ ''**لأنه کان یأکل من صنعته**'' یہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الخصاف رجل کبیر فی العلوم وهو ممن یصح الاقتداء به.

ترجمہ: خصاف علوم میں بہت بڑے آدمی ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کی اقتداء کرنا درست ہے۔ [1]

''أدب القاضی'' کی شروحات

اس کتاب کی قبولیت اور نافعیت کی وجہ سے کئی اکابر اہل علم نے اس کی شروحات لکھیں، جن میں معروف شارحین درج ذیل ہیں:

۱......امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) نے ''**شرح أدب القاضی للجصاص**'' کے نام سے شرح لکھی۔

۲......امام ابوالحسن احمد بن محمد القدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے ''**شرح أدب القاضی للقدوری**'' کے نام سے شرح لکھی۔

۳......شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) نے ''**شرح أدب القاضی للحلوانی**'' کے نام سے شرح لکھی، اس شرح کے حوالے سے بھی بعض مسائل ''**المحیط البرهانی**'' میں موجود ہیں۔

۴......امام علی بن حسین سغدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۱ھ) نے ''**شرح أدب**

---

[1] الفوائد البهیة: ص ۵۶/ سیر أعلام النبلاء: ج۱۳ ص ۱۲۳، ۱۲۴

القاضی للسغدی ‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۵......شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے ’’شرح أدب القاضی للسرخسی ‘‘ کے نام سے شرح لکھی، اس شرح کے حوالے سے بعض مسائل ’’المحیط البرھانی ‘‘ میں موجود ہیں۔

۶......امام خواہرزادہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ)

۷...... امام عمر بن عبد العزیز المعروف صدر الشہید رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۶ھ) نے ’’شرح أدب القاضی للصدر الشھید ‘‘ کے نام سے شرح لکھی، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ’’وھو المشھور المتداول الیوم من بین الشروح ‘‘ یہ شرح تمام شروح میں آج کل مشہور ومعروف ہے۔

۸......علامہ قاضی خان رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) [1]

۱۶ ...... مختصر الطحاوی

یہ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصنیف ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ مسائل میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس میں ترجیح دیتے ہیں، اور بعض اوقات ان حضرات کی رائے کے مقابل اپنی مستقل رائے نقل کرتے ہیں، بنیادی طور پر اس کتاب کی ترتیب امام طحاوی رحمہ اللہ کے ماموں اور استاذ امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کی ’’مختصر المزنی ‘‘ کی ترتیب پر ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ مسئلہ نقل کرنے کے بعد قرآن وسنت سے دلیل ذکر کرتے ہیں، اس کتاب میں احادیث وآثار سے استدلال واستشہاد کثرت سے ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ

---

[1] کشف الظنون: ج ۱ ص ۴۶

چونکہ مجتہدانہ صلاحیت وبصیرت رکھتے تھے،اس لئے بعض مسائل میں انہوں نے ائمہ مذہب سے بھی اختلاف کیا ہے۔علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) امام طحاوی رحمہ اللہ کو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے طبقے میں شمار کرتے ہیں،اور فرماتے ہیں کہ قوی قول کے مطابق ان کا درجہ ان حضرات سے کم نہیں ہے:

وبالجملة فهو من طبقة أبي يوسف ومحمد، لا ينحطّ عن مرتبتها على القول المسدّد. ❶

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) امام طحاوی رحمہ اللہ کی "**مختصر الطحاوی**" کے متعلق لکھتے ہیں:

باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت می کند کہ وی مجتہد منتسب بود و محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران مختصر چیز ہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است ولہذا آن مختصر در فقہائے این مذہب کہ محض مقلد اند چندان شیوع پیدا نکردہ۔

ترجمہ: "**مختصر الطحاوی**" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے بلکہ مجتہد منتسب تھے،کیونکہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں،اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کی اس قدر شہرت نہیں ہوئی۔ ❷

یہ کتاب علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ "**إحياء المعارف النعمانية**" ہند سے طبع ہے۔

"مختصر الطحاوی" کی شروحات

امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس مختصر مگر جامع متن کی مقبولیت ونافعیت کی وجہ سے کئی ایک

---

❶ الطبقات السنية: ص ۳۱
❷ بستان المحدثین مترجم: ص ۲۳۰

اہلِ علم نے اس کی شروحات لکھیں، ان میں معروف شارحین درج ذیل ہیں:

۱......امام احمد بن علی المعروف امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) کی یہ شرح متعدد محققین کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں "دار البشائر الإسلامية" سے ۱۴۳۱ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۲......امام ابوعبداللہ حسین بن علی بن محمد الصیمری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ)

۳......امام ابونصر احمد بن محمد اقطع رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ)

۴......امام احمد بن منصور مطہری اسبیجابی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۰ھ)

۵......شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) [1]

۶......شیخ الاسلام علی بن محمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)

۷......علامہ محمد بن عبدالکریم المعروف ابن المہندس دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۹ھ)

۸......علامہ نجم الدین مستنصری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۲ھ) نے "النور اللامع والبرهان الساطع في شرح مختصر الطحاوي" کے نام سے شرح لکھی۔

۹......علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) [2]

۱۷...... الكافي في فروع الحنفية

امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد مروزی المعروف امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) آپ ایک مشہور محدث، قاضی اور فقیہ تھے، آپ ابتداء میں بخارا کے قاضی تھے، پھر خلیفہ حمید نے آپ کو وزارت کے عہدہ پر فائز کیا۔ آپ ایک عوامی شورش میں فجر کی نماز میں بحالت سجدہ شہید کئے گئے۔ [3]

[1] كشف الظنون: مختصر الطحاوي، ج۲ ص۱۶۲۸

[2] هدية العارفين: ج۱ ص۳۰۹/ ج۱ ص۸۳۰/ ج۲ ص۱۰۵/ ج۲ ص۴۷۷

[3] الجواهر المضية: ج۲ ص۱۱۳

آپ ایک واسطے سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے حدیث میں شاگرد ہیں، آپ کے شیخ ابو رجاء محمد بن حمدویہ ہورقانی ہیں، یہ امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام حاکم نیساپوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) ''تاریخ نیساپور'' میں اِن کے متعلق فرماتے ہیں:

ما رأيت في جملة من كتبتُ عنهم من أصحاب أبي حنيفة أحفظ للحديث وأهدى إلى رسومه وأفهم له منه. [1]

ترجمہ: میں نے محدثین احناف میں جن سے میں نے حدیث پڑھی ہے، حاکم شہید سے بڑا احدیثوں کا حافظ قواعدِ تحدیث سے واقف اور حدیثوں کو سمجھنے والا نہیں دیکھا۔

امام حاکم شہید رحمہ اللہ صاحبِ مستدرک امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کے شیخ ہیں، ''**إنه كان يحفظ ستين ألف حديث**'' یہ ساٹھ ہزار احادیث کے حافظ تھے، صوم وصلوۃ اور اذکار کے پابند تھے، ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے ''**اللهم ارزقني الشهادة**'' اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرما، جس صبح کو یہ شہید کئے گئے تو انہوں نے حجام کو بلوا کر اپنے سر کا حق کروایا اور غسل کر کے بہترین کفن پہن لیا، پھر آپ پوری رات نماز میں مصروف رہے، یہاں تک کہ صبح کے وقت سجدہ کی حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا:

ثم دعا بالحلاق فحلق رأسه واغتسل ولبس أحسن الكفن، ولم يزل طول الليل يصلي إلى أن أصبح، وقد اجتمعوا عليه، وبعث السلطان إليهم عسكرا يمنعهم، فقاتلوهم وقتلوه وهو ساجد. [2]

یہ بات مشہور ہے کہ امام حاکم شہید رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابوں کا اختصار

---

[1] الجواهر المضية: ج۲ ص۱۱۳

[2] الفوائد البهية: ص۱۸۵، ۱۸۶

''الکافی'' کے نام سے کیا۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ویجمع الست کتاب الکافی للحاکم الشهید فهو الکافی

أقوی شروحه الذی کالشمس مبسوط شمس الأمة السرخسی ❶

ترجمہ: اور اصولِ ستہ کو ''کتاب الکافی'' جمع کرتی ہے، جو حاکم شہید کی ہے، پس وہ کافی ہے۔ اِس کی نہایت عمدہ شرح جو سورج کی طرح ہے، شمس الائمہ سرخسی کی مبسوط ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

إن کتاب الکافی هو جمع کلام محمد فی کتب الستة التی هی کتب ظاهر الروایة. ❷

ترجمہ: ''الکافی'' میں امام محمد رحمہ اللہ کی وہ سب باتیں جمع کردی گئی ہیں جو اصولِ ستہ میں ہیں، جو ظاہر الروایہ کی کتابیں ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ کی اس کتاب کو ''المختصر'' بھی کہا جاتا ہے، ''المختصر الکافی'' بھی اور ''مختصر الحاکم الشهید'' بھی۔ یہ ایک ہی کتاب کے تینوں نام ہیں، علامہ شامی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں ''وهو کتاب معتمد فی نقل المذهب'' یہ کتاب نقلِ مذہب میں قابلِ اعتماد ہے۔ ❸

اس کتاب کی بہت سے مشائخ نے شرح لکھی، جس میں معروف مطبوعہ شرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''المبسوط'' ہے، جو ''دار المعرفة'' سے تیس جلدوں میں طبع ہے۔ اس کتاب کی ایک شرح علامہ احمد بن منصور اسبیجابی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۰ھ) نے لکھی، جو اس وقت نایاب ہے۔ ❹

❶شرح عقود رسم المفتی: ص ۷۹ ❷شرح عقود رسم المفتی: ص ۷۹

❸رد المحتار علی الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۶۹

❹کشف الظنون: الکافی فی فروع الحنفیة، ج ۲ ص ۱۳۷۸

کیا ''الکافی ''مکمل کتبِ ظاہر الروایہ کا اختصار ہے؟

یہ بات مشہور ہے کہ امام حاکم شہید رحمہ اللہ کی ''الکافی ''امام محمد رحمہ اللہ کی کتب ظاہر الروایہ یعنی ''المبسوط، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، زیادات، زیادات الزیادات، السیر الصغیر، السیر الکبیر '' کی تلخیص ہے، جیسا کہ علامہ ابن ہمام اور علامہ شامی رحمہما اللہ کے حوالے سے بات گزری، حالانکہ درست بات یہ ہے کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کی زیادہ تر ''الأصل ''یعنی ''المبسوط '' کی تلخیص ہے، آپ کی مکمل چھ کتابوں کی تلخیص نہیں ہے، اس میں بنیاد ''الأصل '' ہے، پھر حسبِ ضرورت کتب ظاہر الروایہ کے مسائل بھی ذکر کئے اور بعض جگہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی کتب کے حوالے سے بھی مسائل ذکر کئے، اور بعض جگہوں میں تو امام طحاوی کے حوالے سے بھی مسائل نقل کئے ہیں۔اس لئے محققین علماء کی یہی رائے ہے کہ یہ زیادہ تر ''الأصل '' کی تلخیص ہے۔علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) ''الأصل '' کی تعلیقات میں ''کتاب المناسک '' کے شروع میں لکھتے ہیں کہ ہم نے ''الأصل '' کے متعدد مخطوطات اور قلمی نسخوں میں ''کتاب المناسک '' کے مسائل تلاش کئے لیکن ہمیں نہ ملے، باوجود یہ کہ یہ مسائل ''الکافی ''میں موجود تھے، یعنی اصل کے متعدد نسخوں میں سے کسی نسخے میں مناسک سے متعلق مسائل نہیں تھے، لیکن امام حاکم رحمہ اللہ کی ''الکافی '' ''الأصل '' کا اختصار ہے (مکمل کتب ستہ کا اختصار نہیں ہے):

ولما أردنا أن ننشر كتاب "الأصل" فتشنا نسخه في مكاتيب الآستانة ومصر ومكتبة حرم مكتبة الحرم، فلم نجد في نسخة منها كتاب المناسك مع أنه موجود في "المختصر الكافي" فرجعنا إلى كتاب الحاكم لنأخذ منه كتاب المناسك ونضعه في مكان الأصل، لئلا يخلو

الكتاب من فروع المناسک وينجبر به لأنه مختصر "الأصل" ❶

دکتور محمد بوینوکالن "الأصل" کے مقدمہ میں "الکافی" کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والذی لاحظناه من الاطلاع علی کتاب الکافی للحاکم أنه یختصر لفظ کتاب الأصل ویتخذه أساساً ثم یضیف إلیه ما یراه مناسباً من کتب الإمام محمد الأخری وأحیاناً من کتب أبی یوسف، لکن الأساس هو کتاب الأصل والعبارة هی عبارة کتاب الأصل فی معظمها. ❷

ترجمہ: ہم نے جہاں تک دیکھا، امام حاکم کی "الکافی" (امام محمد کی) "الأصل" کا اختصار ہے، اور اسی کو بنیاد بنایا ہے، پھر اس کے ساتھ جہاں مناسب سمجھا امام محمد کی دیگر کتب سے (مسائل ذکر کئے) اور بسا اوقات امام ابو یوسف کی کتابوں سے بھی۔ لیکن "الکافی" کی بنیاد "الأصل" ہے، اور اس میں زیادہ تر حصہ "الأصل" کی عبارت کا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "الکافی" "الأصل" کی تلخیص ہے، لیکن حسبِ ضرورت اس میں امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے دیگر کتب کے مسائل بھی ہیں۔

فائدہ: "الکافی" الگ سے طبع نہیں ہے، علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی "المبسوط" کے ضمن میں موجود ہے:

ولم یطبع الکافی طبعة مستقلة وإن کتان مطبوعا ضمن شرح السرخسی له فی المبسوط. ❸

---

❶ الأصل: التعليق على بداية كتاب المناسک، ج ۲ ص ۳۴۱

❷ الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۱۹

❸ الأصل: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۲۰

''الکافی''میں چھیاسٹھ ابواب سے متعلق مسائل ہیں

دکتور محمد بوینو کالن کی تحقیق کے مطابق''الکافی''میں درج ذیل چھیاسٹھ (٦٦) ابواب کے مسائل موجود ہیں:

الصلاة، السجدات، الزكاة، الصوم، الحيض، المناسک، النكاح، الطلاق، العتاق، المكاتب، الولاء، الأيمان، الاستحسان، التحرى، اللقيط،اللقطة، الآبق، المفقود، الغصب، الوديعة، العارية، الشركة، الصيد، الذبائح، الوقف والصدقة، الهبة، الحدود، السرقة، السير، البيوع، الصرف، الشفعة، القسمة، الإجارات، أدب القاضي، الشهادات، الرجوع عن الشهادات، الدعوى والبينات، الإقرار، الوكالة، الكفالة والحوالة، الصلح، الرهن، المضاربة، من كتاب المضاربة الصغير، المزارعة، الشرب، الأشربة، الإكراه، الحجر، المأذون الكبير، المأذون الصغير، الديات، الجنايات، المعاقل، الوصايا، العين والدين، العتق فى المرض، الدور، الفرائض، فرائض الخنثى، الخنثى، حساب الوصايا، اختلاف أبى حنيفة وابن أبى ليلى، الشروط، الحيل. [1]

۱۸...... المنتقى فى فروع الحنفية

امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے اس کتاب میں کتب ظاہر الروایہ کے علاوہ ''نوادر'' اور ''امالی'' کے مسائل جمع کیے، چنانچہ امام حاکم فرماتے ہیں:

نظرت فى ثلاثمائة جزء مؤلف مثل (الأمالى) و(النوادر) حتى

[1] الأصل: مقدمة المحقق، ج۱ ص۱۱۹، ۱۲۰

انتقيت كتاب (المنتقى). ❶

ترجمہ: میں نے ''امالی'' اور ''نوادر'' جیسی تین سو کتابوں سے اس کا انتخاب کیا ہے، (اس لئے اس کا نام ''المنتقى'' ہے، یعنی چُنے ہوئے مسائل)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اس وقت موجود نہیں ہے:

ولا يوجد المنتقى في هذه الأعصار كذا قال: بعض العلماء. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

وكتاب ''الكافي'' و''المنتقى'' أصلان من أصول المذهب بعد كتب محمد ولا يوجد ''المنتقى'' في ديارنا في أعصارنا. ❸

ترجمہ: امام محمد کی کتابوں کے بعد ''الكافي'' اور ''المنتقى'' مذہب کی دو بنیادی کتابوں میں سے ہیں، لیکن ''المنتقى'' ہمارے زمانے میں ہمارے دیار (ہندوستان وغیرہ) میں موجود نہیں ہے۔

اس کتاب کے بعض حوالے ''المحيط البرهاني، التاتارخانية'' اور ''الهندية'' میں موجود ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب شاید اس زمانے موجود تھی اور آج ناپید ہے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: امام حاکم رحمہ اللہ نے ''الكافي'' میں ''ظاهر الرواية'' مسائل کو جمع کیا تھا، اور ''المنتقى'' میں ''نوادر'' اور ''امالی'' کے مسائل کو جمع کیا تھا، لیکن اس وقت یہ دونوں کتابیں موجود نہیں ہیں۔

۱۹ ...... شرح مختصر الطحاوي

یہ امام احمد بن علی ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب

❶ كشف الظنون: المنتقى، ج۲ ص ۱۸۵۱

❷ كشف الظنون: المنتقى، ج۲ ص ۱۸۵۱

❸ الفوائد البهية: ص ۱۸۵\

امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی ''مختصر الطحاوی'' کی شرح ہے، ''مختصر الطحاوی''متن کی مطبوعہ شروحات میں یہی ایک مفصل شرح ہے، مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ ''قال أبو جعفر'' کہہ کہ مسئلہ نقل کرتے ہیں، پھر ''قال أحمد'' سے اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہیں، پھر ''والدلیل علیہ'' کہہ کر قرآن وسنت اور آثار سے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اس میں عموماً ہر مسئلہ کو روایت ودرایت دونوں پہلوؤں سے اجاگر کیا ہے۔ ائمہ احناف کے مذاہب اور دلائل ذکر کرتے ہیں، قولِ راجح کی وجوہِ ترجیح بھی ذکر کرتے ہیں، اس شرح میں روایات وآثار کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، اور بعض مقامات پر اپنی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہیں، فقہی بصیرت اور دلائل سے طرزِ استدلال میں بے نظیر ہے۔ اگر اس شرح سے نفس مسائل اور دلائل بغیر اختلاف کے الگ سے ذکر کئے جائیں تو یہ اہلِ علم کے لئے بہت مفید ہوگا۔ یہ شرح ان لوگوں کے دندان شکن جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس روایات وآثار نہیں ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ کی تصانیف کے بعد روایات وآثار سے استدلال میں یہ شرح تمام فقہی کتب میں ممتاز ہے۔ احناف کا کوئی مسئلہ اگر روایت کے بظاہر متعارض ہو تو متعدد جوابات ذکر کرتے ہیں۔

''شرح مختصر الطحاوی'' میں موجود اصول وضوابط

مصنف نے لفظِ ''الأصل'' کہہ کر جا بجا اس میں فقہی اصول وضوابط بھی ذکر کئے ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ علم ان اصولوں کو اور علامہ قاضی خان رحمہ اللہ کی ''شرح زیادات الزیادات'' اور علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی ''المبسوط'' سے اصول وقواعد کو الگ سے شائع کرے تو یہ فقہی ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ ہوگا۔ چند ایک اصول درج ذیل ہیں، اگر چہ اس امر کی ضرورت ہے کہ ان اصولوں کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کیا جائے، چنانچہ مسِ ذکر کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:

۱ ...... الأصـل فيه عندنا أن ما كان بالناس إليه حاجة عامة، فسبيله أن يـرد الـنـقـل بـحكمه مستفيضا متواترا؛ لأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لا محـالة يـوقـفهـم عليه، وهم مأمورون بالنقل و الإبلاغ، فلا جائز فيما كان هذا سبيله أن يرد نقله من طريق الآحاد. ❶

فعل یسیر کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں تو اصول ذکر کرتے ہیں:

۲ ...... الأصـل فيـه: أن الـفـعـل اليسيـر فـي الـصـلاة، مثل الالتفـاتة ونحوها، لا يوجب سجود السهو بالاتفاق. ❷

اگر خوارج کسی کو قتل کر دیں یا کسی کو مظلوماً قتل کیا جائے تو اسے غسل دیا جائے گا یا نہیں:

۳...... الأصل فيه: كل مقتول ظلمًا، لم يجب عن نفسه بدل هو مال: فـإنـه لا يـغسـل، ومن وجب عن نفسه يدل هو مال، مثل قتل الخطأ، وشبه العمد، فإنه يغسل. ❸

انسان اپنے والد اور اولاد کو زکوۃ نہیں دے سکتا،اس پر اصول ذکر کرتے ہیں:

۴...... والأصـل فيـه أن كل من لا تجوز له شهادته: لا يجوز أن يعطيه الزكاة. ❹

اگر کوئی شخص طوافِ صدر چھوڑ دے اور اپنے گھر لوٹ آئے تو اس پر دَم ہے،اب اس دَم کی ادائیگی کہاں ہوگی:

❶شرح مختصر الطحاوی: ج ۱ ص ۳۸۸

❷شرح مختصر الطحاوی: ج۲ ص ۱۱

❸شرح مختصر الطحاوی: ج۲ ص ۲۰۴

❹شرح مختصر الطحاوی: ج۲ ص ۳۹۵

۵...... والأصل فيه أن كل دم تعلق وجوبه بالإحرام: لم يجز ذبحه إلا بمكة. (1)

افادہ قارئین کے لئے چند دیگر اصول بھی درج ذیل ہیں:

۶...... والأصل فيه: أن كل ما أخذ علينا تعجيله في مجلس العقد، فإنه لا يجوز التصرف فيه قبل القبض، مثل ثمن الصرف، ورأس مال السلم.

۷...... الأصل فيه: أن المسلم لا يبتدأ بالخراج؛ لأنه فيء، والكافر لا يبتدأ بالعشر الذى هو صدقة؛ لأن الصدقة قربة، ولا قربة للكافر.

۸...... والأصل فيه: النشوز أنه يبطل النفقة؛ لأن المنع جاء من قبلها بمعصية، وأما السكنى فإنها حق لله تعالى، فلا يسقط بفعلها.

۹...... الأصل فيه: أن كل ما دل من فعلها على الإعراض عن الجواب، وترك الإيقاع: فإنه يبطل الخيار، وما لم يدل على ذلك: فإنه لا يبطل الخيار.

۱۰...... الأصل فيه: أن منفعة الجنس إذا كانت باقية فيما يبتغى من الرقاب: أجزأت، فإن كانت منفعة الجنس زائلة: لم يجز.

۱۱...... الأصل فيه: أن الرجل قد كان معلوما حياته يقينا، فلا يجوز الحكم بزوالها إلا بيقين، كما أنا متى علمنا ملكا لإنسان: لم يجز لنا الحكم بزواله إلا بيقين.

یہ شرح عرصہ دراز سے نایاب تھی، متعدد محققین کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں "دار البشائر الإسلامية" سے ۱۴۳۱ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(1) شرح مختصر الطحاوي: ج ۲ ص ۵۴۳

۲۰ ...... كشف الغوامض

یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر المعروف ابوجعفر الہندوانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۲ھ) کی تصنیف ہے، مصنف رحمہ اللہ اپنے فقہی استعداد وصلاحیت اور استحضارِ متون کے متعلق فرماتے ہیں:

لو أحرقت جميع أقوال أبي حنيفة، وأمالي أبي يوسف، ونوادر وزيادات محمد بن الحسن لاستطعت كتابتها عن ظهر قلب، لا يتقدم حرف ولا يتأخر. ❶

ترجمہ: اگر (بالفرض) امام ابوحنیفہ کے تمام اقوال، امام ابو یوسف کے ''امالی'' اور ''نوادر'' اور امام محمد بن حسن کی ''زیادات'' جل جائیں، تو میں (ان شاء اللہ) اتنی صلاحیت رکھتا ہوں کہ میں اپنے قلب (وحافظہ) سے سب لکھوادوں گا، ایک حرف کی بھی تقدیم وتاخیر نہیں ہوگی۔

امام ابوجعفر ہندوانی رحمہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں ''**الجامع الصغير**'' اور دیگر کتب سے مسائل کو جمع کیا ہے۔ ❷

۲۱ ...... عيون المسائل

امام ابولیث نصر بن محمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ) کی تصانیف میں معروف ''**بحر العلوم المعروف تفسير السمرقندي**'' اور ''**تنبيه الغافلين**'' ہیں۔ مصنف نے اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب پر مشائخ کے ائمہ مذہب سے مروی وہ مسائل نقل کئے ہیں جو معروف کتب میں موجود نہیں تھے۔ تر قیمات کے ساتھ اس کتاب

❶ مشايخ بلخ: ج ۱ ص ۹۱

❷ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۴۹۳ / الفوائد البهية: ص ۱۷۹

میں موجود مسائل کی تعداد (۲۴۲۹) ہے،اس میں فقہاء کے مابین اختلافی مسائل اور دلائل کا ذکر نہیں ہے، بلکہ نفس مسائل کا ذکر ہے، یہ کتاب صلاح الدین ناہی کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۸۶ھ میں ''مطبعة أسعد ''بغداد سے طبع ہے۔علامہ علاء الدین محمد بن عبدالحمید اسمندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۲ھ) نے اس کتاب کی شرح ''بحر المسائل وقصر الدلائل'' کے نام سے لکھی۔❶

۲۲...... کتاب النوازل

امام ابو اللیث سمر قندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ) نے اپنی اس کتاب میں وہ نئے پیش آمدہ مسائل ذکر کئے،جن کے بارے میں ائمہ مذہب سے کوئی صراحت نہیں ہے،اور وہ مسائل بعد کے علماء نے استنباط کئے۔''نوازل''(نئے پیش آمدہ مسائل) کو کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ان مسائل کو امام ابو اللیث سمر قندی رحمہ اللہ نے جمع کیا:

وَأَوَّلُ كِتَابٍ جَمْعٍ فِي فَتْوَاهُمْ فِيمَا بَلَغَنَا كِتَابُ النَّوَازِلِ لِلْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ السَّمَرْقَنْدِيِّ.❷

یہ کتاب ''فتاوی النوازل'' کے نام سے بھی معروف ہے،اور اسے ''مجموع النوازل'' بھی کہا جاتا ہے،یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے۔

فائدہ: امام ابو اللیث سمر قندی رحمہ اللہ نے دو کتابیں تصنیف کیں (۱) ''النوازل'' (۲) ''عیون المسائل'' انہوں نے ''العیون'' میں وہ مسائل اور آراء ذکر کیں جو ان کے مشائخ کی تھیں، اور اس بارے میں کوئی صراحت کتب ظاہر الروایہ اور دیگر کتب میں نہیں تھیں۔اور ''النوازل'' میں مشائخ کے فتاوی اور آراء کو جمع کیا اور کچھ اپنے شیوخ کے بھی:

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۱۸۷

❷ رد المحتار: مقدمة، ج ۱ ص ۶۹/ کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۲۸۳

وصنف كتابين من أقاويلهم.أحدهما: (عيون المسائل) والآخر: (النوازل) وأوردت في (العيون) من أقاويل أصحابنا، ما ليست عنهم رواية في هذه الكتب.وفي (النوازل) من أقاويل المشايخ، وشيئا من أقاويل أصحابنا، ما لا رواية عنهم أيضا في الكتاب، ليسهل على الناظر فيها طريق الاجتهاد.[1]

۲۳...... خزانة الفقه

امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ) نے اس کتاب میں نہایت آسان انداز میں صرف مسائل ذکر کئے ہیں،اس میں ائمہ احناف یا فقہاء کے مذاہب اور دلائل کا ذکر نہیں ہے، بلکہ فقہی ابواب کی ترتیب پر حفظ کے لئے حسنِ اسلوبی کے ساتھ صرف مسائل ذکر کئے ہیں۔مصنف کتاب کا تعارف مقدمہ میں اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

وقد اجتمع في هذا التأليف من مسائل الفقه معدودة الأجناس مجموعة النظائر تسهيلا للحفظ وتيسيرا للفهم.

مصنف نے جامعیت کے ساتھ ساتھ اختصار کے پہلو کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہے،آپ اجمال کے بعد تفصیل ذکر کرتے ہیں جو اوقع فی الذہن ہوتی ہے۔موصوف نے ''كتاب الحج ''میں پہلا عنوان قائم کیا ہے''من لا يجب الحج عليهم ''اس کے تحت چھ(۶) افراد کا ذکر کیا،پھر''فريضة الحج ''کے تحت تین (۳) فرائض بیان کئے،پھر''واجبات الحج ''کے تحت چھ(۶) واجبات ذکر کئے،پھر''سنن الحج ''کے تحت چھ(۶) سنتیں بیان کیں،''ما يحرم المحرم ''کے تحت تیس (۳۰) ممنوعہ چیزیں ذکر کیں،''ما يوجب الدم على المحرم ''کے تحت اڑتیس (۳۸) ایسی صورتیں ذکر کی ہیں جن میں دم واجب

[1] كشف الظنون: النوازل، ج۲ ص ۱۹۸۱

ہوتا ہے، "ما یوجب الصدقة" کے تحت بیس (۲۰) ایسی صورتیں ذکر کی ہیں جن میں صدقہ واجب ہوتا ہے، "ما یحل قتله للمحرم" کے تحت اٹھارہ (۱۸) ایسی اشیاء کا ذکر کیا ہے جن کا قتل جائز ہے، اسی طرح پوری کتاب میں ان کا یہی اسلوب ہے۔ مبتدی طلبہ کے حفظِ مسائل کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے، یہ کتاب محمد عبد السلام شاہین کی تحقیق کے ساتھ "مکتبہ غفوریہ عاصمیہ" سے طبع ہے۔

۲۴ ...... مختصر القدوری

یہ امام احمد بن محمد بن احمد قدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) کی تصنیف ہے، آپ "امام قدوری" کے نام سے معروف ہیں۔ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

ونسبته بضم القاف والدال المهملة وسكون الواو وبعدها راء مهملة إلى القدور التي هي جمع قدر ولا أعلم سبب نسبته إليها. ❶

ترجمہ: قدوری: قاف اور دال پر ضمہ، واو ساکن اور اس کے بعد بغیر نقطے کی "راء" قدور جمع ہے قدر کی، لیکن مجھے اس نسبت کا سبب معلوم نہیں ہے۔

علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ آپ صنعتِ قدور یعنی ہانڈیاں بنایا کرتے تھے، اس مناسبت سے آپ کو قدوری کہتے ہیں۔ ❷

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ امام قدوری رحمہ اللہ بغداد کے شہروں میں سے ایک شہر "قدورہ" کے رہنے والے تھے، اسی مناسبت سے آپ کو قدوری کہتے ہیں کہ آپ وہاں کے رہائشی تھے۔ ❸

شہر بغداد میں ۳۶۲ھ کو آپ کی ولادت ہوئی۔

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: أحمد بن محمد بن أحمد، ج ۱ ص ۷۸

❷ مرآة الجنان: سنة ثمان وعشرين وأربع مائة، ج ۳ ص ۳۷

❸ الفوائد البهية: ترجمة: أحمد بن محمد بن أحمد، ص ۵۷

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قدوری کہنے کی وجہ ان تین باتوں میں سے کوئی ایک ہے:

۱......آپ جہاں کے باشندے تھے اُس جگہ کا نام ''قدورہ'' تھا، یائے نسبتی کے ساتھ آپ کو قدوری کہتے ہیں۔

۲......آپ ہانڈیاں بنایا کرتے تھے۔

۳......ہانڈیوں کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔

امام قدوری رحمہ اللہ کا تلمذ فی الفقہ پانچ واسطوں سے امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) تک پہنچتا ہے، امام قدوری رحمہ اللہ نے علم فقہ حاصل کیا امام ابوعبداللہ محمد بن یحیی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) سے اور انہوں نے امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) سے اور انہوں نے امام ابوالحسن عبید اللہ کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) سے اور انہوں نے امام ابوسعید بردعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) سے اور انہوں نے امام موسی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) سے اور انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) سے۔ ❶

امام قدوری رحمہ اللہ ایک واسطے سے امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) صاحب ''**أحکام القرآن**'' اور ''**الفصول في الأصول**'' کے شاگرد ہیں۔ ''**تاریخ بغداد**'' کے مصنف خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے شاگرد ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے حدیث لکھی ہے، آپ صدوق تھے، حدیث کی روایت کم کرتے تھے، عراق میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کی علمی ریاست آپ پر ختم تھی، تلاوت قرآن آپ کا دائمی معمول تھا۔ ❷

علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

کان فقیھا صدوقا، وممن أنجب فی الفقه لذکائه وحفظه، وانتھت إلیه

❶ الفوائد البھیة: ص۵۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن محمد بن أحمد، ج۵ ص ۱۴۰، ۱۴۱

بالعراق رئاسة أصحاب أبی حنیفة رحمهم الله وعظم عندهم قدره وارتفع جاهه، وکان حسن العبارة فی النظر، جری اللسان، مدیما لتلاوة القرآن. ❶

ترجمہ: آپ فقیہ اور (علم حدیث میں) صدوق تھے، فقہ میں اپنی ذکاوت وذہانت اور حفظ واتقان کی وجہ سے قابلِ ستائش لوگوں میں سے تھے، عراق میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کی علمی ریاست آپ پر ختم تھی، احناف میں آپ کی بڑی قدر ومنزلت اور بلند مرتبہ تھا، آپ کی تحریر نہایت عمدہ تھی، زبان کے جری تھے، تلاوتِ قرآن آپ کا دائمی معمول تھا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

صَاحِبُ الْمُصَنَّفِ الْمُخْتَصَرِ الَّذِی یُحْفَظُ، کَانَ إِمَاماً بَارِعاً عَالِماً وَثَبْتاً مُنَاظِراً. ❷

امام قدوری رحمہ اللہ کا انتقال اتوار کے دن ۵ رجب ۴۲۸ھ کو ہوا، اور اُسی دن اپنے مکان واقع ''درب ابی خلف'' میں مدفون ہوئے، پھر کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر آپ کو وہاں سے نکال کر ''شارع منصور'' کی طرف منتقل کیا گیا، اب امام ابوبکر خوارزمی رحمہ اللہ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔ ❸

آپ نے نہایت عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں، جو اہلِ علم کے درمیان متداول ہیں، آپ کی تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱...... ''**المختصر للقدوری**'' یہ نہایت مقبول اور متداول متن ہے، اور ایسی سدا بہار کتاب ہے کہ صدیاں گزرنے پر بھی اس کی آب وتاب، شہرت اور مقبولیت میں فرق نہیں آیا۔

---

❶ الأنساب للسمعاني: باب القاف والدال، القدوري، ج۱۰ ص۳۵۲

❷ البداية والنهاية: ترجمة: أحمد بن محمد بن أحمد، ج۱۲ ص۳۱

❸ وفيات الأعيان: ج۱ ص۷۹

۲......''التجريد'' اس کتاب کا تعارف ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

۳......''التقريب في المسائل الخلافية'' اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے تلامذہ کے درمیان اختلافی مسائل کا ذکر ہے۔ اس میں صرف مسائل ہیں، دلائل کا ذکر نہیں ہے۔

۴......''التقريب الثاني'' اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب کے درمیان اختلافی مسائل کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ مدلل لکھا ہے۔ ❶

امام قدوری رحمہ اللہ کی ''مختصر القدوری'' پر ایک ہزار (۱۰۰۰) سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اُس وقت سے لے کر آج تک لاکھوں لوگ اس کتاب سے مستفید ہوئے۔ اس مختصر متن میں تقریباً بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مسائل کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں:

وهو متن متين معتبر متداول بين الأئمة الأعيان، وشهرته تغني عن البيان.

ترجمہ: یہ نہایت مستند ومعتبر متن ہے، جو مشہور ائمہ کے درمیان معروف ہے، اس کتاب کی شہرت اس کے تعارف سے مستغنی کر دیتی ہے۔

وهو كتاب مبارك، من حفظه يكون أمينا من الفقر، حتى قيل: إن من قرأه على أستاذ صالح، ودعا له عند ختم الكتاب بالبركة، فإنه يكون مالكا لدراهم على عدد مسائله. ❷

ترجمہ: جو شخص اس کتاب کو حفظ کرے گا وہ فقر وفاقہ سے محفوظ رہے گا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص اس کو کسی صالح استاذ سے پڑھے اور ختم کے وقت برکت کی دُعا کرے تو ان

❶ الفوائد البهية: ص ۵۸

❷ كشف الظنون: مختصر للقدوري، ج ۲

شاء اللہ اس کے مسائل کی تعداد کے موافق دراہم کا مالک ہوگا۔

علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

واعلم أن هذا المختصر مما تبرك به العلماء حتى جربوا قراء اته أوقات الشدائد وأيام الطاعون. ❶

ترجمہ: یہ بات جان لیں کہ یہ مختصر کتاب اُن کتابوں میں سے ہے جنہیں علماء نے متبرک جانا ہے، حتی کہ مشکلات کے وقت اور طاعون کے دنوں میں اس کتاب کے پڑھنے کو آزمایا ہے (یعنی ان کے پڑھنے سے مشکلات دور ہوگئیں)۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے امام قدوری رحمہ اللہ کی اس کتاب کے متعلق ایک عجیب کرامت نقل کی ہے:

سمعت من أستاذه الكبير يقول إن القدوری رحمه الله لما فرغ من تصنيف مختصره المنسوب إليه حج، وأخذ المختصر معه، ولما فرغ من طوافه سأل الله سبحانه أن يوقفه على خطأ فيه وسهو منه عن قلم ثم إنه فتح المختصر وتصفحه ورقة ورقة إلى آخره فوجد فيه خمسة مواضع أو ستة مواضع ممحوة، وهذا يعد من كرامته. ❷

ترجمہ: میں نے ایک بڑے استاذ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام قدوری جب اپنی مختصر کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو آپ حج کے لئے تشریف لے گئے اور مختصر ساتھ لیتے گئے، جب آپ طواف کر چکے تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ الٰہی اگر مجھ سے اس میں کہیں غلطی یا بھول چوک ہوگئی ہو تو مجھے اس پر مطلع فرما، اس کے بعد آپ نے کتاب کو اول سے آخر تک ایک ایک ورق

❶ مفتاح السعادة ومصباح السعادة: ومن الكتب المعتبرة، منها: مختصر القدوري، ج ۲ ص ۲۵۴

❷ البناية: كتاب الحج، المزدلفة كلها موقف إلا بطن محسر، ج ۴ ص ۲۳۸

کھول کر دیکھا،تو صرف پانچ یا چھ جگہ مضمون مٹا ہوا تھا۔اس کو آپ کی کرامات میں شمار کیا گیا۔

''مختصر القدوری'' کی پچیس شروحات

اس کتاب کی جامعیت اور اہمیت کی وجہ سے کئی اکابر اہلِ علم نے اس کتاب کی شرح لکھی،ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

۱......امام محمد بن حسین بن محمد المعروف ابوبکر خواہرزادہ رحمہ اللہ(متوفی ۴۸۳ھ) نے ''شرح مختصر القدوری'' کے نام سے شرح لکھی۔

۲......امام احمد بن محمد المعروف ابونصر اقطع رحمہ اللہ(متوفی ۴۷۴ھ)

۳...... امام عبد المعالی عبد الرب بن منصور غزنوی رحمہ اللہ (متوفی فی حدود سنۃ ۵۰۰ھ) نے''ملتمس الإخوان'' کے نام سے شرح لکھی۔

۴......امام جلال الدین ابوسعد مطہر بن حسن یزدی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۱ھ) نے ''اللباب'' کے نام سے شرح لکھی۔

۵......امام حسام الدین علی بن احمد مکی رحمہ اللہ(متوفی ۵۹۸ھ) نے''خلاصة الدلائل فی تنقیح المسائل'' کے نام سے شرح لکھی،حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں''وھو شرح مفید مختصر نافع''

۶......امام محمد بن ابراہیم رازی رحمہ اللہ(متوفی ۶۱۵ھ) نے''النوری فی شرح مختصر القدوری'' کے نام سے شرح لکھی۔

۷......امام ابواسحاق ابراہیم بن عبدالکریم رحمہ اللہ(متوفی ۶۲۸ھ) نے''شرح مختصر القدوری'' کے نام سے شرح لکھی۔

۸......امام احمد بن مظفر رازی(متوفی ۶۴۲ھ) نے''حل مشکلات القدوری'' کے نام سے مبہم اور تشریح طلب مقامات کی وضاحت کی ہے۔

۹......امام اسماعیل بن حسین بیہقی رحمہ اللہ نے ’’الکفایۃ‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۰......امام نجم الدین مختار بن محمود زاہدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۸ھ) نے تین جلدوں میں شرح لکھی، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں ’’وھو شرح نفیس‘‘

۱۱......امام محمد بن رسول موقونی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۴ھ) نے ’’البیان‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۲......امام احمد بن محمد بن اقبال رحمہ اللہ نے ’’البحر الزاخر‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۳......امام ابراہیم بن احمد بن محمد بن معالی رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۳ھ) نے ’’شرح مختصر القدوری‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۴......امام محمود بن احمد قونوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ) نے ’’التقرید‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۵......شیخ الاسلام محمد بن احمد اسبیجابی رحمہ اللہ نے ’’زاد الفقھاء‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۶......امام ابوبکر بن علی حدادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) نے تین جلدوں میں مفصل شرح ’’السراج الوھاج الموضح لکل طالب محتاج‘‘ کے نام سے لکھی۔

۱۷......امام ابوبکر بن علی حدادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) نے اپنی مفصل شرح کی تلخیص ’’الجوھرۃ النیرۃ‘‘ کے نام سے کی۔

۱۸......امام ابراہیم بن عبد الرزاق المعروف ابن المحدث دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) نے ’’شرح مختصر القدوری‘‘ کے نام سے شرح لکھی۔

۱۹......امام محمد بن محمد بن شہاب الدین کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے ’’شرح

مختصر القدوری''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۰......علامہ محمد بن عبد اللہ شبلی طرابلسی رحمہ اللہ نے''**الینابیع فی معرفۃ الأصول والتفاریع**''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۱...... امام یوسف بن عمر بن یوسف المعروف نبیرہ شیخ عمر بزار رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۲ھ) نے''**جامع المضمرات والمشکلات**''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۲......امام عبد الرحیم آمدی رحمہ اللہ نے''**حدق العیون**''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۳......امام میر محمد طاہر سلام رومی رحمہ اللہ نے''**شرح مختصر القدوری**''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۴......امام ابو منصور کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۹ھ) نے''**المستعذب شرح مختصر القدوری**''کے نام سے شرح لکھی۔

۲۵......علامہ عبد الغنی بن طالب بن حمادہ دمشقی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) نے''**اللباب فی شرح الکتاب**''کے نام سے شرح لکھی۔ [1]

اگر یہ دو شروحات کسی کے پاس ہوں تو اُسے فی الجملہ کسی اور شرح کی ضرورت نہیں ہے:

۱......''**الجوھرۃ النیرۃ علی مختصر القدوري**''علامہ ابو بکر بن علی حدادی یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ)

۲......''**اللباب فی شرح الکتاب**''علامہ عبد الغنی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) ان دونوں شروحات کے ساتھ ائمہ ثلاثہ کی طرف منسوب اقوال میں درست اور مفتی بہ راجح قول کی نشاندہی کے لئے علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی ''**التصحیح والترجیح**'' بھی مطالعہ میں رکھیں۔

[1] کشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۳۱ / ھدیۃ العارفین: ج۱ ص ۱۱، ج۱ ص ۱۳، ج۱ ص ۱۹، ج۲ ص ۷۶، ج۲ ص ۱۸۵، ج۲ ص ۲۵۰

''مختصر القدوری''پر مختلف النوع خدمات

۱......امام محمد بن عمر بن محمد نوحا باذی رحمہ اللہ(متوفی ۶۶۸ھ)نے''مختصر القدوری''کی تلخیص''الملخص فی مختصر القدوری''کے نام سے کی۔

۲......امام عبدالرحیم بن رضی الدین محمد بن یونس المعروف ابن منعہ رحمہ اللہ(متوفی ۶۷۱ھ)نے''مختصر القدوری''کی تلخیص''جوامع الکلم الشریفة علی مذھب الإمام أبی حنیفة فی اختصار مختصر القدوری''کے نام سے کی۔

۳......امام محمد بن مصطفیٰ بن زکریا دورکی رحمہ اللہ(متوفی ۷۱۳ھ)نے قدوری کے مسائل کو''نظم مختصر القدوری''کے نام سے ترتیب دیا۔

۴......علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ(متوفی ۷۷۵ھ)نے امام حسام الدین علی بن احمد مکی رازی رحمہ اللہ(متوفی ۵۹۸ھ)کی''خلاصة الدلائل فی تنقیح المسائل''میں موجود احادیث وآثار کی تخریج کی اور اس کا نام''الطرق و الوسائل إلی معرفة أحادیث خلاصة الدلائل''رکھا،اس میں قدوری کی روایات کی تخریج کے ساتھ اختصار سے شرح بھی کی ہے۔

۵......علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ(متوفی ۸۷۹ھ)نے''التصحیح والترجیح''کے نام سے کتاب لکھی،جس میں قدوری کے درست اور راجح اقوال کی نشان دہی کی ہے۔

۶......امام اسحاق بن محمد بخشی رحمہ اللہ(متوفی ۱۱۴۰ھ)نے قدوری کے مسائل کو نظم کی صورت میں ترتیب دیا،اور اس کا نام رکھا''نظم مختصر القدوری''[1]

---

[1] کشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۳۱ / ھدیة العارفین: ج ۱ ص ۲۰۳، ج ۱ ص ۵۶۱، ج۲ ص ۹۷، ج۲ ص ۱۲۹، ج۲ ص ۱۴۳

۷......شیخ عبداللہ مصطفیٰ مراغی نے ''**الشهاب في توضيح الكتاب**'' کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی، یہ شرح ''**مصطفى البابي**'' حلبی سے ۱۳۶۳ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۸......قدوری کے مسائل کو ترتیبِ جدید اور اضافات کے ساتھ شیخ امین محمود خطاب نے ''**منحة الرحمان في فقه النعمان**'' کے نام سے جمع کیا، یہ کتاب ''**مكتبة السعادة**'' مصر سے ۱۳۴۲ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۹......''**التسهيل الضروري لمسائل القدوري**'' مولانا محمد عاشق الٰہی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں قدوری کے مسائل کو نہایت سہل انداز میں پیش کیا ہے، یہ کتاب ''**مكتبة الإيمان**'' مدینہ منورہ سے ۱۴۱۴ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۲۵...... التجريد

یہ امام احمد بن محمد بن احمد قدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) کی تصنیف ہے، آپ کی تصانیف میں معروف ''**مختصر القدوري**'' ہے، امام قدوری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں قدرے تفصیل کے ساتھ ان مسائل کو ذکر کیا ہے جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا اختلاف ہے، اختلافی مسائل کو طرفین کے دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے، پہلے مسئلہ ذکر کرتے ہیں پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل پھر امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ان کے دلائل پھر ہر ہر دلیل کا جواب ذکر کرتے ہیں۔ اگر کسی مسئلے میں ائمہ احناف کے درمیان اختلاف ہو تو اُسے بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس میں طرفین کے دلائل قرآن وسنت اور لغت سے نقل کرتے ہیں۔ احناف کے مسلک پر ہونیوالے عقلی ونقلی اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کرتے ہیں، اس کتاب میں تمام فقہی مسائل کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اختلافی مسائل کا ذکر ہے، اور مسائل بھی صرف وہ جن میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے، حنابلہ یا مالکیہ کے

ساتھ اختلافی مسائل کا بہت کم ذکر ہے۔اس کتاب میں کل (۱۶۳۳) اختلافی مسائل کا ذکر ہے، یہ کتاب (۶۵۶۳) صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب احناف کے عقلی، نقلی دلائل کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔اس کتاب کے مطالعے سے فقہی بصیرت اور استنباطِ مسائل کا ملکہ پیدا ہوتا ہے،مصنف کی تبحر علمی کا اندازہ اس کتاب سے ہوتا ہے، چونکہ یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی اس لئے بہت سے اہل علم اس سے ناواقف ہیں،اور کتبِ فقہ میں اس کا تذکرہ بھی کم ملتا ہے،اب الحمدللہ یہ علمی وفقہی ذخیرہ بارہ جلدوں میں دکتور محمد احمد سراج اور دکتور علی جمعہ محمد کی تحقیق کے ساتھ''دار السلام'' قاہرہ سے ۱۴۲۷ھ میں شائع ہوگیا ہے۔

۲۶ ...... الواقعات للناطفی

امام احمد بن محمد بن عمر الناطفی الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) امام ابوعبداللہ جرجانی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور یہ امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔''الناطفی'' ان کی نسبت ایک خاص قسم کی مٹھائی بنانے یا اس کی تجارت کی وجہ سے تھی،ان کی تصانیف میں ''الأجناس، الفروق ''اور''الواقعات''ہیں۔''المحیط البرهانی ''میں جابجا ''الواقعات'' سے مسائل ذکر کئے ہیں،ان سے جب کوئی مسئلہ ذکر کرتے ہیں تو لکھتے ہیں ''وفی واقعات الناطفی ''اسی طرح ہماری فقہی کتب میں اکثر امام ناطفی رحمہ اللہ کی ''الأجناس'' سے بھی مسائل ذکر کئے جاتے ہیں،خصوصاً''البنایة''میں متعدد مقامات پر ''ونقل الناطفی فی الأجناس ''کہہ کر اور کبھی''ذکرها الناطفی فی الأجناس'' کہہ کر مسئلہ ذکر کرتے ہیں۔یہ دونوں کتابیں اس وقت غیر مطبوعہ ہیں۔❶

۲۷ ...... النتف فی الفتاوی

یہ امام ابوالحسن علی بن حسین سُغدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۱ھ) کی نہایت ہی مفید کتاب

❶الفوائد البهية: ترجمة: أحمد بن محمد، ص ۶۵

ہے،اس کتاب کا اصل نام "النتف الحسان" ہے، "نُتَف، نُتْفَةٌ" کی جمع ہے، جس کا معنی ہے تھوڑا سا، "حَسّان، حَسَنَةٌ" کی جمع ہے، پس "النتف الحسان" کا مطلب ہے "شاندار باتوں کا مختصر سا مجموعہ" اس میں حسن اسلوبی کے ساتھ فقہی ابواب کے طرز پر سہل انداز میں مسائل ذکر کئے ہیں، یہ اجمال کے بعد تفصیل ذکر کرتے ہیں، جس سے قاری میں طلب بھی پیدا ہوتی ہے، اور حفظ بھی آسان ہوتا ہے، جیسے شہید کی دو قسمیں بیان کیں:

ا......وہ شہید جسے غسل دیا جائے گا۔ ۲......وہ شہید جسے غسل نہیں دیا جائے گا۔

پھر جن شہداء کو غسل دیا جائے گا ان کی بارہ قسمیں ذکر کیں، اور جن شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا ان کی دس قسمیں بیان کیں، یہی انداز موصوف کا مکمل کتاب میں رہا ہے، اس میں غیر متعلقہ مباحث، مرجوح اقوال اور طوالت سے اجتناب کر کے صرف مغز ذکر کیا ہے۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ "کنز الدقائق" کی جگہ درس نظامی میں اس کتاب کو رکھا جائے، یہ کتاب دکتور صلاح الدین نامی کی تحقیق کے ساتھ "دار الفرقان" سے ۱۴۰۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۲۸...... المبسوط

یہ علامہ محمد بن احمد بن ابی سہل المعروف شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی تصنیف ہے، آپ شمس الائمہ حلوائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) کے شاگرد ہیں، علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی مطبوعہ تصانیف میں تین کتابیں ہیں:

ا...... المبسوط ۲...... شرح السير الكبير ۳...... أصول السرخسي

"المبسوط" امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) کی "الكافي في فروع الحنفية" کی شرح ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَقْوَى شُرُوحِهِ الَّذِي كَالشَّمْسِ   مَبْسُوطُ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ
مُعْتَمَدُ النُّقُولِ لَيْسَ يُعْمَلُ   بِخُلْفِهِ وَلَيْسَ عَنْهُ يُعْدَلُ❶

ترجمہ: ''الکافی'' کی نہایت عمدہ شرح جو سورج کی طرح ہے، شمس الائمہ سرخسی کی ''مبسوط'' ہے۔ وہ نقلِ مذہب میں قابلِ اعتماد ہے، نہیں عمل کیا جائے گا اِس کے خلاف قول پر، اور نہ اِس سے روگردانی کی جائے گی۔

علامہ طرطوسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) فرماتے ہیں:

مبسوط السرخسي لا يعمل بماخالفه، ولا يركن إلا إليه، ولا يفتى ولا يعول إلا عليه.

ترجمہ: جو بات مبسوط سرخسی کے خلاف ہو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، صرف اِسی کی طرف میلان، اِسی کے مطابق فتوی اور اِسی پر اعتماد ضروری ہے۔

علامہ تقی الدین بن عبد القادر تمیمی (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے اِس کتاب کی مدح میں یہ شعر نقل کیا ہے:

عَلَيْكَ بِمَبْسُوطِ السَّرَخْسِي إِنَّهُ   هُوَ الْبَحْرُ وَالدُّرُّ الْفَرِيدُ مَسَائِلُهُ
وَلَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ فَإِنَّهُ   يُجَابُ بِإِعْطَاءِ الرَّغَائِبِ سَائِلُهُ❷

ترجمہ: مبسوط سرخسی کو مضبوط پکڑ، کیونکہ یہ سمندر ہے، اور اس کے مسائل یکتا موتی ہیں۔ اور صرف اِسی پر بھروسہ کر، کیونکہ اس کے سائل کو جواب دیا جاتا ہے رغبتیں دینے کے ذریعے۔ یعنی اِس سے ہر سائل کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کو حاکم وقت خاقان نے کنویں نما گڑھے میں قید کیا تھا، ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے ''شرح السیر الکبیر'' کے مقدمہ میں ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ خاقان نے اپنی کنیز کو آزاد کر کے عدت سے پہلے ہی اس سے نکاح کر لیا تھا، امام

❶شرح عقود رسم المفتي: ص ۸۰   ❷شرح عقود رسم المفتي: ص ۸۱

سرخسی رحمہ اللہ نے ان کے اس فعل پر اعتراض کیا، جس کی پاداش میں اس ظالم و جابر شخص نے تکبر اور رعونت کے عالم میں ایسی مقدس شخصیت کو نہایت بربریت کے ساتھ قید کرلیا، کئی سال تک آپ اس کنویں میں قید رہے، اسی قید و بند کی صعوبتوں اور تکلیفوں کے دوران آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''المبسوط'' جو تیس (۳۰) ضخیم جلدوں میں ہے زبانی محض اپنے حافظے سے املا کروائی، کسی کتاب کی مدد انہیں حاصل نہیں تھی، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کنویں میں قید ہونے کی حالت میں دوسری کتابوں سے استفادہ بھی بظاہر بہت مشکل تھا، یہ اُن کی ایک کرامت تھی کہ ایسی تحقیقی کتاب املا کروائی جو فقہ حنفی کا ماخذ بن گئی۔ اللہ تعالی نے آپ کو نہایت حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ آپ درس کے حلقے میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو تین سو کُرّاسے (یعنی کاپیاں) حفظ تھیں، آپ نے اس پر فرمایا ''حفظ الشافعي زكوة محفوظي'' یعنی مجھے جتنا یاد ہے امام شافعی رحمہ اللہ کو اس کی زکوۃ یاد تھی۔ (۱)

علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہیں بارہ ہزار کاپیاں حفظ تھیں۔ (۲)

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) کی کتاب ''الکافی'' کی شرح لکھوں، چنانچہ آپ نے اوزجند کے تنگ و تاریک کنویں سے اس کتاب کی شرح ''المبسوط'' املا کروائی، آپ کنویں کے اندر سے املا کرواتے اور آپ کے شاگرد منڈیر پر بیٹھے اُسے لکھتے تھے، کتاب کے مقدمہ میں علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لا أَزِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤْثَرِ فِي بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبْسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأُنْسِي،

(۱) الجواهر المضية: ج۳ ص ۸۰

(۲) مفتاح السعادة: ترجمة: شمس الأيمة السرخسي، ج۲ ص ۱۶۶

أَنْ أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتُهُمْ إِلَيْهِ.

ترجمہ: میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں، جس میں ہر مسئلے کے بارے میں راجح بات پر کوئی اضافہ نہ کروں اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں جو قابلِ اعتماد ہو، اس پر مزید اضافہ یہ ہوا کہ میرے ساتھیوں میں کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری اُنسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املا کرادیا کروں، چنانچہ میں نے ان کی یہ فرمائش قبول کی۔

جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے:

قَالَ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ أَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ سَهْلٍ السَّرَخْسِيُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَنَوَّرَ ضَرِيْحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأُوْزَجَنْدَ إِمْلَاءً.

امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اوزجند میں قید ہونے کی حالت میں فرمایا۔

یہ پوری کتاب آپ نے کنویں سے املا کروائی، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ تیسویں جلد میں ''کتاب الرضاع'' کے شروع میں یہ عبارت ہے:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ فَخْرُ الْإِسْلَامِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرَخْسِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِمْلَاءً يَوْمَ الْخَمِيسِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ''کتاب الرضاع'' کا آغاز بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخرہ ۴۷۷ھ میں ہوا تھا۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ''أصول السرخسی'' کے مقدمہ میں ہے کہ شوال ۴۷۹ھ میں آپ اپنی یہ دوسری کتاب املا کروا رہے تھے۔ ''کتاب الرضاع'' سے آخر تک صرف تیرہ صفحے بنتے ہیں، اس لئے قرینِ قیاس یہی ہے

کہ یہ تیرہ صفحات بھی آپ نے کنویں ہی میں املا کروائے، اس لئے کہ ۴۷۷ھ سے ۴۷۹ھ تک تقریباً دو سال کا عرصہ ہے۔اسی طرح ''أصول السرخسی'' جو دو جلدوں پر مشتمل کتاب ہے، یہ کتاب بھی آپ نے کنویں سے ۴۷۹ھ شوال میں املاء کروائی، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کتاب کے شروع میں یہ عبارت آج بھی موجود ہے:

قَالَ الشَّيخ الإِمَامُ الْأَجَلُ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّد بن أَبِيُ سَهُلِ السَّرخسِيّ إملاء فِي يَوْمِ السَّبْتِ سلخ شَوَّال سَنَةَ تِسُعٌ وَسَبُعِيْنَ وَأَرْبَعِمائَةَ فِي زَاوِيَة من حِصَار أوزجند. ❶

اسی طرح آپ نے امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی جنگ اور بین الاقوامی تعلقات پر مبنی کتاب ''السیر الکبیر'' کی شرح ''شرح السیر الکبیر'' جو اس وقت ۵ جلدوں میں ''الشرکة الشرقیة' سے ۱۹۷۱ء میں چھپی ہے، یہ کتاب بھی آپ نے کنویں سے املا کروائی، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰٦۷ھ) نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے ''شرح السیر الکبیر'' کی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی آپ نے قید و بند کی صعوبتوں کے دوران املا کروائی ہے، دیکھئے: ❷

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی علمی استحضار اور بلند ہمتی کا اندازہ کریں کہ ۳۰ جلدوں میں ''المبسوط'' ۲ جلدوں میں ''أصول السرخسی'' اور ۵ جلدوں پر مشتمل ''شرح السیر الکبیر'' سب کتابیں آپ نے اپنی قوتِ حافظہ سے زبانی املا کروائیں، آج ان کتابوں کو دیکھ کر اگر ہم املا کروانا چاہیں تو ۳۷ جلدیں ہم املا نہیں کروا سکتے، املا تو دور کی بات ہم ان کا بیدار مغزی کے ساتھ مطالعہ بھی نہیں کر سکتے۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے تقریباً تمام فقہی ابواب کا اِس کتاب میں استیعاب کیا ہے،

❶ ماخوذ از ''سفر در سفر'': ص ۲۹۵، ۲۹٦

❷ کشف الظنون: باب السین، السیر الکبیر، ج ۲ ص ۱۰۱۳

نہایت سہل اور واضح عبارت کے ساتھ مسائل ذکر کئے ہیں، احکامات اور دلائل تفصیلاً بیان کئے ہیں، ائمہ احناف کی آراء اور دلائل، فقہائے ثلاثہ میں خصوصاً امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے مذاہب ودلائل پھر اُن دلائل پر مناقشہ بھی ذکر کیا ہے۔ امام احمد اور ظاہریہ کا مذہب بہت کم ذکر کرتے ہیں، مذہبِ احناف کے دلائل اور ترجیح میں جابجا احادیث وآثار سے استدلال کرتے ہیں، بسا اوقات مذہب حنفی کے علاوہ اپنے قول کو بھی ترجیح دیتے ہیں اور اپنی رائے کی تائید میں دلائل بھی ذکر کرتے ہیں، اور کبھی حنفیہ اور دیگر مذاہب کے دلائل کو اِس طور پر جمع کرتے ہیں کہ تعارض دور ہوجائے۔ یہ کتاب افادیت، جامعیت، استدلال، دلائل، ترجیح، مناقشہ اور فقہ مقارن کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ چونکہ یہ کتاب محض حافظے سے بغیر مراجعتِ کتاب کے زبانی املاء کروائی ہے اِس لئے احادیث کے بیان اور نقل میں خوب تحقیق کی جائے۔ خلاصہ یہ ہے:

المبسوط كتاب قيم ومفيد وهو أوسع الكتب المطبوعة فى الفقه الحنفي و الفقه المقارن ويعتمد عليه الحنفية فى القضاء و الفتوى.

تیس جلدوں پر مشتمل یہ کتاب ۱۴۱۴ھ میں "دار المعرفة" بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۲۹...... الواقعات الحسامی

امام عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ المعروف صدر الشہید رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۶ھ) صاحبِ ہدایہ اور صاحبِ محیط رضوی کے استاذ ہیں، یہ خراسان کے رہنے والے تھے، ان کا شمار اکابر حنفیہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے "الواقعات" کے نام سے کتاب تالیف کی، اس میں امام ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی "النوازل" امام ناطفی رحمہ اللہ کی "الواقعات" امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ کے "فتاوی" اور "فتاوی اہل سمرقند" کے مسائل کو جمع کیا ہے۔ اور بعض مسائل دیگر کتب سے بھی جمع کئے ہیں۔ اس کتاب میں ماخذ کا حوالہ رموز کی صورت

میں دیتے ہیں، مثلاً ''الواو'' سے اشارہ ''الواقعات'' کی طرف، ''الباء'' سے اشارہ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ کے فتاوی کی طرف، ''السین'' سے اشارہ ''فتاوی أهل سمرقند'' کی طرف اور ''العین'' سے اشارہ امام ابواللیث سمرقندی کی ''عیون المسائل'' کی طرف اور ''النون'' سے اشارہ ''النوازل'' کی طرف ہوتا ہے۔
اس کتاب کا ذکر علامہ شامی رحمہ اللہ نے (ردالمحتار:١/ ٦٩) میں ''الواقعات للصدر الشهيد'' کے نام سے کیا ہے۔ ہماری فقہی کتابوں میں اس کتاب سے مسائل ''وفي الواقعات للصدر الشهيد'' کہہ کر نقل کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب اس وقت غیر مطبوعہ ہے، لیکن اس کے اکثر مسائل ''المحيط البرهاني'' میں موجود ہیں۔ [1]

٣٠...... منظومة النسفي في الخلاف

یہ امام ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ٥٣٧ھ) کا منظوم کلام ہے، جو درج ذیل دس ابواب پر مشتمل ہے:

الأول: في قول الإمام.

الثاني: في قول أبي يوسف.

الثالث: في قول محمد.

الرابع: في قول الإمام مع أبي يوسف.

الخامس: في قوله مع محمد.

السادس: في قول أبي يوسف مع محمد.

السابع: في قول كل واحد منهم.

الثامن: في قول زفر.

[1] كشف الظنون: ج٢ ص١٩٩٨

التاسع: فی قول الشافعی.

العاشر: فی قول مالک.❶

”منظومة النسفی“ کی شروحات

اس منظومہ میں دو ہزار چھ سو انہتر (۲٦٦۹) اشعار ہیں۔

۱......امام ابوالفتح محمد بن عبدالحمید اسمندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۲ھ) نے اس کی شرح ”حصر المسائل وقصر الدلائل“ کے نام سے لکھی۔

۲......امام ابومحامد محمود بن محمد بن داود افشنجی رحمہ اللہ (متوفی ٦۷۱ھ) نے اس منظومہ کلام کی شرح ”حقائق المنظومة“ کے نام سے لکھی۔

۳......امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے اس کی مفصل شرح ”المستصفی“ کے نام سے لکھی، پھر خود اس کا اختصار ”المصفی“ کے نام سے کیا، یہ اختصار ”المصفی شرح المنظومة“ کے نام سے معروف ہے۔

۴......امام محمد بن محمود سدلیس زوزنی رحمہ اللہ نے اس کی شرح ”ملتقی البحار من منتقی الأحبار“ کے نام سے لکھی۔

۵......امام ابوالحسن علی بن محمد بن علی رحمہ اللہ نے اس کی شرح ”الموجز“ کے نام سے لکھی۔

٦......امام ابوبکر محمد الحدادی رحمہ اللہ نے اس کی شرح ”النور المستنیر“ کے نام سے لکھی۔

۷......امام علی بن عثمان اوشی رحمہ اللہ نے اس کی شرح ”مختلف الروایة“ کے نام

❶ کشف الظنون: ج۲ ص۱۸٦۷

سے لکھی، پھر خود اس کا اختصار ''استقصاء النهاية'' کے نام سے کیا۔ ❶

۳۱......تحفة الفقهاء

یہ علامہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) کی تالیف ہے، مصنف رحمہ اللہ اس کتاب کے سببِ تالیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طلب مني بعضهم من الإخوان والأصحاب أَن أذكر فيه بعض ما ترك المُصَنّف من أَقْسَام المسَائِل، وأوضح المشكلات منه، بِقَوى من الدَّلائِل، لِيَكُون ذَرِيعَة إِلَى تَضْعِيف الفَائِدَة. ❷

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض تلامذہ اور دوستوں نے اس بات کی فرمائش کی کہ میں ان مسائل کا تذکرہ کروں جسے مصنف (امام قدوری رحمہ اللہ) نے چھوڑ دیا ہے، اور مشکل مقامات کی قوی دلائل کے ساتھ وضاحت کروں تاکہ یہ دُگنے فائدے کا ذریعہ بن جائے۔

اس کتاب میں امام قدوری سے جو مسائل رہ گئے تھے ان کا اضافہ ہے، حسب ضرورت دلائل کا تذکرہ ہے، اختصار کے ساتھ فقہاء کے نقطہ نظر کی وضاحت ہے۔ اس کی تعبیر نہایت عام فہم اور مربوط ہے، یہ کتاب ''دار الکتب العلمية'' سے تین (۳) جلدوں میں طبع ہے۔

۳۲......الفتاوى الولوالجية

یہ امام ابو الفتح ظہیر الدین عبد الرشید ابی حنیفہ ولوالجی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) کی تالیف ہے، ولوالج افغانستان کا صوبہ بدخشان کا ایک قصبہ ہے۔ یہ فتاوی پانچ جلدوں میں ''دار الكتب العلمية'' سے طبع ہے۔ مصنف ہر باب کے تحت متعدد فصلیں قائم کر کے

❶ كشف الظنون: ج۲ ص۱۸٦٧

❷ تحفة الفقهاء: مقدمة المؤلف، ج۱ ص۵

ترتیب کے ساتھ مسائل اور جزئیات ذکر کرتے ہیں، حاشیہ سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

۳۴...... خلاصة الفتاوى

علامہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۲ھ) چھٹی صدی ہجری کے اکابر علمائے احناف میں سے ہیں، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

كان عديم النظر في زمانه، فريد أئمة الدهر، شيخ الحنفية بما وارء النهر. ❶

ترجمہ: اپنے زمانے میں اِن کی نظیر نہیں ملتی تھی، اپنے وقت کے یکتا عالم تھے، ماوراء النہر میں حنفیوں کے شیخ تھے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وهو كتاب مشهور معتمد في مجلد ذكر في أوله: أنه كتب في هذا الفن خزانة الواقعات وكاب النصاب، فسأل بعض إخوانه تلخيص نسخة قصيرة يمكن ضبطها، فكتب الخلاصة جامعة للرواية خالية عن الزوائد كتب فهرست الفصول والأجناس على رأس كل كاب ليكون عوناً لمن ابتلى بالفتوى، وللزيلعي المحدث تخريج أحاديثه. ❷

ترجمہ: یہ کتاب اہلِ علم کے درمیان مشہور اور قابلِ اعتماد ہے، یہ ایک جلد میں ہے، اس کتاب کے شروع میں آپ نے اس فن (فقہ) میں ''خزانة الواقعات ''اور''کتاب

❶ الفوائد البهية: ترجمة: طاهر بن أحمد بن عبد الرشيد، ص ۱۴۶.

❷ كشف الظنون: خلاصة الفتاوى، ج ۱ ص ۷۱۸

النصاب ''لکھی،تو بعض دوستوں نے مجھ سے فرمائش کی میں اِن کا اختصار کر کے ایک مختصر کتاب لکھوں تاکہ اس کا ضبط کرنا آسانی ممکن ہو،تو انہوں نے خلاصہ لکھا جو روایت کے اعتبار سے جامع اور زوائد سے خالی ہے،اور ہر کتاب کے ابتداء میں انہوں نے فصول اور اجناس کی فہرست دی ہے تاکہ جس پر فتوے کی ذمہ داری ہواُس کے لئے معاونت ہو،اور علامہ زیلعی کی احادیث کی تخریج بھی ذکر کی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وقد طالعت من تصانيفه خلاصة الفتاوى ذكر فيه أنه لخصه من الواقعات والخزانة وهو كتاب معتبر عند العلماء معتمد عند الفقهاء . ❶

ترجمہ:میں نے ان کی تصانیف میں ''خلاصة الفتاوى'' کا مطالعہ کیا،اس میں انہوں نے اپنی کتاب ''الواقعات''اور''الخزانة'' کا اختصار کیا ہے،یہ کتاب علماء کے ہاں معتبر اور فقہاء کے ہاں قابلِ اعتماد ہے۔(یہ کتاب چار جلدوں میں طبع ہے۔)

۳۴...... مجموع النوازل والحوادث والواقعات

امام احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ الکشی رحمہ اللہ (متوفی فی حدود ۵۵۰ھ) نے اس کتاب میں امام ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کے ''فتاوی''امام ابو بکر فضل رحمہ اللہ کے ''فتاوی'' اور امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ کے ''فتاوی'' کو جمع کیا ہے۔یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے۔❷

۳۵...... جامع الفتاوى للناصري

یہ امام ابو القاسم ناصر الدین محمد بن یوسف سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵٦ھ) کی تصنیف ہے،ان کی فقہی تصانیف میں ''الملتقط فی الفتاوى الحنفية'' بھی ہے۔
حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰٦۷ھ) ان کے ''جامع الفتاوى'' کے متعلق فرماتے ہیں

❶ الفوائد البهية: ص ۱۳٦ ❷ كشف الظنون: ج۲ ص ۱٦۰٦

"وهو كتاب مفيد معتبر" یہ مفید اور معتبر کتاب ہے۔ ❶

٣٦...... الفتاوى السراجية

اس فتاوی کے مصنف کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون ہیں؟ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "فتاوی قاری الہدایہ" کا نام "سراجیہ" ہے:

وفی فتاوى قارى الهداية المسماة بالسراجية. ❷

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی اس فتاوی کی نسبت علامہ سراج الدین "**فتاوى قارى الهداية**" کی طرف کی ہے:

(عن السراجية) المراد بها هنا فتاوى سراج الدين قارى الهداية. ❸

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے مصنف علی بن عثمان بن محمد سراج الدین اوشی ہیں، مصنف اس کتاب کی تصنیف سے محرم ۵۶۹ھ میں فارغ ہوئے تھے۔

کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وفيه نوادر وقائع، لا توجه فى أكثر الكتب، وهى إحدى مأخذي المنية. ❹

علامہ خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مصنف علی بن عثمان بن محمد اوشی ہیں،

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۶۵/ هدية العارفين: ج ۲ ص ۹۴

❷ البحر الرائق: كتاب الحدود، باب حد الزنا، ج۵ ص ۱۱

❸ رد المحتار: كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج۳ ص ۵۶۱

❹ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۲۲۴

ان کی متوفی ۵۶۹ھ کے بعد ہے۔ ❶

حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری صاحب رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ اس کتاب کا مصنف علامہ سراج الدین ابو حفص عمر بن اسحاق بن احمد ہندی (متوفی ۷۷۳ھ) ہیں۔ ❷

حضرت پالن پوری صاحب نے ''الأعــلام'' کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، لیکن ''الأعــــلام'' میں علامہ عمر بن اسحاق بن احمد کے حالات میں انہوں نے اس کتاب کے ذکر کے فوراً بعد یہ جملہ بھی نقل کیا ہے''**وفی نسبة هذا الأخير إليه شک**''تو گویا علامہ زرکلی کی بھی یہ رائے حتمی نہیں ہے کہ اس کتاب کے مصنف عمر بن اسحاق ہیں، بلکہ ان کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف علی بن عثمان ہے جیسا کہ بحوالہ بات گزر گئی۔ ❸

راقم کے نزدیک راجح بات وہ ہے جو حاجی خلیفہ اور علامہ زرکلی کی ہے۔ کتاب کا اسلوب اور طرزِ تالیف بھی اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ چھٹی صدی کی تصنیف ہے آٹھویں صدی کی نہیں ہے۔ نیز مصنف نے خود تصریح کی ہے کہ وہ ۵۶۹ھ میں اس تصنیف سے فارغ ہوئے ہیں جیسا کہ ''**کشف الظنون**'' اور ''**الأعلام**'' کے حوالے سے بات گزر گئی۔ نیز یہ کتاب ''**المنية**'' علامہ یوسف بن ابی سعید سجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۸ھ) کا ماخذ ہے، انہوں نے ''**الفتاوى السراجية**'' سے بہت استفادہ کیا ہے۔ اگر اس کتاب کے مصنف عمر بن اسحاق ہندی غزنوی رحمہ اللہ ہوں جیسا کہ حضرت پالن پوری صاحب فرماتے ہیں وہ تو صاحبِ منیہ کی وفات کے ۶۶ سال کے بعد یعنی ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے، تو پھر صاحبِ منیہ نے اس کتاب سے کیسے استفادہ کرلیا؟ نیز مصنف ''**باب العيدين**'' میں فرماتے ہیں ''**لأن الخلفاء عباسية اليوم**'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف عباسی

❶ الأعلام: ج۴ ص ۳۱۰ ❷ آپ فتویٰ کیسے دیں: ص ۱۵۷

❸ الأعلام: ج۵ ص ۴۲

خلفاء کے زمانے میں حیات تھے،خلفائے عباسیہ کا دور ٦٥٦ھ میں ختم ہوا ہے،علامہ عمر بن اسحاق ہندی تو ۷۰۴ھ میں خلفائے عباسیہ کے دور کے ۴۸ سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ علامہ ہندی کی علمی شہرت اور علمائے احناف میں ان کے جلالتِ شان مسلّم ہے،اگر''الفتاوی السراجیة ''ان کی تصنیف ہوتی تو محققین علماء ان کی تصنیفات میں اس کتاب کو بھی شمار کرتے۔علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے''الغرة المنيفة''پر عمدہ تعلیقات لکھی ہیں اور شروع میں ان کے حالات بھی لکھے ہیں لیکن انہوں نے ان کی تصانیف میں اس کتاب کا شمار نہیں کیا۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف علامہ علی بن عثمان بن محمد اوشی ہیں۔

یہ کتاب ابوابِ فقہیہ کی ترتیب پر مشتمل ہے،اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب مختصر انداز میں فقہ حنفی کے اہم اور بنیادی مسائل پر مشتمل ہے۔اور بقول حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کے''وفيه نوادر وقائع لا توجد في أكثر الكتب''[1]

یہ کتاب فقہ حنفی کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت کتاب ہے،اس میں بہت سے اہم مسائل کا تذکرہ ہے اور بعض ایسے مسائل کا بھی جو دیگر کتب میں نہیں ملتے،جیسے انسان اور جنات کے درمیان نکاح جائز نہیں ہے،یہ مسئلہ مؤلف سے پہلے ہمارے ائمہ میں سے کسی نے بیان نہیں کیا،بعد کے علماء نے انہی سے یہ مسئلہ ذکر کیا ہے،یہاں تک کہ علمائے شافعیہ نے بھی،جیسے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے''الأشباه والنظائر'' جلد ۲ صفحہ ٦٥ میں اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) نے''الفتاوی الحديثية''ص ۹۷ میں۔

مصنف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے بارے میں بجا کہا ہے''إنه كتاب صغير

---

[1] كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۲۲۴

الحجم کثیر الغنم لاحتوائه علی الأتم من الفوائد والأعم من الفرائد ''

(مقدمہ:۲۴)

اس کتاب کی جامعیت اور افادیت کے پیشِ نظر کبار اہلِ علم نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے، جن میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ)، علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ)، علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) اور علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نمایاں ہیں۔''الفتاوی الهندية ''میں تین سو سے زائد مسائل اس کتاب کے حوالے سے ذکر کئے ہیں۔''البحر الرائق ''اور''رد المحتار ''میں سو سے زائد مسائل اس کتاب کے حوالے سے منقول ہیں۔علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے''البحر الرائق ''کے مقدمہ میں اپنی کتاب کے مآخذ میں اس کتاب کا بھی تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب کے شایانِ شان اب تک اس پر کوئی علمی، تحقیقی اور تخریجی کام نہیں ہوا۔اس کتاب کا ایک نسخہ''ایچ ایم سعید'' سے طبع ہوا ہے جو(۱۶۰) صفحات پر مشتمل ہے۔نیز یہ کتاب حضرت مولانا مفتی اصغر علی ربانی صاحب مدظلہ کے مختصر حواشی کے ساتھ''مدرسہ فاطمۃ الزہراء'' کورنگی نمبر ایک سے بھی شائع ہوئی ہے۔اس میں مشکل الفاظ کے معانی اردو زبان میں حاشیے میں ذکر کئے ہیں۔اس کتاب کا سب سے مفید نسخہ وہ ہے جو مولانا محمد عثمان بستوی صاحب کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۶۹۵ صفحات میں''زمزم پبلشرز'' کراچی سے شائع ہوا ہے۔اس میں پانچ نسخوں سے موازنہ کرکے اغلاط کی تصحیح اور مفید حواشی کے ساتھ کمپیوٹرائز نسخہ شائع کیا ہے۔اس کے آخر میں''تراجم الأعلام الذین ورد ذکرهم فی الکتاب ''کے تحت مختصر انداز میں سو تراجم ذکر کئے ہیں۔''المصادر التی أحال علیها المؤلف ''کے تحت (۱۹) مصادر ذکر کئے ہیں۔یہ مفید علمی کام حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ کی زیرِ نگرانی ہوا ہے، کتاب کے شروع میں''مقدمة المشرف ''کے تحت آپ کے تائیدی وتقریظی کلمات ہیں۔

۳۷...... المحیط الرضوی

یہ محمد بن محمد بن محمد رضی الدین (متوفی ۵۷۱ھ) کی تصنیف ہے (اس سنِ وفات کو زرکلی نے ''الأعلام: ج۷ ص ۲۵ ''میں راجح قرار دیا ہے)۔انہوں نے ''محیط'' نام کی تین کتابیں تصنیف کیں، ایک دس جلدوں میں، دوسری چار جلدوں میں اور تیسری دو جلدوں میں ہے۔ یہ تینوں مصر،شام اور روم میں موجود ہیں:

ثلاثة محيطات، الأول: عشر مجلدات، والثاني: أربع مجلدات، والثالث: مجلدان، وهذه الثلاثة موجودة بمصر والشام والروم. ❶

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

فإنه ذكر أولاً مسائل الأصول، ثم النوادر، ثم الفتاوى، ونعم ما فعل. ❷

ترجمہ: (امام رضی الدین نے ''المحیط'') میں سب سے پہلے اصول کے مسائل ذکر کئے، پھر نوادر کے اور پھر فتاوی کے، انہوں نے جو کیا بہت اچھا کیا۔

''المحیط'' نام کی اور کتاب ہے جو ''المحیط البرهانی ''کے نام سے طبع ہے، اس کے مصنف علامہ برہان الدین محمود بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) ہیں۔ راقم کی معلومات کے مطابق ''المحیط الرضوی ''اب تک طبع نہیں ہوئی۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی تحقیق یہ ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے جو ''المحیط البرضوی ''کے متعلق فرمایا کہ اس میں پہلے اصول، پھر نوادر اور آخر میں فتاوی کے مسائل ہیں، یہ ترتیب ''المحیط البرهانی ''میں ہے، محیطِ رضوی میں اس

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۲۰

❷ شرح عقود رسم المفتي: ص ۲۵

طرح نہیں ہے، اس میں مسائل ملے جلے اور غیر مرتب ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: هذا ما ذكره ابن عابدين رحمه الله تعالى بالنسبة "محيط" لرضى الدين السرخسى، والظاهر أنه لم يطلع عليه بنفسه ولا على "المحيط البرهانى" والحقيقة التى ظهرت بعد طباعة "المحيط البرهانى" أن هذا الوصف يصدق عليه دون "محيط" رضى الدين السرخسى، فإنه قال الإمام برهان الدين فى مقدمة "محيط" وجمعت مسائل المبسوط والجامعين والسير والزيادات، وألحقت فيها مسائل النوادر والفتاوى والواقعات وضممت إليها من الفوائد التى استفدتها من سيدى ومولائى والدى تغمّده الله تعالى بالرحمة والدقائق التى حفظتها من مشائخ زمانى، وفصلت الكتاب تفصيلا وجنت المسائل تجنيا.

وذكر محقق الكتاب ابن أختى الشيخ نعيم أشرف حفظه الله تعالى: أنه اطلع على نسخة من "المحيط الرضوى" وقال: طالعت بعض المواضع منها، فوجدت المسائل فيها ممزوجة غير مرتبة، خلاف ما سمعتُ ورأيتُ فى كلام بعض المشائخ أنهم ذكروا أن رضى الدين السرخسى ميّز ورتب المسائل، فذكر أولا مسائل ظاهر الرواية ثم النوادر ثم الفتاوى والواقعات، بل وجدتُ هذه المِيزة تماما فى "المحيط البرهانى" وقد طبع الكتاب الحمد لله تعالى بتحقيقه، فوجد الأمر كما وصف. (١)

ترجمہ: بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ کہتا ہے: جو بات ابن عابدین شامی نے رضی الدین

(١) أصول الإفتاد وآدابه: ص ١٧٤، ١٧٥

سرخسی کی محیط کے بارے میں ذکر کی ہے بظاہر ابن عابدین نے بذاتِ خود نہ تو یہ کتاب دیکھی ہے اور نہ وہ ''المحیط البرھانی ''پر مطلع ہوئے ہیں۔''المحیط البرھانی '' کی طباعت کے بعد حقیقتِ حال جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ وصف (مسائل کی تینوں قسموں کو الگ الگ بیان کرنا) ''المحیط البرھانی ''پر صادق آتا ہے نہ کہ رضی الدین سرخسی کی ''المحیط ''پر۔امام برہان الدین اپنی محیط کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے ''المبسوط، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر ''اور''الزیادات'' کے مسائل جمع کر دیئے ہیں،اور ان کے ساتھ نوادر، فتاوی اور واقعات کے مسائل کو بھی ملحق کر دیا ہے، ساتھ ہی میں نے وہ فوائد بھی ملا دیئے ہیں جو میں نے سیدی ومولائی حضرت والدگرامی رحمہ اللہ سے حاصل کئے ہیں،اور وہ باریک نکات جنہیں میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے یاد کیا تھا وہ بھی ساتھ ملا دیئے ہیں، میں نے کتاب کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور ہر جنس کے مسائل کو الگ الگ بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے محقق میرے بھانجے شیخ نعیم اشرف حفظہ اللہ تعالی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے ''محیط رضوی'' کا ایک نسخہ دیکھا ہے اور وہ کہتے ہیں میں نے اس کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا تو میں نے اس میں تمام مسائل کو آپس میں ملا جلا غیر مرتب پایا، اس کے بالکل برخلاف جو میں نے سن رکھا تھا اور میں نے بعض مشائخ کے کلام میں یہ دیکھا تھا کہ انہوں نے یہ بات ذکر کی تھی کہ رضی الدین سرخسی نے مسائل کو الگ الگ اور ترتیب کے ساتھ لکھا ہے، اس طرح کہ وہ سب سے پہلے ظاہر الروایہ کے مسائل ذکر کرتے ہیں، پھر نوادر اور پھر واقعات بلکہ میں نے تو یہ امتیاز مکمل طور پر''المحیط البرھانی ''میں پایا ہے۔الحمد للہ یہ کتاب ان کی تحقیق کے ساتھ طبع ہو چکی ہے اور صورتِ حال ویسی ہی پائی گئی ہے جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے۔

۳۸...... بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

یہ کتاب علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۷ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب ''تحفة الفقهاء'' کی شرح ہے، حُسنِ ترتیب کے لحاظ سے آج تک اپنی نظیر آپ ہے، یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی میں بلکہ مطلق فقہ اسلامی میں یہ ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کی عبارت واضح، زبان نہایت رواں اور سلیس ہے، مسائل کے دلائل اصول وکلیات کی صورت میں اس انداز سے بیان کئے گئے ہیں کہ جس سے نہ صرف مسئلہ کے بارے میں شرح صدر اور اطمینان کامل میسر آتا ہے، بلکہ فقہ سے ایک خاص مناسبت بھی پیدا ہوتی ہے۔ نصوص کی کثرت سے اندازہ ہوتا ہے کہ روایات وآثار پر مصنف کی گہری نظر تھی، علم فقہ سے مناسبت اور عمق کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ فقہ حنفی کے دلائل کے ساتھ دیگر فقہاء کے مستدلات اور اُن کے جوابات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، مسئلہ کی وضاحت عقل ونقل دونوں سے کرتے ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے سے فقہ میں طبیعت چلنے لگتی ہے، چونکہ اس کتاب میں ایک نیا انداز اور عمدہ ترتیب واسلوب اختیار کیا گیا ہے اس لئے اس کا نام ''بدائع الصنائع'' رکھا ہے۔ جب یہ شرح مکمل ہوئی تو مصنف نے ماتن کی خدمت میں پیش کی، آپ کو یہ شرح بہت پسند آئی، چنانچہ اپنی فقیہ بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کردیا، تو یہ بات مشہور ہوگئی کہ ''شَرَّحَ تُحْفَتَهُ وَتَزَوَّجَ اِبْنَتَهُ'' جب ان کے ہاں سے فتوی جاری ہوتا تو اس پر سُسر، داماد اور بیٹی تینوں کے دستخط ہوتے تھے۔ [1]

اگر کوئی شخص فقہ پر قلم اٹھائے اور اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا چاہے تو یہ تالیف اس کے لئے بہترین رہنما ہے۔ علم فقہ سے مناسبت اور علمی پختگی کے لئے ان تین کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں:

[1] الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: فاطمة بنت محمد بن أحمد، ج۲ ص۲۷۸

۱...... بدائع الصنائع ۲...... المجموع شرح المهذب ۳...... المغنی لابن قدامة

۳۹...... فتاوی قاضیخان

یہ علامہ فخر الدین حسن بن منصور بن محمود اوزجندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) کی تصنیف ہے، اوزجند فرغانہ کے قریب اصبہان کے اطراف میں ایک شہر ہے، انہیں علوم دینیہ خصوصاً علم فقہ میں یدِ طولی حاصل تھا، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ان کا تعارف اِن القابات کے ساتھ کیا ہے:

كان إماما كبيرا وبحرا عميقا غوّاصا فى المعانى الدقيقة مجتهدا فهّامة. ❶

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

ما يصححه قاضيخان مقدم على تصحيح غيره لأنه فقيه النفس. ❷

ترجمہ: علامہ قاضی خان جس قول کی تصحیح کرے وہ دوسروں پر مقدم ہے، اس لئے کہ آپ فقیہ النفس ہیں۔

علامہ احمد بن کمال پاشا نے آپ کو "**مجتهدين فى المسائل**" میں شمار کیا ہے۔ ❸

اس فتاوی میں امام قاضی خان رحمہ اللہ نے اُن مسائل کا ذکر کیا ہے جو کثیر الوقوع ہیں، اور وہ مسائل جن کی طرف احتیاج زیادہ ہوتی ہے۔ مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں متأخرین کے اقوال متعدد ہوں تو ایک یا دو اقوال پر اکتفاء کرتے ہیں، اور جو قول ان کے نزدیک راجح اور زیادہ قابلِ اعتماد ہوتا ہے تو اُسے سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں،

❶ الفوائد البهية فى تراجم الحنفية: ترجمة: حسن بن منصور بن محمود، ص ۱۱۱

❷ الفوائد البهية فى تراجم الحنفية: ترجمة: حسن بن منصور بن محمود، ص ۱۱۱

❸ شرح عقود رسم المفتى: ص ۴۲

اس اسلوب کو انہوں نے اپنے فتاوی کے خطبے میں ذکر کیا ہے۔ یہ فتاوی عالمگیری کے ساتھ حواشی کی صورت میں ابتدائی تین جلدوں میں ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے طبع ہے، اور ''قدیمی کتب خانہ'' سے تین جلدوں میں الگ سے بھی طبع ہے۔

۴۰...... بداية المبتدی

یہ متن صاحبِ ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) کا ہے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی اور والد کا نام ابو بکر اور دادا کا نام عبد الجلیل ہے، ابوالحسن آپ کی کنیت ہے، اور برہان الدین مرغینانی کے نام سے معروف ہیں، ۸ رجب ۵۱۱ھ بروز دوشنبہ بعد نماز عصر آپ کی ولادت ہوئی۔

صاحبِ ہدایہ نے اپنی وسعت اور بساط کے مطابق اپنے زمانے کے کبار علماء سے کسب فیض کیا تھا۔ بے شمار اساتذہ وشیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے علم وعرفاں کی وادیاں طے کیں اور جب علوم متداولہ سے فارغ ہوئے تو ایسے بن سنور کر اور نکھر کر سامنے آئے کہ کہنے والے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ''**لم تر العيون مثله في العلم و الأدب**'' یعنی علم وادب میں کوئی آپ کا ثانی نہیں نظر آتا ہے، اور دور دور تک آپ کی علمی عبقریت، ادبی مہارت اور بے پناہ صلاحیت ولیاقت کا چرچا ہو گیا۔

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) آپ کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

كان إماماً فقيهاً حافظاً محدثاً مفسراً جامعاً للعلوم ضابطاً للفنون، متقناً محققاً نظاراً مدققاً زاهداً بارعاً فاضلاً ماهراً أصولياً أديباً شاعراً لم تر العيون مثله في العلم و الأدب، وله اليد الباسطة في الخلاف و الباع الممتد في المذهب. [1]

[1] الفوائد البهية: ترجمة: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل، ص ۲۳۰

ترجمہ: صاحبِ ہدایہ امام وقت، فقیہ دوراں، حافظِ عصر، محدثِ زمان، مفسر قرآن، جامعِ علوم، ضابطِ فنون، پختہ علم، محقق و بالغ النظر، باریک بین، عابد و زاہد، پرہیز گار، فائق وفاضل، ماہر فنون، اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔ علم وادب میں آپ کا ثانی نہیں دیکھا گیا۔ آپ کو اختلافِ ائمہ اور مذاہب کے سلسلے میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔

یوں تو مبدأ فیض نے آپ کو ہر طرح کے علوم وفنون سے وافر حصہ عطا کیا تھا، اور ہر فن اور ہر علم میں امام کا درجہ حاصل تھا، لیکن فن فقہ سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا اور اس فن میں آپ بہت آگے نکل چکے تھے، بیانِ دلائل اور استخراجِ مسائل میں آپ کو درکِ تام حاصل تھا اور افہام وتفہیم میں بھی خصوصی ملکہ حاصل تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے درس میں بے انتہا اژدہام ہوتا تھا اور ملک کے اطراف واکناف سے لوگ آپ سے پڑھنے اور استفادہ کرنے کے لئے آپ کے علمی دربار کا رُخ اور سفر کیا کرتے تھے اور آپ پوری دل جمعی اور دل چسپی کے ساتھ آنے والوں کے دامن مراد کو علم وفضل کے بیش قیمتی جواہر پاروں سے لبریز کردیا کرتے تھے۔

درسی اور زبانی افادے کے علاوہ صاحب ہدایہ نے قلمی اور تحریری طور پر بھی اپنے علوم کو دوسروں تک منتقل کیا، آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱ ...... بداية المبتدى. ۲ ...... التجنيس والمزيد. ۳...... شرح الجامع الكبير للإمام محمد بن الحسن. ۴...... فرائض العثماني. ۵...... كفاية المنتهى. ۶ ...... مختارات مجمع النوازل. ۷...... نشر المذهب. ۸...... معجم الشيوخ. ۹ ...... منتقى المرفوع. ۱۰ ...... الهداية لشرح البداية. [1]

[1] الفوائد البهية: ترجمة: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل، ص ۲۳۰/ هدية العارفين: ج ۱ ص ۷۰۲

اس کتاب میں انہوں نے ''مختصر القدوری ''اور''الجامع الصغیر ''کے مسائل کو جمع کیا ہے۔کتاب کے ابواب کو''الجامع الصغیر ''کے طرز پر مرتب کیا، قدوری کے مسائل کو پہلے اور''الجامع الصغیر ''کے مسائل کو بعد میں ذکر کیا۔اس متن کی شرح خود صاحبِ ہدایہ نے''الهداية شرح بداية المبتدی ''کے نام سے کی ہے۔

۲۶۷صفحات پر مشتمل یہ متن پہلے مطبوعہ نہیں تھا،اب یہ متن''مطبعہ محمد علی صبح'' قاہرہ سے طبع ہے۔علامہ ابو بکر بن علی عاملی رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۵ھ) نے اس متن کو نظم کی صورت میں تحریر کیا ہے۔❶

۴۱...... الهداية

ہدایہ کو علامہ مرغینانی رحمہ اللہ نے نہایت زہد وتقوی،اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ لکھا،یہ کتاب تیرہ (۱۳) سال کے عرصے میں مسلسل روزے کی حالت میں لکھی،آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو اس عمل کی خبر نہ ہو:

فی تصنیفه ثلاثة عشرة سنة، و کان صائماً تلک المدة و کان یجتهد ألا یطلع علی صومه أحد. ❷

ترجمہ:یہ کتاب تیرہ (۱۳) سال کے عرصہ میں لکھی گئی،اور اس پوری مدت میں آپ روزے کی حالت میں رہے،اور آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کوئی آپ کے اس عمل پر مطلع نہ ہو۔

صاحبِ ہدایہ کا اسلوب،منہج،طرزِ تالیف اور رموز سے واقفیت کے لئے دیکھیں:❸

علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ

❶کشف الظنون: ج ۱ ص۲۲۷

❷مفتاح السعادة: الکتب المعتبرة، ج۲ ص۲۳۸

❸مفتاح السعادة: الکتب المعتبرة، ج۲ ص ۲۳۹، ۲۴۰

آپ نے ''بدایة المبتدی'' کی مفصل ومدلل نہایت تفصیل کے ساتھ ''کفایة المنتھی'' کے نام سے اسی (۸۰) جلدوں میں شرح لکھی۔ [1]

یہ محض اللہ تعالی کا فضل وکرم اور اس کا احسان ہے کہ اللہ تعالی نے صاحب ہدایہ کی اس کتاب کو وہ مقبولیت ومحبوبیت عطا فرمائی جو دیگر مصنفین ومؤلفین کے حصے میں نہ آسکی، بلا شبہ ہدایہ فقہ حنفی کا جزء لاینفک ہے، اور حنفی کتابوں میں اسے ایک معتبر اور معتمد متن کی سند اور حیثیت حاصل ہے۔

ہدایہ کی یہ مقبولیت روز بروز بڑھتی گئی اور جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا ہدایہ کے حوالے سے طالبین دین متین کی شغف اور ان کی چاہت میں بھی اضافہ ہوتا گیا، اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کبھی گمراہی اور بے راہ روی کا شکار نہیں ہوسکتے، اور غور وفکر سے پڑھنے والے اس قابل ہوجاتے ہیں کہ ان کے اندر خود اعتمادی اور دوسرے کلام کے صحیح معانی ومطالب اخذ کرنے کی خوبی پیدا ہوجاتی ہے، کسی شاعر نے ہدایہ کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے ہیں:

إِنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرْآنِ قَدْ نَسَخَتْ مَا صَنَّفُوْا قَبْلَهَا فِي الشَّرْعِ مِنْ كُتُبِ

فَاحْفَظْ قَوَاعِدَهَا وَاسْلُكْ مَسَالِكَهَا يَسْلِمُ مَقَالَكَ مِنْ زَيْغٍ وَمِنْ كِذْبٍ

ترجمہ: قرآن کریم کی طرح ہدایہ نے بھی شریعت کے سلسلے میں لکھی گئیں اپنے سے پہلی تمام تصنیفات کو منسوخ کردیا، لہذا اے مخاطب! تم ہدایہ کی تعلیم وتعلّم کو لازم پکڑو، تمہاری گفتگو کذب وکجی سے محفوظ رہے گی۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرمایا کرتے تھے:

چاروں فقہی مسالک میں فقہاء نے بہت کتابیں لکھیں اور ان میں بعض مضامین اور

[1] مفتاح السعادة: الكتب المعتبرة، ج۲ ص۲۳۸

اسلوبِ بیان کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ ہیں لیکن ہدایہ جیسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ حسنِ ترتیب اور حسنِ بیان دونوں کے اعتبار سے ہدایہ بے مثال کتاب ہے۔ اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ ''فتح القدیر'' جیسی کتاب لکھ دو تو مجھے امید ہے کہ میں لکھ سکوں گا، لیکن اگر کوئی ہدایہ جیسی کتاب لکھنے کے لئے کہے تو شاید میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکوں۔ [1]

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ ''الحمد للہ! میں ہر کتاب کے مخصوص طرز پر کچھ نہ کچھ لکھ سکتا ہوں لیکن چار کتابیں اس سے مستثنیٰ ہیں:

قرآن عزیز، بخاری شریف، مثنوی اور ہدایہ۔

علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی علمی جلالتِ شان سے جو واقف ہیں وہ ان کے اس قول کے وزن کو محسوس کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ہدایہ کی وفات پر آٹھ صدیاں گزرنے کو ہیں مگر ہدایہ آج بھی اس طرح نصاب میں باقی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ جن مقاصد کے پیشِ نظر یہ کتاب نصاب میں داخل کی گئی ہے فقہ حنفی میں کوئی دوسری کتاب اب تک ایسی تصنیف ہی نہیں ہوئی جو اس کے قائم مقام ہو سکے۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) نے ''سراج الہدایہ'' کے آغاز میں ہدایہ کے بارے میں یہ کلمات تحریر کئے، ان کا یہ جملہ ہدایہ کی ایک منفرد خصوصیت کی نشاندہی کر رہا ہے:

دریا کی ظاہری سطح پر تیرنے سے موتی ہاتھ نہیں آتے۔ موتی اس کے ہاتھ لگتے ہیں جو دریا کی گہرائی تک غوطہ لگانے کی قدرت رکھتا ہو، ان جیسے راسخین فی العلم میں سے شیخ مرغینانی رحمہ اللہ بھی ہیں، جنھوں نے شرائع اسلام یعنی احکامِ شرعیہ کی تحقیق و تدقیق پر

[1] نصب الرایۃ: مقدمۃ المحقق، ج ۱ ص ۱۴

''ہدایہ'' کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی، جو احکامِ شرعیہ کی تحقیق وتدقیق اور علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ ہر مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے اقوال اور ہر قول کی ایک ایک دلیل نقلی اور ایک ایک دلیل عقلی بیان کی۔ پھر آخر میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی ہر دلیل نقلی اور دلیل عقلی کا جواب دیا۔ اس طرح بسا اوقات تین اماموں کی چھ دلیلیں اور ان کے چھ جواب مل کر بارہ ہوتے ہیں اور دو دلیلیں ابو حنیفہ کی اور ایک وجہ ترجیح سب مل کر پندرہ دلائل کا ذخیرہ چندسطروں میں سامنے آجاتا ہے اور قاری پر حیرت واستعجاب کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ [1]

''الھــــدایۃ'' یہ پہلے ''مکتبہ خیریہ'' مصر سے ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی۔ پھر یہ شیخ عبد الرحیم بن مصطفیٰ عدوی کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ ''مصطفیٰ البابی حلبی'' سے ۱۳۵۵ھ میں طبع ہوئی۔ پھر ہندوستان میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کے حواشی وتعلیقات کے ساتھ ۱۳۷۵ھ میں نہایت اہتمام کے ساتھ طبع ہوئی۔

''الھدایۃ'' کی سولہ شروحات

کئی اکابر اہلِ علم نے ہدایہ کی شروح وحواشی اور تخریج حدیث کی، ان میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱......''الفوائد الفقھیۃ'' علامہ حمید الدین علی بن محمد بن علی الضریر رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۶ھ)

۲......''نھایۃ الکفایۃ فی درایۃ الھدایۃ'' علامہ تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۲ھ)

۳......''الغایۃ'' امام ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ)

۴......''النھایۃ شرح الھدایۃ'' امام حسام الدین حسین بن علی سُغناقی المعروف

[1] ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ: ص ۴۵، ۴۶

شارح الہدایہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ)

امام جمال الدین محمود بن احمد القونوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ) نے اس کی تلخیص ''خلاصة النهاية فی فوائد الهداية'' کے نام سے کی۔

۵......''شرح الهداية'' حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) امام نسفی رحمہ اللہ نے یہ شرح قیامِ بغداد کے دوران ۷۰۰ھ میں تصنیف کی۔

۶......''شرح الهداية '' امام احمد بن حسن المعروف بابن الزرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۸ھ)

۷......''معراج الدراية إلى شرح الهداية'' امام قوام الدین محمد بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹ھ)

۸......''شرح الهداية ''علامہ علاء الدین علی بن عثمان ترکمانی ماردینی (متوفی ۷۵۰ھ) وہ اسے خود مکمل نہ کر سکے۔ان کی وفات کے بعد اس کی تکمیل ان کے بیٹے جمال الدین عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۹ھ) نے کی۔

۹......''شرح الهداية ''امام نجم الدین ابراہیم بن علی طرطوسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۷ھ)

۱۰......''غاية البيان ونادرة الأقران '' امام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ)

۱۱......''الكفاية فی شرح الهداية ''امام سید جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ)

۱۲......''التوشيح ''علامہ سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ)

۱۳......"العناية شرح الهداية" علامہ اکمل الدین محمود بن محمد بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ)

اس شرح کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وقد أحسن فيه و أجاد" یہ نہایت مفید شرح ہے، اس میں متوسط انداز میں کتاب کو حل کیا گیا ہے، ہر کتاب کی دوسری کتاب سے مناسبت، ہر کتاب کے شروع میں لغوی، اصطلاحی معنی، اُس کتاب کی اہمیت وضرورت، ائمہ ثلاثہ کی آراء، راجح مذہب کی نشاندہی، نہایت منقح ومہذب انداز میں جچے تُلے الفاظ کے ساتھ مصنف کی مراد کی وضاحت کرتے ہیں، یہ شرح دس جلدوں میں "دار الفکر" سے طبع ہے۔

۱۴......"شرح الهداية" علامہ سید الشریف علی بن محمد الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۶ھ)

۱۵......"البناية شرح الهداية" علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)

علامہ عینی رحمہ اللہ بنایہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ۹۰ سال کی عمر کے قریب میری عمر ہے جب میں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ ❶

وفات سے پانچ سال قبل یعنی ۸۵۰ھ میں آپ کی یہ تصنیف مکمل ہوئی، حلِ کتاب کے لحاظ سے ہدایہ کی شروحات میں یہ شرح سب سے ممتاز ہے، مصنف نے حلِ لغات، غریب الفاظ کی وضاحت، ہدایہ کی عبارت کی توضیح، ائمہ احناف کے مذاہب، دلائل اور ترجیح، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے راجح قول کی نشاندہی، ائمہ ثلاثہ کے مذاہب ودلائل، اُن کے دلائل کے جوابات، مذہبِ احناف کی ترجیح، احادیث کی تخریج، احادیثِ احکام کا

❶ البناية: ج ۱۳ ص ۵۴۵

تفصیلی تذکرہ،مرفوع،موقوف،مقطوع تینوں ذخیروں سے استفادہ،نہایت سہل عبارت کے ساتھ کتاب کی توضیح وتشریح کی ہے،یہ شرح ۱۴۲۰ھ میں تیرہ جلدوں میں ''دار الکتب العلمیۃ'' سے طبع ہے۔

۱۶......''فتح القدیر'' علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ)

مصنف حدیث،فقہ،اصول فقہ اور علوم عربیت میں نمایاں مقام رکھتے تھے،علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

كان إماماً نظاراً فارساً في البحث فروعياً أصولياً محدثاً مفسراً حافظاً نحوياً كلامياً منطقياً جدلياً. (1)

آپ نے اس شرح کا آغاز ۸۲۹ھ میں کیا،مصنف نے نہایت بسط کے ساتھ محققانہ انداز میں یہ شرح لکھی، اس میں لغات کی وضاحت، الفاظ کی تشریح، عبارت کا حل، احادیث کی تخریج،رُوّات پر نقد وجرح،الفاظِ حدیث کی وضاحت،احادیث کے دیگر طرق ومتابع کا ذکر،اگر روایت بالمعنی ہے تو اصل الفاظ کی نشاندہی،احادیثِ احکام کا تفصیلی ذکر، ائمہ ثلاثہ کے مذاہب ودلائل،حنفی نقطہ نظر کی اعتدال کے ساتھ وضاحت،تسامحات کی نشاندہی،فروعی مسائل کا ذکر، دلائل عقلیہ،نقلیہ کا تذکرہ، ہر کتاب کے شروع میں لغوی، اصطلاحی اور فنی معلومات، جابجا اصولِ فقہ اور علوم عربیت کے قواعد وفوائد کا تذکرہ، یہ شرح علوم ومعارف،تحقیق وتدقیق کا ایک گنجینہ ہے۔مصنف جب ''كتاب الوكالة'' میں ''والعقد الذي يعقده الوكلاء على ضربين'' پر پہنچے تو آپ کا انتقال ہوگیا،پھر اس شرح کی تکمیل علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۸ھ) نے ''نتائج الأفكار في كشف الرموز والأسرار'' کے نام سے اس کا تکملہ لکھا،یہ

(1) الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن عبد الواحد،

کتاب اور تکملہ ''مصطفیٰ البابی حلبی'' سے ١٣٨٩ھ میں دس جلدوں میں ہے۔

ہدایہ پر لکھی گئی مزید شروح، حواشی، تعلیقات اور اختصارات کے لئے تفصیلاً دیکھئے: (١)

''الهداية'' کی احادیث وآثار کی تخریج پر لکھی گئی کتابیں

١......''الكفاية في معرفة أحاديث الهداية'' علامہ علاء الدین علی بن عثمان المعروف ترکمانی رحمہ اللہ (متوفی ٧٥٠ھ)

٢......''نصب الراية لأحاديث الهداية'' علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ٧٦٢ھ)

٣......''العناية في تخريج أحاديث الهداية'' علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ٧٧٥ھ)

٤......''الدراية في تخريج أحاديث الهداية'' حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ٨٥٢ھ) یہ امام زیلعی رحمہ اللہ کی ''نصب الراية'' کی تلخیص ہے۔

٥......''منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي'' علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ٨٧٩ھ)

محقق العصر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ١٣٩٤ھ) صاحبِ ہدایہ کی علم حدیث میں جلالتِ شان اور ہدایہ میں موجود روایات کے متعلق لکھتے ہیں:

قلت: ويدل على كونه محدثا حافظا للحديث كثرة ما أودعه في كتبه لا سيما الهداية من الأحاديث، وقد اعتنى الحافظ الزيلعي بتخريجها في كتاب سماه ''نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية'' ولخصها الحافظ ابن حجر العسقلاني فسماه ''الدراية لأحاديث الهداية'' وكل

(١) كشف الظنون: ج٢ ص ٢٠٢٢ تا ٢٠٤٠

حديث قال فيه الحافظان "غريب لم نجده" قد وجدت الكثير منه و لله الحمد في كتاب الخراج للإمام أبي يوسف، وفي كتاب الآثار له وفي كتاب الآثار للإمام محمد بن الحسن، وفي كتاب الحجج له، رحمه الله عليهما، ويدل على براعته في العربية و الأدب ما في كتاب الهداية من الفصاحة و البلاغة و الانسجام و السلاسة كما اعترف به بعض الأدباء من الشيعة حيث قال: أفصح الكتب في الإسلام بعد كتاب الله البخاري ثم الهداية، ولعله لم يطلع على الموطأ للإمام محمد رحمه الله و لا على الجامع الصغير له، و إلا لقال: أفصح الكتب بعد كتاب الله الموطأ لمحمد رحمه الله ثم البخاري ثم الجامع الصغير لمحمد ثم الهداية. (1)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ صاحبِ ہدایہ کے محدث اور حافظ الحدیث ہونے پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے کثرت کے ساتھ اپنی کتابوں میں احادیث نقل کی ہیں، خصوصاً ہدایہ میں۔ حافظ زیلعی نے ان احادیث کی تخریج اپنی کتاب "نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية "میں کی ہے۔ اس کتاب کی تلخیص حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الدراية لأحاديث الهداية "کے نام سے کی۔ ہر وہ حدیث جس کے بارے میں ان دونوں حفاظِ حدیث نے فرمایا کہ یہ روایت غریب ہے ہمیں نہیں ملی، اُن میں سے اکثر احادیث اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے امام ابو یوسف کی "كتاب الخراج "اور "كتاب الآثار "اور امام محمد کی "كتاب الآثار "اور "كتاب الحجج "میں مل گئیں۔

صاحبِ ہدایہ کی عربیت اور ادبیت میں مہارت کا اندازہ ہدایہ کی فصیح و بلیغ مربوط اور

(1) أبو حنيفة و أصحابه المحدثون: ترجمة: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني، ص ۲۱۱، ۲۱۲

سلاست بھری عبارت سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعض شیعہ ادباء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں کتاب اللہ کے بعد سب سے فصیح کتاب بخاری اور پھر ہدایہ ہے۔ شاید یہ امام محمد کی ''الموطأ'' اور ''الجامع الصغير'' پر مطلع نہیں ہوئے، ورنہ یہ کہتے کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے فصیح کتاب امام محمد کی ''الموطأ'' پھر ''صحيح البخاری'' پھر ''الجامع الصغير'' اور پھر ''الهداية'' ہے۔

ہدایہ پڑھاتے وقت حلِ کتاب کے لئے ''البناية'' تفصیلات، دلائل، جزئیات کے لئے ''فتح القدير'' اور تخریجِ احادیث کے لئے ''نصب الراية'' کا مطالعہ کریں۔

''الهداية'' پر اہلِ علم کی متنوع خدمات

بعض اہلِ علم نے ہدایہ کے نفسِ مسائل کو بغیر دلائل کے بھی جمع کیا، ان میں امام ابوالطیب محمد بن عثمان رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی ''الرعاية فی تجريد مسائل الهداية'' اور علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) کی ''أصحاب البداية والنهاية فی تجريد مسائل الهداية'' کا نام ملتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے ہدایہ کی تلخیص بھی کی، ان میں نمایاں نام علامہ علاء الدین علی بن عثمان ماردینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۰ھ) کی ''الكفاية فی تلخيص الهداية'' کا ہے۔

ہدایہ کے مسائل اور دلائل پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات پر علامہ عبد الرحمٰن بن کمال رحمہ اللہ نے ''ترغيب اللبيب'' لکھی۔

''الهداية'' پر لکھی گئی تعلیقات

۱.....تعلیقات: امام سراج الدین عمر بن علی المعروف قاری الہدایہ رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۹ھ)

۲.....تعلیقات: امام احمد بن سلیمان ابن کمال پاشا رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۰ھ)

۳.....تعلیقات: محشی بیضاوی شیخ زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۱ھ)

۴.....تعلیقات: امام ابوالسعو دعمادی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۲ھ)

۵.....تعلیقات: امام عبدالحلیم المعروف اخی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ)

ہدایہ پر لکھے گئے حواشی میں زیادہ مقبولیت پاک وہند میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کے حاشیہ کو ملی۔

۴۲...... التجنیس و المزید

یہ امام علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) المعروف صاحبِ ہدایہ کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں فقہ حنفی کی اُن پیش آمدہ نئے مسائل کا ذکر ہے جنہیں متأخرین نے استنباط کیا ہے، متقدمین سے اس بارے میں کوئی صراحت منقول نہیں ہے۔ یہ کتاب علامہ سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ) کی ''النوازل، عیون المسائل ''اور''واقعات الناطفی، فتاوی ابن الفضل، فتاوی أئمة سمرقند'' کا تتمہ ہے۔ان کتابوں میں بھی نئے مسائل اور حوادث کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، یہ ایک مقدمہ اور پانچ کتب ''کتاب الطهارة، کتاب الصلاة، کتاب الزكاة، کتاب الصوم، کتاب الحج ''پر مشتمل ہے، یہ کتاب کل (۱۳۵۷) مسائل پر مشتمل ہے،اس میں ہر مسئلے پر ''مسألة'' کا عنوان ہے، چونکہ ہر مسئلہ ترقیم اور ''مسألة'' کے ذیلی عنوان سے مزین ہے اس لئے اس کتاب سے استفادہ اور مطلوبہ مسئلہ تک رسائی آسان ہے۔اس کتاب میں صرف مسائل کا تذکرہ ہے، دلائل کا ذکر نہیں ہے، فقہائے ثلاثہ یا دیگر مذاہب کا بھی تذکرہ نہیں ہے، عموماً کتبِ فتاوی مسائل پر مشتمل ہوتی ہیں ادلّہ اور اختلافات پر نہیں، ورنہ صاحبِ ہدایہ مذاہب، فقہ مقارن، عقلی ونقلی دلائل سے خوب واقف ہیں جیسا کہ ہدایہ پڑھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب مذہبِ حنفی کے مطابق متاخرین علماء کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب دکتور محمد امین

مکی حفظہ اللہ کی نہایت گراں قدر تحقیق وتعلیق اور تخریج حدیث کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔محقق نے فصلِ اول میں قدرے تفصیل کے ساتھ مصنف کے حالات اور تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔فصلِ ثانی میں ''التجنیس و المزید '' کا معنی ،اس کتاب کی صاحبِ ہدایہ کی طرف نسبت کی توثیق اور اس کتاب کے مصادر، رموز اور اس کتاب میں جن اہلِ علم اور کتب کا تذکرہ آیا ہے اُن کا تعارف کرایا ہے۔محقق نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ مختلف نسخوں سے موازنہ کرکے درست عبارت کی نشاندہی ،غریب الفاظ کی وضاحت، مسائل پر ترقیم، کتبِ فقہ سے مسائل کی تخریج ،احادیث کی تخریج اور کتاب کے آخر میں متعدد فہرستوں کے ذریعے کتاب کی افادیت پر چار چاند لگادیئے ہیں۔یہ محققانہ نسخہ دوجلدوں میں ''إدارة القرآن والعلوم الإسلامية'' کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۴۳...... الحاوی القدسی

قاضی جمال الدین احمد بن محمد غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) نے یہ کتاب بیت المقدس میں تصنیف کی ہے،اس لئے اسے ''قدسی'' کہتے ہیں۔یہ کتاب تین قسموں پر مشتمل ہے،ایک قسم اصولِ دین پر ہے،ایک قسم اصولِ فقہ پر ہے اور ایک قسم فرعی مسائل پر مشتمل ہے:

وجعله على ثلاثة أقسام:قسم في أصول الدين، وقسم في أصول الفقه، وقسم في الفروع، وأكثر فيها من ذكر الفروع المهمة في كراريس يسيرة. [1]

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں''فإنه من الكتب المعتبرة ''یہ کتاب معتبر کتابوں میں سے ہے۔[2]

[1] كشف الظنون: ج ا ص ۶۲۷

[2] أصول الإفتاء و آدابه: ص ۲۱۱

۴۴...... خلاصة الدلائل فی تنقیح المسائل

یہ امام حسام الدین علی بن احمد مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ) کی تصنیف ہے، جو ''مختصر القدوری '' کی شرح ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں ''شرح مفید، مختصر، نافع ''اس کتاب پر امام احمد بن عثمان ترکمانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے تین تعلیقات لکھیں:

الأولى: في حل مشكلاته.

والثانية: فيما أهمله من المسائل.

والثالث: في أحاديثه، والكلام عليها. ❶

اس کتاب کی احادیث کی تخریج علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے کی، اور اس کا نام رکھا ''الطرق والوسائل إلى معرفة أحاديث خلاصة الدلائل'' ❷

۴۵...... المحيط البرهاني في الفقه النعماني

یہ علامہ برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

كان من كبار الأئمة وأعيان الفقهاء الأمة، إماما ورعا مجتهدا متواضعا عالما كاملا بحرا زاخرا. ❸

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۳۱

❷ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۳۱

❸ الفوائد البهية: ترجمة: برهان الدين محمود بن أحمد، ص۳۳۶

ترجمہ: کبار ائمہ میں سے تھے، امت کے بلند پایہ فقہاء میں سے تھے، اپنے وقت کے امام، پرہیزگار، مجتہد اور متواضع تھے، کامل عالم اور علم کے ایک وسیع سمندر تھے۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں کن کن کتابوں سے استفادہ کیا، اپنے مراجع ومصادر کا تذکرہ مصنف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وجمعت مسائل المبسوط والجامعين والسير والزيادات، وألحقت بها مسائل النوادر والفتاوى والواقعات، وضممت إليها من الفوائد التي استفدتها من سيدي ومولاي والدي (تغمده الله بالرحمة) والدقائق التي حفظتها من مشايخ زماني رضوان الله عليهم أجمعين، وفصلت الكتاب تفصيلاً. ❶

ترجمہ: میں نے اس میں مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات کے مسائل جمع کئے ہیں، اور میں نے ان کے ساتھ نوادر، فتاوی اور واقعات کو بھی ساتھ ملایا ہے، اور میں نے اس میں اُن فوائد کو بھی ملایا ہے جو میں نے اپنے والد بزرگوار (اللہ تعالی انہیں غریقِ رحمت فرمائے) سے حاصل کئے اور میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے جو دقیق فوائد حاصل کئے وہ بھی اس میں شامل کردیئے، اور میں نے اس کتاب میں مسائل نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

محیط کا معنی ہے احاطہ کرنے والی، چونکہ یہ مسائلِ مذہب کے تینوں طبقات، اصول، نوادر اور نوازل کا احاطہ کرتی ہے اس لئے مصنف نے اس کا نام "**المحیط**" رکھا ہے، اس کو "**المحيط الكبير**" بھی کہتے ہیں، مصنف نے اپنی کتاب کی خود ایک تلخیص کی ہے جو "**الذخيرة البرهانية**" کے نام سے معروف ہے، اسے "**ذخيرة الفتاوى**" بھی کہتے ہیں۔ ❷

❶ المحيط البرهاني: مقدمة المؤلف، ۱/ ۲۹

❷ كشف الظنون: المحيط البرهاني، ۲/ ۱۶۱۹

ابن امیر حاج حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) ''حلبة المجلّي شرح منية المصلّي'' میں غسل کی بحث میں لکھتے ہیں:

إنه لم يقف على المحيط البرهاني.

اسی طرح علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) نے ''البحر البرائق'' میں محیط برہانی کے متعلق لکھا:

إنه مفقود في ديارنا.

پھر اس کتاب کا حکم بیان کیا:

لا يجوز الإفتاء منه.

استیناد میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) کا یہ قول نقل کیا:

لا يحل النقل من الكتب الغريبة. ❶

چونکہ یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی اس لئے مذکورہ بالا حضرات نے اِس کتاب سے فتوی دینے کو ناجائز قرار دیا، لیکن اب یہ کتاب طبع ہے اس لئے اس سے فتوی دینا درست ہے۔علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ''النافع الكبير'' میں اس کتاب کو غیر معتبر کتابوں میں شمار کیا، اور اس کے متعلق لکھا:

لا يجوز الإفتاء منه لكونه مجموعا للرطب واليابس. ❷

لیکن موصوف نے اپنی اس بات سے رجوع ان الفاظ میں کیا ہے:

فوضح لي أن حكمه بعدم جواز الإفتاء منه لي إلا لكونه من الكتب الغريبة المفقودة الغير المتداولة، لا لأمر في نفسه ولا لأمر في مؤلفه وهو أمر يختلف باختلاف الإعصار ويتبدل بتبدل الأقطار، فكم من كتاب

❶ الفوائد البهية: ص۳۳۸

❷ النافع الكبير لمن يطالع جامع الصغير: ص ۳۲

یصیر مفقودا فی إقلیم وهو موجود فی إقلیم آخر، وکم من کتاب یصیر نادرة الوجود فی عصر کثیر الوجود فی عصر آخر، فالمحیط البرهانی لما کان مفقودا فی بلاده وإعصاره عده من الکتب التی لا یفتی منها لعدم تداولها...... فإنه لا شبهة فی کونه معتمدا فی نفسه قد اعتمد علیه من جاء بعده من أرباب الاعتماد وأفتوا بنقله. [1]

ترجمہ: میرے لئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس کتاب سے فتوی کے عدم جواز کی وجہ کتاب کا مفقود اور غیر متداول ہونا ہے، مصنف یا کتاب کی وجہ سے نہیں ہے (یعنی ایسا نہیں ہے کہ مصنف مجہول ہو یا کتاب رطب ویابس کا مجموعہ ہو)۔ یہ ایسا معاملہ ہے جو زمانے اور شہروں کے بدلنے سے مختلف ہوجاتا ہے، (یعنی کسی زمانے اور شہر میں کوئی کتاب نادر ہوتی ہے، پھر آنے والے زمانے اور شہر میں وہ دستیاب ہوجاتی ہے) پس کتنی ہی کتابیں ہیں جو ایک شہر میں مفقود ہوتی ہیں اور دوسرے شہر میں موجود ہوتی ہیں، کتنی ہی کتابیں ہیں جو ایک شہر میں نادر الوجود ہوتی ہیں اور دوسرے شہر میں کثیر الوجود ہوتی ہیں، "**المحیط البرهانی**" جب شہروں اور زمانوں میں مفقود تھی تو اسے ان کتابوں میں شمار کیا گیا جس سے فتوی دینا جائز نہیں تھا، اس وجہ سے کہ کتاب متداول اور مشہور نہیں تھی، اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ کتاب قابلِ اعتماد ہے، بعد میں آنے والے معتبر علماء نے بھی اس کتاب پر اعتماد کیا ہے اور اس کی روشنی میں فتوے دیئے ہیں۔

نیز علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے جب خود یہ کتاب پڑھی تو اپنی سابقہ بات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے تاثرات "**النافع الکبیر**" کے حاشیہ میں ان الفاظ میں نقل کئے:

وقد وفّقنی الله بعد کتابة هذه الرسالة بمطالعة "المحیط البرهانی" فرأیته لیس جامعا للرطب والیابس، بل فیه مسائل منقّحة، وتفاریع

[1] الفوائد البهیة: ص ۳۳۸

مرصّصة، ثم تأمّلت في عبارة "فتح القدير" وعبارة ابن نجيم، فعلمت أن المنع من الإفتاء منه ليس لكونه جامع للغثّ والسمين، بل لكونه مفقودا نادر الوجود في ذلك العصر، وهذا الأمر يختلف باختلاف الزمان. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی نے مجھے اس رسالے "النافع الكبير" کے لکھنے کے بعد "المحيط البرهاني" کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائی، تو میں نے دیکھا کہ وہ رطب ویابس کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ اس میں تو تنقیح شدہ مسائل اور مضبوط تفریعات ہیں، پھر میں "فتح القدير" اور ابن نجیم کی عبارات پر غور کیا تو پتہ یہ چلا کہ "المحيط البرهاني" سے فتوی دینے کی ممانعت اس بناء پر نہیں تھی کہ وہ راجح اور مرجوح مسائل کا مجموعہ ہے، بلکہ ممانعت اس وجہ سے تھی کہ اس زمانہ میں یہ کتاب نایاب اور نادر تھی، اور یہ ایسی بات ہے جس میں زمانے کے اختلاف سے فرق آجاتا ہے۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وقد طالعتُ منه قدراً يعتدّ به، وإنه ذكر في جميع الأبواب (مسائل ظاهر البرواية) ثم (مسائل النوادر) ثم (النوازل والفتاوى) بترتيب جيد، فلا يمكن القول بأنه خلط بين الرطب واليابس، نعم توجد فيها روايات (النوادر) ولكنها ممتازة كل الامتياز عن (ظاهر الرواية) فيطبّق عليها ما ذكرنا من أحكام (النوادر) دون أن يقع أيّ التباس أو اشتباه، فينبغي أن يعدّ هذا الكتاب من أمهات الكتب المعتبرة. ❷

ترجمہ: میں نے اس کتاب کا معتد بہ حصہ مطالعہ کیا ہے، اس کے مصنف نے تمام ابواب میں بہترین ترتیب کے ساتھ پہلے مسائل ظاہر الروایہ کو ذکر کیا، پھر مسائل نوادر کو، پھر

❶ النافع الكبير: ص ۳۲ ❷ أصول الإفتاء وآدابه: ص ۲۱۳

نوازل اور فتاوی کو، لہذا یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ انہوں نے رطب ویابس کو باہم ملا دیا ہے۔ ہاں اس کتاب میں روایات نادرہ موجود ہیں لیکن وہ ظاہر الروایہ سے بالکل ممتاز اور جدا ہیں اس لئے ان پر نوادر کے وہ احکام جو ہم ذکر کر چکے ہیں، ان کو بغیر کسی التباس اور اشتباہ میں پڑے ان پر منطبق کیا جا سکتا ہے، لہذا اب اس کتاب کو اہم کتبِ معتبرہ میں سے ہی شمار کرنا چاہئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''**المحیط البرھانی**'' سے فتوی کے عدم جواز کی وجہ مصنف کا مجہول ہونا یا کتاب کا رطب ویابس پر مشتمل ہونا نہیں تھا، بلکہ پہلے یہ کتاب مفقود تھی اس لئے اس سے فتوی دینا درست نہیں تھا، اور اب الحمدللہ یہ کتاب منقح اور محقق نسخہ کی صورت میں طبع ہے، لہذا اب سے فتوی اور حوالہ دینا جائز ہے، اور یہ مذہب کی معتبر کتابوں میں سے ہے۔

حنفیہ کے ہاں محیط نام کی ایک اور کتاب بھی ہے، جو علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی ''**المحیط الرضی**'' ہے اس کو ''**المحیط السرخسی**'' بھی کہتے ہیں، لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

لفظ محیط جب مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد ''**المحیط البرھانی**'' ہوتا ہے:

إذا أطلق لفظ المحیط فالراجح أن المراد به المحیط البرھانی کما ذکرہ ابن أمیر حاج الحلبی رحمہ اللہ. [1]

حضرت مولانا نعیم اشرف نور احمد مدظلہ نے نہایت تتبع وجستجو کے ساتھ اس کتاب کے نسخوں کو تلاش کر کے بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس پر تحقیق وتعلیق اور تخریج کا کام کیا ہے، اس کتاب کے شروع میں (۱۴۱) صفحات پر مشتمل نہایت علمی اور تحقیقی مقدمہ لکھا ہے، اس میں متونِ حنفیہ، کتبِ فقہیہ کا تعارف، معتبر اور غیر معتبر کتب کی نشاندہی، مصنف کے احوال اور اس کتاب کا

[1] أصول الإفتاء وآدابہ: الجامع الکبیر، ص ۱۲۹

تفصیلی تعارف ذکر کیا ہے۔اس کے شروع میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی تقریظ ہے،یہ کتاب ''إدارة القرآن والعلوم الإسلامية '' سے پچیس (۲۵) جلدوں میں طبع ہے۔

۴۶...... ذخيرة الفتاوى

یہ امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) کی تصنیف ہے، یہ فتاویٰ ''الذخيرة البرهانية'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔مصنف نے پہلے ''المحيط البرهاني '' تصنیف کی،جس میں ظاہر الروایہ،نوادر اور فتاویٰ تینوں قسم کے مسائل جمع کئے، پھر خود اس کتاب کا اختصار ''ذخيرة الفتاوى '' کے نام سے کیا۔یہ اصل اور اختصار دونوں علماء کے ہاں مقبول ہیں:

اختصرها من كتابه المشهور (المحيط البرهاني) كلاهما مقبولان عند العلماء. ❶

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

قد طالعتُ "الذخيرة" وهو مجموع نفيس معتبر. ❷

ترجمہ: میں نے ''الذخيرة'' کا مطالعہ کیا،یہ نہایت مفید اور معتبر مسائل کا مجموعہ ہے۔

۴۷...... الفتاوى الظهيرية

یہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد القاضی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۹ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں:

ذكر فيها: أنه جمع كتابا من الواقعات والنوازل، مما يشتد الافتقار

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۸۳۳

❷ الفوائد البهية: ص ۲۰۶

إليه، وفوائد غير هذه. ❶

ترجمہ: (مصنف نے) اس کتاب میں واقعات اور نوازل (یعنی اُن نئے پیش آمدہ) مسائل کو جمع کیا ہے جن کی طرف احتیاج زیادہ ہوتی ہے اور ان کے علاوہ دیگر اہم فوائد کو۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اس فتاوی سے انتخاب کر کے ایک مجموعہ تیار کیا، اور اس کا نام رکھا "**المسائل البدرية المنتخبة من الفتاوى الظهيرية**" مصنف اپنے اس انتخاب کردہ مجموعہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وهو كتاب مشتمل على مسائل من كتب المتقدمين، لا يستغنى عنها علماء المتأخرين. ❷

ترجمہ: یہ کتاب متقدمین کے ان مسائل پر مشتمل ہے جن سے متاخرین علماء میں سے کوئی مستغنی نہیں ہوسکتا۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اس فتاوی کے متعلق فرماتے ہیں:

وقد طالعتُ من تصانيفه "الفتاوى الظهيرية" فوجدتُه كتابا معتبرا متضمناً للفوائد الكثيرة. ❸

ترجمہ: میں نے ان کی تصانیف میں "**الفتاوى الظهيرية**" کا مطالعہ کیا، میں نے اسے معتبر کتاب پایا ہے، اور یہ بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔

مصنف کی تصانیف میں ایک "**الفوائد الظهيرية**" ہے، جو علامہ صدر الشہید رحمہ اللہ کی "**شرح الجامع الصغير**" سے ماخوذ ہے۔ ❹

---

❶ كشف الظنون: ج۲ ص۱۲۲۶

❷ كشف الظنون: ج۲ ص۱۲۲۶

❸ الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن أحمد بن عمر، ص۲۵۸

❹ هدية العارفين: ج۲ ص۱۱۱

۴۸...... القنية

یہ مختار بن محمود بن محمد نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ عقائد میں معتزلی اور فروع میں حنفی تھے، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) غیر معتبر کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومنها: أن يكون مؤلفه قد جمع فيه الروايات الضعيفة والمسائل الشاذة من الكتب الغير المعتبرة، وإن كان في نفسه فقيها جليلا كالقنية فإن مؤلفه مختار بن محمود بن محمد أبو رجاء الزاهدي. ❶

ترجمہ: (غیر معتبر کتابوں میں سے وہ کتابیں بھی ہیں) جن کے مصنفین غیر معتبر کتابوں سے ضعیف روایات اور شاذ مسائل کو جمع کرتے ہیں، اگر چہ وہ بذاتِ خود بڑے فقیہ ہیں، جیسے "القنية" کے مصنف مختار بن محمود بن محمد ابو الرجاء زاہدی ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے جن کتابوں سے فتاوی دینا جائز نہیں ہے، ان میں امام زاہدی رحمہ اللہ کی "القنية" کا بھی ذکر کیا ہے:

لَا يَجُوزُ الْإِفْتَاءُ مِنَ الْكُتُبِ الْمُخْتَصَرَةِ كَالنَّهْرِ وَشَرْحِ الْكَنْزِ لِلْعَيْنِيِّ وَالدُّرِّ الْمُخْتَارِ شَرْحِ تَنْوِيرِ الْأَبْصَارِ، أَوْ لِعَدَمِ الِاطِّلَاعِ عَلَى حَالِ مُؤَلِّفِيهَا كَشَرْحِ الْكَنْزِ لِمُنْلَا مِسْكِينٍ وَشَرْحِ النُّقَايَةِ لِلْقُهُسْتَانِيِّ، أَوْ لِنَقْلِ الْأَقْوَالِ الضَّعِيفَةِ فِيهَا كَالْقُنْيَةِ لِلزَّاهِدِيِّ، فَلَا يَجُوزُ الْإِفْتَاءُ مِنْ هَذِهِ إلَّا إذَا عَلِمَ الْمَنْقُولَ عَنْهُ وَأَخَذَهُ مِنْهُ. ❷

ترجمہ: کتبِ مختصرہ سے فتاوی دینا جائز نہیں ہے، جیسے "النهر الفائق" علامہ عینی کی کنز کی شرح "رمز الحقائق" اور "الدر المختار شرح تنوير الأبصار" یا (جن کتابوں کے) مصنفین کے احوال معلوم نہیں ہیں، جیسے ملا مسکین کی کنز کی شرح "فتح المعين" اور قہستانی کی نقایہ کی شرح "جامع الرموز" یا (جن کتابوں) میں ضعیف

---

❶ النافع الكبير: ص ۳۰

❷ رد المحتار: مقدمة، ج ۱ ص ۷۰

اقوال موجود ہیں، جیسے علامہ زاہدی کی ''القنیة'' ان سے فتوی دینا جائز نہیں ہے جب تک ان کا منقول عنہ یا ماخذ کا علم نہ ہو۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) مولی برکلی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

وقد نقل عنها بعض العلماء فی کتبهم، لکنها مشهورة عند العلماء بضعف الروایة، وأن صاحبها معتزلی. ❶

ترجمہ: بعض علماء نے ''القنیة'' سے مسائل اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں، لیکن یہ کتاب اہلِ علم کے درمیان ضعفِ روایت میں مشہور ہے، اور اس کا مصنف معتزلی ہے۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں کہ ''القنیة'' پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، یہ غیر معتبر کتابوں میں سے ہے:

إن هذا لا یعوّل علیه لأن القنیة لیست من الکتب المعتبرة. ❷

۴۹...... الحاوی للزاهدی

یہ مختار بن محمود بن محمد ابو رجاء زاہدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۸ھ) کی تصنیف ہے، مصنف عقائد میں معتزلی اور فروع میں حنفی تھے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) مصنف اور اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وَالْحَاوِی لِلزَّاهِدِیِّ مَشْهُورٌ بِنَقْلِ الرِّوَایَاتِ الضَّعِیفَةِ وَلِذَا قَالَ ابْنُ وَهْبَانَ وَغَیْرُهُ إِنَّهُ لَا عِبْرَةَ بِمَا یَقُولُهُ الزَّاهِدِیُّ مُخَالِفًا لِغَیْرِهِ. ❸

ترجمہ: امام زاہدی کی کتاب ''الحاوی'' ضعیف روایات کے نقل کرنے میں مشہور ہے، اسی وجہ سے امام ابن وہبان اور دیگر علماء نے فرمایا کہ زاہدی کا قول جب دیگر اہلِ علم

❶ کشف الظنون: ج۲ ص۱۳۵۷

❷ حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: أواخر باب ما یفسد الصوم، ج۱ ص۴۶۰

❸ العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة: کتاب الإجارة، ج۲ ص۱۲۷

کے قول کے مخالف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ اس کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ذَكَرَ ابْنُ وَهْبَانَ أَنَّهُ لا يَلْتَفِتُ إِلَى مَا نَقَلَهُ صَاحِبُ الْقُنْيَةِ يَعْنِي الزَّاهِدِيَّ مُخَالِفًا لِلْقَوَاعِدِ مَا لَمْ يُعَضِّدْهُ نَقْلٌ مِنْ غَيْرِهِ. ❶

ترجمہ: امام ابن وہبان نے یہ بات ذکر کی ہے کہ صاحبِ ''القنية'' یعنی امام زاہدی کے نقل کردہ (قول اور مسئلے) کی طرف جبکہ وہ قواعد کے مخالف ہو تو اس کی طرف التفات بھی نہیں کریں گے، جب تک کہ دیگر (اہلِ علم) سے اس کی تائید نہ ہو۔

۵۰...... المجتبى شرح مختصر القدوری

یہ مختار بن محمود بن محمد ابو رجاء زاہدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب ''مختصر القدوری'' کی شرح ہے، یہ بات گزر چکی ہے کہ مصنف غیر مستند روایات، ضعیف اقوال اور رطب ویابس جمع کرتے ہیں، اس لئے جب تک دیگر اہلِ علم اور کتبِ فقہیہ سے اس کی موافقت نہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، ان کی تصانیف غیر معتبر ہیں، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

صرّح ابن وهبان وغيره أنه معتزلي الاعتقاد حنفي الفروع، وتصانيفه غير معتبرة ما لم يوجد مطابقتها لكونها جامعة للرطب واليابس. ❷

ترجمہ: ابن وہبان اور دیگر اہلِ علم نے صراحت کی ہے کہ (امام زاہدی) عقائد میں معتزلی اور فروع میں حنفی تھے، ان کی تصانیف غیر معتبر ہیں، جب تک کہ (دیگر معتبر کتابوں سے) اس کی مطابقت نہ ہو، اس لئے کہ یہ رطب ویابس جمع کرنے والے ہیں۔

---

❶ العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية: مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة، ج۲ ص ۳۲۴

❷ الفوائد البهية: ترجمة: مختار بن محمود بن محمد، ص ۳۴۹

۱۵...... تحفة الملوك

یہ امام زین الدین محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٦ھ) کی تصنیف ہے، ان کی تصانیف میں معروف کتاب ''أنموذج جليل في أسئلة وأجوبة من غرائب آي التنزيل '' ہے۔ موصوف نے فقہی ابواب کی ترتیب پر نہایت سہل انداز میں فصول کے تحت صرف مسائل ذکر کئے ہیں، اس میں فقہاء کے مابین اختلاف ودلائل کا ذکر نہیں ہے، (۲۸۴) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں کل (۴۹۰) مسائل ہیں۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک ہی مجلس میں پڑھنے کو دل چاہتا ہے، دکتور عبد اللہ نذیر احمد کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''دار البشائر الإسلامية'' سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب کی شرح علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے ''منحة السلوك في شرح تحفة الملوك '' کے نام سے لکھی، یہ شرح احمد عبد الرزاق کبیسی کی تحقیق کے ساتھ ''وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية '' قطر سے ۱۴۲۸ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۵۲...... الفتاوى الصوفية

علامہ فضل اللہ بن محمد بن ایوب رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٦ھ) نے اس فتاوی کو تریسٹھ (٦٣) ابواب اور ایک سو پینسٹھ (١٦٥) فصول پر مرتب کیا، اس فتاوی میں موضوع اور غیر مستند روایات کثرت کے ساتھ ہیں، محققین علماء کے ہاں اس کتاب سے فتوی دینا درست نہیں ہے۔ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) مصنف کے ترجمہ میں نقل کرتے ہیں:

''الفتاوى الصوفية'' من الكتب الغير المعتبرة فلا يجوز الاعتماد

على فيها إلا إذا علم موافقته للأصول. (1)

ترجمہ: ''**الفتاوى الصوفية**''غیر معتبر کتابوں میں سے ہے، لہذا اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے، جب تک کہ اس کی موافقت کتبِ اصول میں سے کسی سے نہ ہو۔

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ غیر معتبر کتابوں کے تذکرے میں اس فتاوی کا ذکر کیا ہے، اس سے فتوی دینا جائز نہیں ہے، دیکھئے تفصیلاً: (2)

۵۳...... المختار للفتوى

یہ متن علامہ مجد الدین موصلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۳ھ) کا ہے، مصنف نے خود اس متن کی شرح لکھی، اس کا نام ''**الاختيار لتعليل المختار**'' ہے، اس شرح کے مقدمہ میں مصنف نے تصریح کی کہ اہلِ علم اور طلبہ کی فرمائش پر میں نے اس کتاب کی شرح لکھی، علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کتاب اور اس کی شرح کے متعلق فرماتے ہیں:

وقد طالعتُ المختار والاختيار، وهما كتابان معتبران عند الفقهاء. (3)

ترجمہ: میں نے ''**المختار**'' اور ''**الاختيار**'' کا مطالعہ کیا، یہ دونوں فقہاء کے ہاں معتبر کتابیں ہیں۔

یہ شرح شیخ محمد محی الدین عبد الحمید رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبہ حلبیہ'' قاہرہ سے ۱۳۷۷ھ میں طبع ہوئی، پھر یہ شرح ''مکتبہ صبیح'' سے ۱۳۸۰ھ میں پانچ (۵) جلدوں میں طبع ہوئی۔

---

(1) الفوائد البهية: ترجمة: فضل الله بن محمد، ص ۲۵۰

(2) النافع الكبير: ص ۳۳

(3) الفوائد البهية: ترجمة: عبد الله بن محمود مجدد الدين الموصلي، ص ۱۸۰

۵۴...... اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب

یہ علامہ جمال الدین خزرجی منبجی رحمہ اللہ (متوفی ٦٨٦ھ) کی تصنیف ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس قرآن وسنت سے دلائل نہیں ہیں، یہ قیاس کو ترجیح دیتے ہیں، موصوف نے مشہور اختلافی مسائل میں قرآن وسنت سے دلائل نقل کئے ہیں۔ ان کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے مسئلہ نقل کرتے ہیں پھر اس پر پہلے قرآن سے پھر باحوالہ احادیث سے روایات نقل کرتے ہیں، اس میں مرفوع، موقوف اور مقطوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ جن روایات یا رُوات پر نقد و جرح ہو تو اس کے جوابات بھی نقل کرتے ہیں، اگر امام صاحب سے متعدد اقوال نقل ہوں تو ہر قول کے دلائل الگ الگ ذکر کرتے ہیں، نبیذ تمر اور مَسِ ذکر کے مسئلے میں ذکر کردہ دلائل، وجہ ترجیحات قابلِ دید ہیں، یہ کتاب ان لوگوں کے لئے دندان شکن جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس احادیث نہیں ہیں۔ مصنف نے ہر مسئلے میں اس قدر روایات وآثار ذکر کئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے، اس کتاب کے مطالعے سے علم حدیث میں آپ کا مقام، وسعتِ مطالعہ اور رجال سے عمیق واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے، اہل علم کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے، اگر اس کتاب کا اردو میں ترجمہ تعلیق وتخریج سے کیا جائے تو یہ ایک مفید کاوش ہوگی۔ نیز اس میں ذکر کردہ دلائل کو ہدایہ کے ساتھ اگر حاشیہ میں شائع کیا جائے تو دُگنا فائدہ ہوگا۔ یہ کتاب محمد فضل عبد العزیز مراد کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں ۱۴۱۴ھ میں ''دار العلم'' دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

۵۵...... مجمع البحرین

یہ علامہ ابن ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ٦٩٤ھ) کا مشہور متن ہے، اس میں آپ نے

قدوری اور ''منظومة الخلافيات'' کے مسائل کو جمع کیا ہے، اس لئے نام ''مجمع البحرين'' رکھا، ''منظومة الخلافيات'' صاحبِ عقائد نسفیہ علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) کی کتاب ہے، اس منظومہ کی مفصل شرح صاحبِ کنز علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے ''المستصفى'' کے نام سے لکھی، پھر اس کا اختصار ''المصفى'' کے نام سے کیا۔ ''مجمع البحرين'' میں چونکہ قدوری کے سب مسائل آ گئے ہیں اس لئے متاخرین حنفیہ نے متونِ اربعہ (کنز، وقایہ، مختار، مجمع البحرین) میں قدوری کے بجائے مجمع کو شامل کیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے ''قدوری'' کو بنیاد بنا کر یہ متن لکھا، اس متن سے مصنف ۶۹۰ھ میں فارغ ہوئے، پھر خود اس کی شرح دو جلدوں میں لکھی۔ انہوں نے ایک کتاب اصول فقہ میں لکھی ''بديع النظام الجامع بين كتابى البزدوى والإحكام'' اس کتاب میں انہوں نے علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) کی ''أصول البزدوى'' اور علامہ آمدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) کی ''الإحكام فى أصول الأحكام'' کے مباحث کو فصلوں کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قد طالعتُ البديع والمجمع وهما كتابان فى غاية اللطف واللطافة. (1)

مصنف رحمہ اللہ کی اس شرح کا مخطوطہ ''دار الكتب العربية'' رقم (۴۸۳) کے تحت محفوظ ہے۔ اب اس مخطوطے کے عبادات کے حصے پر دکتور صالح بن عبداللہ حیدان نے تحقیق وتعلیق کر کے جامع امام محمد بن سعود اسلامیہ سے ۱۴۱۵ھ میں دکتورہ کیا ہے۔ معاملات کے حصے پر شیخ خالد بن عبداللہ نے تحقیق وتعلیق کر کے اسی جامعہ امام محمد بن سعود سے ۱۴۱۷ھ میں دکتورہ کیا ہے۔

(1) الفوائد البهية: ترجمة: أحمد بن على بن ثعلب الساعاتى، ص ۵۱

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی اس کتاب کی شرح ''المتجمع فی شرح المجمع'' کے نام سے لکھی، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اب اس کتاب کے عبادات کے حصے پر شیخ محمد بن حسین عبیری رحمہ اللہ نے اور معاملات کے حصے پر شیخ محمد بن عبد اللہ بن محمد بشر نے تحقیق و تعلیق کر کے جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ سے ۱۴۱۶ھ میں دکتورہ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۵۶...... منية المصلى

یہ علامہ سدید الدین کاشغری رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۵ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں:

وهو كتاب معروف متداول بين الحنفية. [1]

ترجمہ: یہ کتاب حنفیہ کے درمیان مشہور اور متداول ہے۔

مصنف نے متقدمین کی کتب سے صرف اُن مسائل کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق طہارت اور نماز سے ہے اور وہ کثیر الوقوع ہیں۔ مصنف کو جو بھی مسئلہ ملا انہوں نے اِس کتاب میں جمع کیا، اِس وجہ سے یہ کتاب حسنِ ترتیب کے وصف سے عاری ہے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کی متعدد شروحات کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کی معروف شروحات دو ہیں:

۱...... ''**حلبة المجلّى شرح منية المصلّى**'' علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ)

۲...... اس کتاب کی دوسری شرح علامہ ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) کی ''**غنية المستملى شرح منية المصلى**'' ہے، جو ''**الحلبى الكبيرى**'' کے نام سے مشہور ہے۔

---

[1] كشف الظنون: منية المصلى، ۲/ ۱۸۸۶

۵۷...... کنز الدقائق

یہ متن علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کا ہے۔ مصنف کی تصانیف میں تفسیر میں ''مدارک التنزیل المعروف تفسیر المدارک'' اصولِ فقہ میں ''منار الأنوار'' (اس کی شرح ملاجیون رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) نے ''نور الأنوار'' کے نام سے لکھی) فقہ میں ''کنز الدقائق'' ہے۔ یہ متن اپنی جامعیت، ترتیب وتہذیب اور حسن اختصار کی وجہ سے یوم تصنیف سے لے کر اب تک اہل علم کے درمیان معروف ہے۔

یہ متن مکتبہ مجیدی کانپور سے ۱۳۲۰ھ میں طبع ہوا، پھر یہ متن ہندوستان میں علامہ محمد احسن نانوتوی رحمہ اللہ کے حواشی کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں طبع ہوا۔

''کنز الدقائق'' کی سات شروحات

کئی اہلِ علم نے اس کتاب پر حواشی اور شروحات لکھیں، چند شروحات درج ذیل ہیں:

۱...... ''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق'' علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ)

۲...... ''الفتح المعین علی شرح الکنز لملا مسکین'' معین الدین محمد بن عبد اللہ المعروف ملا مسکین رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۱ھ)

۳...... ''رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق'' شرح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)

۴...... ''البحر الرائق شرح کنز الدقائق'' علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) اِن چاروں شروحات کا تعارف ان شاء اللہ آگے آرہا ہے۔

۵......"کشف الحقائق فی شرح کنز الدقائق" علامہ عبدالحکیم افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۶ھ) یہ مکتبہ موسوعات مصر سے ۱۳۲۲ھ میں دو (۲) جلدوں میں طبع ہے۔ کراچی میں "إدارة القرآن" سے تین (۳) جلدوں میں طبع ہے۔

۶......"متخلص الحقائق فی شرح کنز الدقائق" مولانا ولی محمد قندھاری "مکتبہ رشیدیہ" کوئٹہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۷......"توفیق الرحمن بشرح کنز دقائق البیان" شیخ مصطفیٰ بن محمد بن یونس طائی یہ شرح "مکتبہ ازہریہ" مصر سے ۱۳۰۸ھ میں طبع ہے۔

۵۸...... المستصفی فی شرح المنظومة

یہ امام عبداللہ بن احمد بن محمود المعروف ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب امام ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) کی "منظومة النسفی" کی شرح ہے، اس منظومہ میں دو ہزار چھ سو انہتر (۲۶۶۹) اشعار ہیں، یہ مصنف کی مفصل شرح ہے، اس کا اختصار "المصفی شرح المنظومة" ہے۔ (مصنف کی تصانیف میں "کتاب الوافی" اور اس کی شرح "الکافی" اور فقہ میں دقیق متن "کنز الدقائق" اصولِ فقہ میں "المنار" اور تفسیر میں "مدارک التنزیل وحقائق التأویل" ہے۔)

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں "أحد الزهاد المتأخرين، صاحب التصانيف المفيدة"

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) امام نسفی رحمہ اللہ کی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

قد انتفعت من تصانيفه "الوافی" و"الکافی" و"المستصفی"......

وكل تصانيفه نافعة معتبرة عند الفقهاء.

ترجمہ: میں نے ان کی تصانیف میں ''الوافی، الکافی'' اور ''المستصفی'' سے مستفید ہوا ہوں، ان کی تمام تصانیف فقہاء کے ہاں معتبر ہیں۔ ❶

۵۹...... تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق

علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) نے اس شرح میں کتاب کو حل کیا ہے، غریب الفاظ کی وضاحت، صورتِ مسئلہ، مسئلہ کی توضیح، ائمہ احناف کی تشریحات، ائمہ مذہب اور ائمہ ثلاثہ کے مذاہب، قرآن وسنت، اجماع اور قیاس سے مستحکم دلائل، دلائل میں احادیث اور آثار کا کثرت سے تذکرہ، حدیث پر صحت وضعف کا حکم، رواۃ پر جرحاً وتعدیلاً گفتگو، راجح قول کی نشاندہی، مسائل سے متعلق دیگر تفریعات کا ذکر، اس شرح کی اہم خصوصیت دلائل میں احادیث وآثار کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔

یہ شرح ''مکتبة الكبرى الأميرية'' سے ۱۳۱۳ھ میں چھ جلدوں میں طبع ہے۔ اس شرح پر علامہ شہاب الدین احمد بن محمد شبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۲۱ھ) نے نہایت مفید حاشیہ لکھا ہے، جو اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

۶۰ ...... خزانة المفتيين فى الفروع

یہ امام حسین بن محمد سمنقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۶ھ) کی تصنیف ہے، ان کی ایک تصنیف ''الشافي فى شرح الوافي'' ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ ''خزانة المفتين'' کے متعلق لکھتے ہیں:

أنـه صنفه بإشارة حكيم الدين محمد بن على الناموسني. فأورد ما هو

❶الجواهر المضية: ج ۱ ص ۲۷۰ / الدرر الكامنة: ج۳ ص ۱۱ / كشف الظنون: ج۲ ص۱۸۶۷ / الفوائد البهية: ص ۱۰۲

مروی عن المتقدمین، ومختار عند المتأخرین، وطوی ذکر الاختلاف، واکتفی بالعلامات من الهدایة والنهایة، وقاضیخان، والخلاصة، والظهریة، وشرح الطحاوی، وغیر ذلک من المعتبرات. وفرغ فی محرم، سنة ۷۴۰، أربعین وسبعمائة. ❶

ترجمہ: یہ کتاب حکیم الدین محمد بن علی ناموسی کے اشارے پر لکھی گئی، اس میں وہ مسائل نقل کئے ہیں جو متقدمین سے مروی ہیں اور متاخرین کے ہاں پسندیدہ (راجح) ہیں، اس میں اختلافی مسائل ذکر نہیں کئے، اس میں "فتاوی قاضی خان، خلاصة الفتاوی، فتاوی الظهیریة، شرح الطحاوی" اور دیگر معتبر کتابوں سے صرف معاملات سے متعلق مسائل ذکر کئے ہیں، مصنف اس کتاب کی تصنیف سے محرم ۷۴۰ھ میں فارغ ہوئے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) "خزانہ المفتیین" اور "الفتاوی الظهیریة" کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ دونوں کتابیں معتبر ہیں:

رجوع الإمامِ إلی هذه الرِّوایة عن خِزَانة المفتین، والفَتَاوَی الظهریة وهما من المُعْتَبَرات. ❷

۶۱ ...... شرح الوقایة

یہ متن علامہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ کا ہے، یہ متن قدوری اور ہدایہ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، مصنف رحمہ اللہ نے یہ متن اپنے پوتے علامہ صدر الشریعہ اصغر عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کے حفظ کے لئے لکھا، پھر

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۷۰۳

❷ فیض الباری: کتاب مواقیت الصلاة، باب مواقیت الصلاة وفضلها، ج ۲ ص ۱۲۸

علامہ عبید اللہ بن مسعود جن کے لئے یہ متن لکھا گیا تھا انہوں نے اس متن کی شرح لکھی، جسے ''شرح الوقایة'' کہا جاتا ہے، آپ نے اختصار کر کے ایک متن ''النقایة'' کے نام سے لکھا، اس متن کی شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے ''فتح باب العناية بشرح النقاية'' کے نام سے تین جلدوں میں لکھی، یہ شرح شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے حواشی وتعلیقات کے ساتھ ''مطبوعات الإسلامية'' حلب سے طبع ہے۔ اس شرح میں احادیث وآثار کا وافر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے، یہ ان لوگوں کے لئے دندانِ شکن جواب ہے جو کہتے ہیں احناف کے پاس احادیث وآثار نہیں ہیں۔

''شرح الوقاية'' کی سب سے عمدہ، جامع اور مدلل شرح علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی ''السعاية في كشف ما في شرح الوقاية'' ہے، یہ شرح ''مکتبہ سہیل اکیڈمی'' لاہور سے طبع ہے۔ (اِس شرح کا تعارف ان شاء اللہ آگے آرہا ہے۔)

''شرح الوقاية'' پر لکھے گئے بارہ حواشی

متعدد علمائے احناف نے اس کتاب کی جامعیت ونافعیت کی وجہ سے اس پر حواشی لکھے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱......علامہ سلیمان بن علی قرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۶ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۲......علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۶ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۳......علامہ احمد بن موسی خیال رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۰ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۴......علامہ حسن چلپی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸٦ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۵...... علامہ محی الدین بن تاج الدین المعروف ابن الخطیب رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۱ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

٦......علامہ احمد بن یحیی بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۹۱٦ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۷......علامہ شیخ زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۱ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۸......علامہ ابراہیم بن عبداللہ حمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۹......علامہ احمد بن محمد المعروف امام زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۷ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۱۰......ملاعلی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۱۱......علامہ نورالدین احمد آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵۵ھ) نے ''حاشية على شرح الوقاية'' لکھا۔

۱۲......علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ''عمدة الرعاية'' کے نام سے حاشیہ لکھا، راقم کی معلومات کے مطابق صرف یہ آخری حاشیہ طبع ہے۔ [1]

٦٢ ...... معراج الدراية إلى شرح الهداية

یہ امام قوام الدین محمد بن محمد بخاری الکاکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹ھ) کی تصنیف ہے،

[1] هدية العارفين: ج ۱ ص ۲۸، ج ۱ ص ۱۳۳، ج ۱ ص ۱۳۸، ج ۱ ص ۱۴۷، ج ۱ ص ۱۷۳، ج ۱ ص ۲۸۸، ج ۱ ص ۴۰۲، ج ۱ ص ۷۲۸

جو ''الهــــداية'' کی شرح ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس شرح کے متعلق لکھتے ہیں:

أنـه أراد بـعـد فـقـدان كتبـه، أن يـجـمـع الـفـرائد من فوائد المشايخ والشـارحين، ليكون ذلك المجموع كالشرح.وبين فيه أقوال الأئمة الأربعة من الصحيح والأصح والمختار والجديد والقديم، ووجه تمسكهم. ❶

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۲۰۲۲

ترجمہ: مصنف نے کتابوں کے گم ہو جانے کے بعد ارادہ کیا کہ وہ مشائخ اور شارحین کے فوائد میں سے نکات کو جمع کریں تا کہ یہ مجموعہ بمنزلہ شرح کے ہو جائے، اور ائمہ اربعہ کے اقوال میں سے صحیح، اصح، مختار اور جدید وقدیم قول کو بیان کریں اور ان کا طرزِ استدلال بھی بیان کریں۔

''البـحـر الرائق''اور''رد الـمحتار''میں اس شرح کے حوالے سے بہت سے مسائل وفوائد کا ذکر ہے، یہ شرح غیر مطبوعہ ہے۔

۶۳ ...... أنفع الوسائل إلى تحرير المسائل

علامہ نجم الدین ابراہیم بن علی بغدادی المعروف علامہ طرطوسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) آٹھویں صدی کے مشہور حنفی عالم ہیں، کل عمر ۳۸ سال تھی، آپ کی یہ تصنیف ''فتاوی طرطوسیہ'' کے نام سے معروف ہے۔''البـحـر الرائق، النهر الفائق، رد المحتار''میں جابجا اِس کے حوالے ملتے ہیں۔راقم کی معلومات کے مطابق یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔

۶۴ ...... غاية البيان ونادرة الأقران

یہ امیر کاتب عمید بن امیر غازی اتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب ''الهداية'' کی شرح ہے، مصنف لغت، عربیت اور فقہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے،

لیکن خود پسندی میں مبتلا تھے، مذہب میں نہایت متعصب تھے، اپنے مخالفین کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے تھے، بعض مسائل میں نہایت متشدد تھے، جیسے رفع یدین کرنے پر فسادِ صلوۃ کا حکم دیتے تھے، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وكان رأسا فى الحنفية بارعا فى الفقه واللغة والعربية كثير الإعجاب بنفسه، شديد التعصب على من خالفه، يدل عليه كلماته الواقعة فى تصانيفه كشرح المنتخب الحسامى وسماه "التبيين" وشرح الهداية وسماه "غاية البيان ونادرة الأقران"...... قد طالعت من تصانيفه "التبيين" و"غاية البيان" فوجدته كما قال الكفوى شديد التعصب فى مذهبه سليط اللسان على مخالفه. ❶

ترجمہ: حنفیہ کے سردار تھے، فقہ، لغت اور عربیت میں ماہر تھے، بہت زیادہ خود پسندی میں مبتلا تھے، اپنے مخالفین کے خلاف نہایت متعصب تھے، اس پر ان کے وہ کلمات دلالت کرتے ہیں جو ان کی تصانیف میں ہیں، جیسے "**منتخب الحسامی**" کی شرح "**التبیین**" میں اور ہدایہ کی شرح "**غاية البيان ونادرة الأقران**" میں۔ میں نے ان کی تصانیف میں سے "**التبيين**" اور "**غاية البيان**" کا مطالعہ کیا، میں نے اس کو اسی طرح پایا جس طرح کے علامہ کفوی نے فرمایا تھا کہ مذہبِ حنفیہ میں نہایت متعصب تھے اور اپنے مخالفین کے خلاف جارحانہ زبان استعمال کرتے تھے۔

علامہ اتقانی کی تصانیف میں ایک "**التبيين**" ہے جو "**منتخب الحسامی**" کی شرح ہے، ان کی ایک تصنیف "**الشامل فی شرح أصول البزدوی**" ہے، جو دس جلدوں میں ہے، یہ "**اصول البزدوی**" کی نہایت مفصل شرح ہے، اس میں متقدمین کی نصوص

---

❶ الفوائد البهية: ترجمة: أمير كاتب العميد بن أمير الغازى، ص۸۷، ۸۸

ذکر کر کے جس پر مناقشہ کی ضرورت تھی اس پر مناقشہ بھی کیا ہے، یہ ''البحر المحیط للزرکشی'' سے زیادہ مفید ہے، اس لئے کہ اس میں صرف نصوص کا ذکر ہے۔

۶۵ ...... نصب الراية لأحاديث الهداية

علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) کی تصانیف میں دو کتابیں معروف ہیں:

۱......نصب الراية ۲...... تخريج أحاديث الكشاف

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ان دو کتابوں کی تلخیص کی ہے ''نصب الراية'' کی ''الدراية في تخريج أحاديث الهداية'' کے نام سے اور ''تخريج أحاديث الكشاف'' کی ''الكاف الشاف في تحرير أحاديث الكشاف'' کے نام سے۔ علامہ زیلعی رحمہ اللہ اپنے دور کے ایک عظیم نقاد محدث تھے، مزاج میں اعتدال تھا، آپ نے ہدایہ میں موجود احادیث وآثار کی تخریج کی، یہ احادیثِ احکام کا ایک عظیم ذخیرہ ہے، اس میں روایت کی سند، طرق اور علل پر بحث، متابع اور شواہد کا ذکر، رُوات پر جرحاً وتعدیلاً گفتگو، احادیث ورُوات پر ائمہ محدثین کی آراء، غیر مستند روایات کی نشاندہی، فقہ الحدیث اور فوائد کا تذکرہ، اگر روایت بالمعنی ہو تو اصل الفاظ کی نشاندہی، ارسال، انقطاع، تدلیس، علل کی نشاندہی، ائمہ فقہاء کے مستدلات پر گفتگو، متعارض فیہ روایات میں تطبیق، اقوال کا اُن کے اصل قائلین کی طرف انتساب، اقوالِ صحابہ وتابعین کا جابجا تذکرہ، اس میں صرف فقہ حنفی کے مستدلات ہی نہیں بلکہ یہ احادیثِ احکام کا انسائیکلوپیڈیا ہے، کوئی محدث اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اہل علم حضرات احادیثِ احکام سے واقفیت کے لئے ان تین کتب تخریج کا مطالعہ کریں:

۱ ...... نصب الراية ۲ ...... التلخيص الحبير ۳...... إرواء الغليل

یاد رہے زیلعی نام کے ساتھ دو علماء مشہور ہیں:

۱......صاحبِ ''نصب الراية'' علامہ زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ)

۲......شارحِ کنز صاحبِ ''تبيين الحقائق'' علامہ فخر الدین زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ)

جو احادیث وآثار علامہ زیلعی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ کو نہیں ملیں یا ان چھوٹ گئیں اُن کی تخریج علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے ''**منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي**'' کے نام سے کی، یہ کتاب محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ''**مكتبة الخانجي**'' قاہرہ سے ۱۳۶۹ھ میں طبع ہوئی ہے۔

شیخ ثناء اللہ زاہدی رحمہ اللہ نے ''**نصب الراية**'' میں جن روّات کا تذکرہ آیا ہے انہیں حروفِ معجم کی ترتیب پر ''**تحقيق الغاية بترتيب الرواة المترجم لهم في نصب الراية**'' میں ذکر کیا، یہ کتاب ''دار اہلِ حدیث'' کویت سے ۱۴۰۸ھ میں شائع ہوئی۔

اس طرح شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ''**تهذيب الأسماء الواقعة في الهداية والخلاصة**'' کے نام سے کتاب لکھی، یہ کتاب ''**دار الكتب العلمية**'' سے ۱۴۱۹ھ میں طبع ہے۔

۲۶ ...... منظومة ابن وهبان

یہ شیخ عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) کا منظومہ ہے، یہ قصیدہ رائیہ ہے، جو چار سو (۴۰۰) اشعار پر مشتمل ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں ''**وهي نظم جيد متمكن**'' اس منظومہ کا نام ''**قيد الشرائد ونظم الفرائد**'' ہے۔ یہ منظوم کلام ''ہدایہ'' کی ترتیب پر ہے۔ مصنف نے خود اس کی شرح

لکھی اور اس کا نام ''عقد القلائد فی حل قید الشرائد '' رکھا۔علامہ ابن الشحنہ حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۱ھ) نے اس شرح میں تنقیح وتہذیب اور اضافات کئے، اور اس کا نام ''تفصیل عقد الفوائد بتکمیل قید الشرائد '' رکھا، اس شرح کا اختصار علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے ''مختصر شرح ابن الشحنة'' کے نام سے کیا۔[1]

٦٧ ...... الغرة المنيفة فی تحقيق بعض المسائل الإمام أبی حنيفة

یہ امام عمر بن اسحاق بن احمد ہندی غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ) کی تصنیف ہے، امام فخر الدین سلطان رحمہ اللہ نے فارسی میں ''الطريقة البهائية '' کے نام سے کتاب لکھی، مصنف نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا اور دلائل وجوابات کا تفصیلاً اس میں اضافہ کیا۔اس کتاب میں اختلافی مسائل کا ذکر ہے، خصوصاً وہ مسائل جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف ہے، یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، اس میں تمام اختلافی مسائل کا ذکر نہیں ہے، بلکہ بعض معروف اختلافی مسائل کا ذکر ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے۔ پہلا مسئلہ کسی پاک چیز سے بدن یا کپڑے سے نجاست زائل کرنا جائز ہے یا نہیں، جیسے سرکہ یا گلاب کا پانی، اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چھ دلائل ذکر کئے ہیں، پھر امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی چھ دلائل ذکر کئے ہیں، اور ہر دلیل کا جواب بھی ذکر کیا ہے۔اسی طرح دوسرا مسئلہ وضو بغیر نیت کے جائز ہے یا نہیں؟ اس میں امام صاحب کے پانچ دلائل ذکر کئے ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی پانچ دلائل ذکر کئے ہیں، اور ہر دلیل کا جواب بھی دیا ہے، یہی اسلوب ہے کتاب کے آخر تک، اس کتاب میں احناف کے احادیث کے دلائل بکثرت موجود ہیں، (۱۹۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب

[1] كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۸۶۵

''مؤسسة الكتاب الثقافية'' سے ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۶۸ ...... العناية على الهداية

یہ علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کی تصنیف ہے، اس شرح کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''وقد أحسن فيه و أجاد'' یہ نہایت مفید شرح ہے، اس میں متوسط انداز میں کتاب کو حل کیا گیا ہے، ہر کتاب کی دوسری کتاب سے مناسبت، ہر کتاب کے شروع میں لغوی، اصطلاحی معنی، اُس کتاب کی اہمیت وضرورت، ائمہ ثلاثہ کی آراء، راجح مذہب کی نشاندہی، نہایت منقح ومہذب انداز میں جچے تُلے الفاظ کے ساتھ مصنف کی مراد کی وضاحت کرتے ہیں، فقہی بصیرت اور استعداد کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ یہ شرح دس جلدوں میں ''دار الفكر'' سے طبع ہے۔

۶۹ ...... الفتاوى التاتارخانية

یہ علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کا معروف فتاوی ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس فتاوی کے متعلق فرماتے ہیں:

وهو كتاب عظيم في مجلدات جمع فيه مسائل المحيط البرهاني والذخيرة والخانية والظهيرية، وجعل الميم علامة للمحيط، وذكر اسم الباقي، وقدم بابا في ذكر العلم ثم رتب على أبواب الهداية. ❶

ترجمہ: یہ عظیم الشان کتاب کئی جلدوں میں ہے، اس میں ''المحيط البرهاني'' ''الذخيرة'' ''الخانية'' (فتاوی قاضی خان) اور ''الظهيرية'' کے مسائل کو جمع کیا ہے، محیطِ برہانی سے لئے گئے مسائل کے آگے بطورِ علامت کے لفظِ میم لکھا ہے، اور بقیہ کتابوں سے لئے گئے مسائل کے آگے اس کتاب کا نام لکھا ہے، اور علم کے باب کو سب سے پہلے

❶ كشف الظنون: باب التاء، التاتارخانية، ج ۱ ص ۲۶۸

ذکر کیا ہے، پھر بقیہ ابواب ہدایہ کی ترتیب پر لکھے ہیں۔

امیر تاتارخان دہلوی نے مصنف کو حکم دیا کہ وہ فقہ حنفی کی ایک جامع کتاب مرتب کریں اور اختلافی مسائل میں تمام اقوالِ مختلفہ نقل کریں اور ساتھ ہی اختلاف کرنے والے علماء وفقہاء کی تصریح کریں، چنانچہ امیر تاتارخان کے حکم کے بعد آپ نے یہ عظیم الشان کتاب مرتب کی، اس کا نام ''**زاد المسافر في الفروع**'' رکھا، لیکن چونکہ اس کتاب کی ترتیب وتسوید امیر تاتارخان دہلوی کے حکم سے ہوئی تھی اس لئے اس کی زیادہ شہرت ''فتاوی تاتارخانیہ'' کے نام سے ہوئی۔ اس کتاب کا آغاز انہوں نے علم سے متعلق مباحث سے کیا ہے اور اس میں سات (۷) فصلیں ذکر کی ہیں، اس کے بعد ''**کتاب الطهارة**'' کے تحت نو (۹) فصلیں قائم کی ہیں، اسی طرح دیگر کتب کے تحت بھی کئی کئی فصلیں قائم کرکے بڑے مربوط انداز میں مسائل کو یکجا کیا ہے، عموماً جس کتاب سے مسئلہ ذکر کرتے ہیں اس کا ذکر مسئلے کے شروع یا آخر میں کردیتے ہیں، یہ فتاوی پانچ جلدوں میں ''قدیمی کتب خانہ'' سے طبع ہیں، لیکن یہ ناقص ہے، ہندوستان کے معروف عالم علامہ شبیر احمد قاسمی کی تحقیق وتعلیق اور تخریج کے ساتھ یہ مکمل نسخہ اب پچیس (۲۵) جلدوں میں چھپ چکا ہے، اس کے شروع میں ایک نہایت علمی مقدمہ ہے، مختلف نسخوں سے موازنہ کرکے نہایت عمدہ اعلام وترقیم، تعلیق وتخریج اور مآخذ ومراجع کی نشان دہی کے ساتھ ایک علمی کام سرانجام دیا ہے۔

۷۰...... درر البحار فی الفروع

یہ شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن الیاس قونوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۸ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس متن کے متعلق فرماتے ہیں ''**وهو متن مشهور مختصر**'' یہ مشہور اور مختصر متن ہے۔ اس متن کی مقبولیت کی وجہ سے کئی ایک اہلِ علم نے اس کی شرح لکھی، ان میں معروف شروح درج ذیل ہیں۔

''درر البحار'' کی شروحات

۱......علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن خضر رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۵ھ) نے مصنف کی زندگی میں اس متن کی شرح ''الغوص لاقتباس نفاس الأسرار المودعة فی درر البحار'' کے نام سے لکھی۔

۲......علامہ محمد بن محمد بن محمود بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۰ھ) نے اس متن کی شرح ''غرر الأفکار شرح درر البحار'' کے نام سے لکھی۔

۳...... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے اس متن کی شرح ''شرح درر البحار للقونوی'' کے نام سے لکھی۔

۴......علامہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر زین الدین صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ) نے اس متن کی شرح ''شرح درر البحار للقونوی'' کے نام سے لکھی۔

فائدہ: اس کتاب کے مسائل کو امام ابوالمحاسن حسام الدین رہاوی رحمہ اللہ نے نظم کی صورت میں ترتیب دیا، اور اس کا نام ''البحار الزاخرة'' رکھا، اس نظم کے اشعار کی شرح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی، اور اس کا نام ''درر البحار الزاهرة فی نظم البحار الزاخرة'' رکھا۔[1]

۱۷...... السراج الوهاج الموضح لکل طالب محتاج

یہ امام ابوبکر بن علی بن محمد حداد زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے قدوری کی دو شروحات لکھیں، ایک مفصل اور دوسری مختصر، یہ مفصل شرح ہے، اور مختصر شرح ''الجوهرة النیرة'' ہے۔ مولی برکلی نے اس کتاب کو غیر معتبر کتابوں میں شمار کیا ہے:

[1] کشف الظنون: ج ۱ ص ۷۴۶/ هدیة العارفین: ج ۱ ص ۱۱۵/ ج ۱ ص ۵۳۳/ ج ۱ ص ۸۳۰/ ج ۲ ص ۱۹۶/ ج ۲ ص ۴۲۰

وعدّه المولى، المعروف ببركلى من جملة الكتب المتداولة الضعيفة غير المعتبرة. ❶

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے بھی اس کتاب کا شمار ان کتب میں کیا ہے جس میں ضعیف روایات اور کتبِ غیر معتبرہ سے شاذ مسائل جمع کئے جاتے ہیں:

ومنها: أن يكون مؤلّفه قد جمع فيه الروايات الضعيفة والمسائل الشاذة من الكتب الغير المعتبرة...... ومن هذا القسم: السراج الوهاج. ❷

ترجمہ: (غیر معتبر کتابوں میں سے وہ کتابیں بھی ہیں) جن کے مصنفین ضعیف روایات اور کتبِ غیر معتبرہ سے شاذ مسائل ذکر کرتے ہیں، اس قسم میں ''السراج الوهاج'' بھی شامل ہے۔

یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے، البتہ ''الجوهرة النيرة'' دو جلدوں میں طبع ہے۔

۲۷...... الجوهرة النيرة على مختصر القدوري

یہ امام ابو بکر بن علی حدادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ شرح ''السراج الوهاج'' کا اختصار ہے، حلِ کتاب کے اعتبار سے یہ نہایت مفید شرح ہے۔ اس میں لغات، حلِ عبارت اور مسائل کی اختصار کے ساتھ وضاحت ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے کتاب کا تعارف مقدمہ میں اِن الفاظ میں کیا ہے:

هذا شرح لمختصر القدورى جمعته بألفاظ مختصرة وعبارات ظاهرة تشمل على كثير من المعانى والمذاكرة أوضحته لذوى الأفهام القاصرة والهمم القاصرة وسميته الجوهرة النيرة. (مقدمة: ص ۱)

مصنف اس شرح میں ہر کتاب کے آغاز میں لغوی، اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں۔

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۳۱ ❷ النافع الكبير: ص ۳۰، ۳۲

مسائل کی عام فہم انداز میں توضیح کرتے ہیں، ائمہ مذاہب کے اقوال ذکر کرتے ہیں، قرآن وسنت سے دلائل ذکر کرتے ہیں اور عموماً راجح قول کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، فقہائے ثلاثہ اور دیگر فقہاء کے اقوال بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے:

فهو كتاب مهم مفيد عند علماء المذهب الحنفي، لا يستغنى عنه طالب علم.

دو جلدوں پر مشتمل یہ شرح ''المطبعة الخيرية'' سے ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۴۷...... الفتح المعين على شرح الكنز لملا مسكين

یہ شرح معین الدین محمد بن عبد اللہ المعروف ملا مسکین رحمہ اللہ (متوفی بعد ۸۱۱ھ) کی ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) ملا مسکین، علامہ قہستانی (متوفی ۹۵۳ھ) اور اِن کی کتب کے متعلق نقل کرتے ہیں:

ومن الكتب الغريبة لملا مسكين شرح الكنز والقهستاني لعدم الاطلاع على حال مؤلفيهما. ❶

ترجمہ: فتوی کے اعتبار سے ضعیف کتابوں میں ملا مسکین کی کنز کی شرح ''فتح المعين'' اور علامہ قہستانی کی ''جامع الرموز'' ہے، جو ''النقاية'' کی شرح ہے۔ اِن دونوں مصنفین کے حالات کا علم نہیں ہے، (اس لئے ان سے فتوی دینا جائز نہیں ہے۔)

اس شرح پر حاشیہ علامہ احمد بن عمر اسقاطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵۹ھ) نے ''حاشية على شرح ملا مسكين لكنز الدقائق'' کے نام سے لکھا۔ یہ شرح ''ایچ ایم سعید'' کراچی سے تین جلدوں میں طبع ہے۔

❶ شرح عقود رسم المفتي: ص ۴۹

۷۴...... نهاية النهاية

یہ علامہ محمد بن محمد بن محمود محبّ الدین المعروف ابن الشحنہ الکبیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۵ھ) کی تصنیف ہے، مصنف کا زیادہ اشتغال تاریخ اور ادب کے ساتھ تھا، ان کی تصانیف میں ایک کتاب ''روض المناظر فی علم الأوائل والأواخر'' ہے، یہ ''تاریخ أبی الفداء'' کا اختصار ہے، مصنف نے اس تاریخ پر ذیل لکھا ہے جو سن ۸۰۶ھ تک ہے۔ ان کی ایک تصنیف ''السيرة النبوية'' ہے۔ انہوں نے ہدایہ کی شرح ''نهاية النهاية'' کے نام سے لکھی، یہ شرح پانچ جلدوں میں غسل کے مسائل تک ہے۔ ❶

۷۵...... الفصول العمادية

یہ شیخ عبد الرحیم زین الدین رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، انہوں نے فقہ کا علم اپنے والد سے اور علامہ حسام الدین العلیابادی رحمہ اللہ سے حاصل کیا، جو مجد الدین محمد استروشنی صاحبِ ''الفصول الأستروشنية'' کے شاگرد ہیں۔ مصنف اس کتاب کی تصنیف سے ۶۵۱ھ میں فارغ ہوئے ہیں، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قد طالعت "الفصول العمادية" فوجدته مجموعا نفيسا شاملا لأحكام متفرقة ومتضمنا للفوائد ملتقطة. ❷

ترجمہ: میں نے ''الفصول العمادية'' کا مطالعہ کیا، میں نے اسے متفرق احکامات کا مفید مجموعہ پایا، اور منتخب فوائد پر مشتمل پایا۔

۷۶...... نهاية الكفاية

یہ امام محمود بن احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم تاج الشریعہ المحبوبی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے،

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۲۰۲۲

❷ الفوائد البهية: ترجمة: عبد الرحيم أبو الفتح زين الدين، ص ۱۶۰

یہ ''ہدایہ'' کی شرح ہے،ان کی تصانیف میں معروف ''الوقایة''متن ہے، جوانہوں نے ''الهداية'' سے انتخاب کیا تھا، یہ متن انہوں نے اپنے پوتے کے حفظ کے لئے لکھا تھا، پھر پوتے علامہ عبیداللہ بن مسعود بن محمود رحمہ اللہ نے اس کی شرح ''شرح الوقاية'' کے نام سے لکھی۔مصنف کی تصانیف میں ایک ''الفتاوی والواقعات'' بھی ہے،لیکن ''الوقاية''متن کے علاوہ ان کی کوئی تصنیف مطبوعہ نہیں ہے۔

۷۷...... جامع الفصولين فی الفروع

یہ شیخ بدرالدین محمود بن اسرائیل المعروف ابن قاضی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۳ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وهو كتاب مشهور متداول فی أيدی الحكام والمفتين، لكونه فی المعاملات خاصة.جمع فيه بين فصول العمادی، وفصول الأسروشنی، وأحاط وأجاد. ❶

ترجمہ: یہ کتاب حکام اور مفتیین کے درمیان مشہور ومعروف ہے، اس لئے کہ یہ صرف معاملات سے متعلق ہے،اس میں انہوں نے ''فصول العمادی ''اور''فصول الأسروشنی ''کے مسائل کو جمع کیا ہے،انہوں نے (مسائل کا)احاطہ کیا ہے،یہ(کتاب نہایت)مفید ہے۔

یہ معتبر کتابوں میں سے ہے،علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ جَامِعُ الْفُصُولَيْنِ) هُوَ كِتَابٌ مُعْتَبَرٌ لِابْنِ قَاضِي سَمَاوَةَ، جَمَعَ فِيهِ بَيْنَ فُصُولِ الْعِمَادِيِّ وَفُصُولِ الْأُسْرُوشَنِيِّ. ❷

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵٦٦

❷ رد المحتار: كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ۱ ص ۲۲۷

ترجمہ: ابن قاضی سماوہ کی کتاب ''جامع الفصولین ''معتبر کتاب ہے، اس میں انہوں نے ''فصول العمادی ''اور ''فصول الأسروشنی '' کے مسائل کو جمع کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں ''وفي جامع الفصولين: وهو من معتبرات فقهنا '' یہ مسئلہ ''جامع الفصولين ''میں ہے، جو ہماری فقہ کی معتبر کتابوں میں سے ہے۔ ❶

امام محمد بن احمد المعروف نشانجی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے اس کتاب کی تنقیح وتہذیب کی، اس میں کمی بیشی کی اور اس کا نام رکھا ''نور العين في إصلاح جامع الفصولين ''❷

لیکن اللہ تعالی نے قبولیت ونافعیت اصل کتاب کو عطا فرمائی ہے، اگرچہ اس میں تسامحات اور لغزشیں ہیں:

والأصل هو المتداول مع ما فيه من الخلل والزلل. ❸

۷۸...... الفتاوى البزازية

امام محمد بن محمد بن شہاب المعروف ابن بزار کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) اصول وفروع اور دیگر علوم دینیہ میں یکتائے روزگار تھے، زیادہ تر علم اپنے والد ماجد سے حاصل کیا، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أفراد الدهر في الفروع والأصول.

ان کی دو مشہور کتابیں ہیں:

❶ فيض الباري: كتاب الوكالة، باب إذا أبصر الراعي، ج۳ ص۲۸۷

❷ كشف الظنون: ج۱ ص۵۶۶

❸ كشف الظنون: ج۱ ص۵۶۶

۱ ...... الفتاوی البزازیة ۲ ...... مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰٦۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس میں انہوں نے مختلف کتب سے فتاوی، واقعات اور دلیل کی روشنی میں جو مسائل راجح ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مفتی ابو السعود رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ آپ فقہ میں اہم اور زیادہ پیش آنے والے مسائل پر مشتمل کتاب کیوں نہیں تالیف فرماتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ صاحبِ بزازیہ سے شرم کے باعث، کیونکہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں اس فن میں کوئی کتاب تالیف کروں۔ ❶

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اس فتاوی کے متعلق فرماتے ہیں:

طالعت الفتاوی البزازیة فوجدته مشتملا علی مسائل یحتاج إلیها مما یعتمد علیها. ❷

ترجمہ: میں نے "الفتاوی البزازیة" کا مطالعہ کیا، میں نے اس کو اُن قابلِ اعتماد مسائل پر مشتمل پایا جن کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔

یہ کتاب فتاوی عالمگیری کے حواشی میں آخری تین جلدوں میں "مکتبہ رشیدیہ" کوئٹہ کے نسخہ میں طبع ہے، اور دو جلدوں میں الگ سے "قدیمی کتب خانہ" کراچی سے بھی طبع ہے۔

۷۹...... فتاوی قاری الهدایة

علامہ سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۹ھ) علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸٦۱ھ) کے استاذ ہیں۔ یہ فتاوی دو سو اسی سوالات پر مشتمل ہے، جن کا تعلق مختلف ابواب سے ہے، البتہ زیادہ تر مسائل کا تعلق معاملات سے ہے، علامہ طحطاوی

❶ کشف الظنون: البزازیة فی الفتاوی، ج ۱ ص ۲۴۲

❷ الفوائد البهیة: ترجمة: محمد بن محمد بن شهاب، ص ۳۰۹

رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے ''حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح'' کتاب الطہارت میں ''باب المسح علی الخفین'' کے تحت اِس فتوی کے حوالے سے مسئلہ ذکر کیا ہے۔ (ج ۱ ص ۱۳۶) یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔

۸۰...... جامع المضمرات والمشکلات

یہ امام یوسف بن عمر بن یوسف المعروف نبیرہ عمر بزار رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''مختصر القدوری'' کی شرح ہے، اس شرح میں مختلف رموز اختیار کئے گئے ہیں، ''الألف'' سے اشارہ ''الأنفع'' نامی کتاب کی طرف، ''المیم'' سے اشارہ ہے ''الینابیع والمنافع'' کی طرف، ''الھاء'' سے اشارہ ہے ''الھدایۃ'' کی طرف، ''الباء'' سے اشارہ ہے ''المغرب'' کی طرف۔

اس کے شروع میں ایک فصل فقہ اور فقہاء کی منقبت سے متعلق ہے، ایک فصل ''اہلسنت والجماعت'' کی وضاحت پر ہے، ایک فصل اس پر ہے کہ فتوی دینا کس کے لئے جائز ہے اور کس کے لئے نہیں ہے، یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے۔ ❶

۸۱...... خزانۃ الأکمل فی الفروع

یہ امام ابو یعقوب یوسف بن علی بن محمد جرجانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ کی ''الجامع الصغیر، الجامع الکبیر'' اور ''الزیادات'' اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی ''المجرد'' امام حاکم شہید رحمہ اللہ کی ''الکافی'' امام ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی ''عیون المسائل'' اور علامہ جصاص رحمہ اللہ کی ''شرح مختصر الطحاوی'' سے مسائل کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے۔ ❷

❶ کشف الظنون: شروح مختصر القدوری، ج ۲ ص ۱۶۳۱

❷ کشف الظنون: ج ۱ ص ۷۰۲

۸۲...... البناية فی شرح الهداية

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصنیف ہے،علامہ عینی رحمہ اللہ کی تصانیف میں معروف ”عمدة القاری شرح صحیح البخاری، نخب الأفكار فی تنقيح مبانی الأخيار، البناية فی شرح الهداية، رمز الحقائق شرح كنز الدقائق، شرح سنن أبی داود، منحة السلوك شرح تحفة الملوك“ ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وقد طالعت عمدة القاری والبناية ورمز الحقائق ومنحة السلوك، كلها مفيدة جدا، وله بسط فی تخريج الأحاديث وكشف معانيها، وسعة نظر في الفنون كلها ولو لم يكن فيه رائحة التعصب المذهبی لكان أجود أجود. ❶

ترجمہ: میں نے ”عمدة القاری، البناية، رمز الحقائق “اور”منحة السلوك“ کا مطالعہ کیا، یہ تمام کتابیں نہایت مفید ہیں۔مصنف کو احادیث کی تخریج اور (الفاظ کے) معانی (اور عبارت کی توضیح) میں مہارت تھی ،اور تمام فنون میں وسیع النظر تھے۔اگر ان میں مذہبی تعصب نہ ہوتا تو یہ بہت بہتر ہوتا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ بنایہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ۹۰ سال کی عمر کے قریب میری عمر ہے جب میں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ ❷

وفات سے پانچ سال قبل یعنی ۸۵۰ھ میں آپ کی یہ تصنیف مکمل ہوئی ،حلِ کتاب کے لحاظ سے ہدایہ کی شروحات میں یہ شرح سب سے ممتاز ہے،مصنف نے حلِ لغات، غریب الفاظ کی وضاحت، ہدایہ کی عبارت کی توضیح ،ائمہ احناف کے مذاہب، دلائل اور

❶ الفوائد البهية: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ص ۳۴۰

❷ البناية: ج۱۳ ص۵۴۵

ترجیح، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے راجح قول کی نشاندہی، ائمہ ثلاثہ کے مذاہب ودلائل، اُن کے دلائل کے جوابات، مذہبِ احناف کی ترجیح، احادیث کی تخریج، احادیثِ احکام کا تفصیلی تذکرہ، مرفوع، موقوف، مقطوع تینوں ذخیروں سے استفادہ، نہایت سہل عبارت کے ساتھ کتاب کی توضیح وتشریح کی ہے، یہ شرح ۱۴۲۰ھ میں تیرہ جلدوں میں ''دار الکتب العلمیة'' سے طبع ہے۔

۸۳...... رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق

یہ شرح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی یہ کتاب ''کنز الدقائق'' کی شرح ہے، یہ شرح حلِ کتاب کے لحاظ سے مفید ہے، اس میں غریب الفاظ کی وضاحت، اختصار کے ساتھ مسائل کی توضیح، ائمہ احناف کے مذاہب اور مختصراً دلائل کا ذکر ہے۔ یاد رہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے اِس کتاب کو اُن کتب میں شمار کیا ہے جن سے فتوی دینا جائز نہیں ہے:

ومن الکتب الغریبة لملا مسکین شرح الکنز والقهستانی لعدم الاطلاع علی حال مؤلفیهما، أو لنقل الأقوال الضعیفة کصاحب القنیة أو لاختصار کالدر المختار للحصکفی والنهر والعینی شرح الکنز. [1]

ترجمہ: فتوی کے اعتبار سے ضعیف کتابیں یہ ہیں: ملا مسکین کی کنز کی شرح ''فتح المعین'' اور علامہ قہستانی کی (''جامع الرموز'' جو ''النقایة'' کی شرح ہے) کیونکہ ان دونوں مصنفین کے حالات کا علم نہیں۔ اور ''القنیة'' کے مصنف کی کتابیں کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں ضعیف اقوال نقل کرتے ہیں۔ علامہ حصکفی کی ''الدر المختار'' علامہ عمر بن نجیم کی ''النهر الفائق'' اور علامہ عینی کی ''رمز الحقائق'' یہ تینوں کتابیں اختصار کی وجہ

[1] شرح عقود رسم المفتی: ص ۴۹

سے (مفتی بہ کتابوں میں شامل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔)

یہ شرح ''إدارة القرآن والعلوم الإسلامية'' کراچی سے دوجلدوں میں طبع ہے۔

۸۴...... فتح القدير

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''الهـــداية'' کی شرح ہے۔ مصنف حدیث،فقہ،اصول فقہ اور علوم عربیت میں نمایاں مقام رکھتے تھے، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

كان إماماً نظاراً فارساً في البحث فروعياً أصولياً محدثاً مفسراً حافظاً نحوياً كلامياً منطقياً جدلياً. [1]

آپ نے اس شرح کا آغاز ۸۲۹ھ میں کیا، مصنف نے نہایت بسط کے ساتھ محققانہ انداز میں یہ شرح لکھی، اس میں لغات کی وضاحت، الفاظ کی تشریح، عبارت کا حل، احادیث کی تخریج، رُوّات پر نقد وجرح، الفاظِ حدیث کی وضاحت، احادیث کے دیگر طرق ومتابع کا ذکر، اگر روایت بالمعنی ہے تو اصل الفاظ کی نشاندہی، احادیثِ احکام کا تفصیلی ذکر، ائمہ ثلاثہ کے مذاہب ودلائل، حنفی نقطہ نظر کی اعتدال کے ساتھ وضاحت، تسامحات کی نشاندہی، فروعی مسائل کا ذکر، دلائل عقلیہ، نقلیہ کا تذکرہ، ہر کتاب کے شروع میں لغوی، اصطلاحی اور فنی معلومات، جابجا اصول فقہ اور علوم عربیت کے قواعد وفوائد کا ذکر، یہ شرح علوم ومعارف، تحقیق وتدقیق کا ایک گنجینہ ہے۔ مصنف جب ''كتاب الوكالة'' میں ''**والعقد الذي يعقده الوكلاء على ضربين**'' پر پہنچے تو آپ کا انتقال ہوگیا، پھر اس شرح کی تکمیل علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۸ھ) نے

[1] الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن عبد الواحد، ص۲۹۷

''نتائج الأفکار في کشف الرموز والأسرار'' کے نام سے کی، یہ کتاب اور تکملہ ''مصطفی البابی حلبی'' سے ۱۳۸۹ھ میں دس جلدوں میں طبع ہے۔

فائدہ: علامہ ابوالملیح محمد بن عثمان المعروف بن اقرب رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے ہدایہ کے صرف مسائل کو دلائل سے الگ کر کے اپنی کتاب ''الرعایة في تجرید مسائل الهدایة'' میں جمع کیا، نفسِ مسائل کے لئے اِس کتاب کا مطالعہ ہو اور فقہ میں تبحر کے لئے ''فتح القدیر'' کا مطالعہ ہو۔

۸۵...... مشتمل الأحکام

یہ شیخ فخر الدین رومی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۴ھ) کی ہے، جسے سلطان محمد فاتح رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے تالیف کیا ہے، اس کتاب میں قضاۃ سے متعلق مسائل اور احکامات کا ذکر ہے، مولی برکلی نے اسے ''من جملة الکتب المتداولة والواهیة'' میں اس کا شمار کیا ہے۔[1]

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے کتبِ غیر معتبرہ میں اِس کتاب کو بھی شامل کیا ہے، دیکھئے:[2]

۸۶...... حَلبة المجلّی شرح منیة المصلّی

علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی تصنیف ہے، (مصنف نے علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) کی کتاب ''التحریر'' کی شرح تین جلدوں میں ''التقریر والتحبیر'' کے نام سے لکھی ہے۔ موصوف کی تالیفات میں ایک کتاب ''ذخیرة القصر في تفسیر سورة العصر'' بھی ہے۔)

یہ کتاب علامہ کاشغری رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۵ھ) کی ''منیة المصلي'' کی شرح

[1] کشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۹۲

[2] النافع الکبیر: ص ۳۲

ہے(''منية المصلى''طہارت اور نماز کے کثیر الوقوع مسائل پر مشتمل ہے) مصنف نے اس شرح میں اختصار کے ساتھ مسائل کی تنقیح وتوضیح کی ہے اور تفریعات کا اضافہ کیا ہے اور بقدرِ ضرورت دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔

اس کتاب کے نام کے متعلق شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کی تحقیق

اس شرح کا اصل نام''حلبة المجلى''ہے،یعنی لام کے بعد لفظ''باء''ہے،''یاء'' نہیں ہے، شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) لکھتے ہیں:

''حلية المجلى'' هو تحريف قطعا، فإن اسم الكتاب كما هو مسطور في النسخ المخطوطة الموثوقة ''حلبة المجلى وبُغية المهتدى في شرح منية المصلى'' والحَلبة بالباء الموحّدة. ❶

ترجمہ:''حلية المجلى''(لفظِ یاء کے ساتھ) یقینی طور پر تحریف ہے، اس کتاب کا اصل نام جیسا کہ اس کے قابلِ اعتماد مخطوطہ نسخوں میں لکھا ہے وہ''حلبة المجلى وبغية المهتدى في شرح منية المصلى''ہے،''الحلبة''لفظِ باء کے ساتھ ہے۔

شیخ نے متعدد مخطوطات کا حوالہ دیا ہے کہ میں نے ان اصل مخطوطہ نسخوں میں دیکھا ہے کہ اس کا نام''حلبه المجلى''ہے۔تفصیلی بحث کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

ومن هذا كله وجب الجزم بأن ما وقع في ''حاشية ابن عابدين'' أو غيرها من تسمية الكتاب ''حلية المجلى'' بالإضافة أو ''حلية'' من غير إضافة إنما هو تحريف من الناسخ يجب تصحيحه وإثباته...... حيث جاء بلفظ ''حلبة المجلي'' أو ''حلبة'' بالباء الموحّدة. ❷

❶ التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة: ص۱۹۷ تا ۲۰۱

❷ التعليقات على الأجوبة الفاضلة: ص ۲۰۱

ترجمہ: اس پوری تحقیق سے یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہوگئی کہ ''حاشیہ ابن عابدین'' اور دیگر کتابوں میں ''حلیة المجلی'' اضافت کے ساتھ یا ''حلبة'' بغیر اضافت کے ناسخین کی طرف سے تحریف ہے، جس کی تصحیح اور درست لفظ کا اثبات ضروری ہے، لہذا یہ ''حلبة المجلّی'' اضافت کے ساتھ ہو یا ''حلبة'' بغیر اضافت کے ہو اسے لفظِ ''باء'' ایک نقطے والی کے ساتھ پڑھیں گے (''یــــاء'' کے ساتھ پڑھنا غلط ہے)۔

ہماری اکثر فقہی کتابوں میں اس کتاب کا نام ''حلیة المجلی'' یا ''الحلیة'' لکھا ہوا ہے جو درست نہیں ہے، کتاب کا اصل نام ''حَلبة المجلّی'' ہے۔

۸۷...... التصحیح و الترجیح الموضوع علی مختصر القدوری

یہ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے اس میں ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کی طرف منسوب اقوال میں درست قول کی اور مسائل میں راجح اقوال کی نشان دہی کی ہے۔ فقہی مسائل میں ائمہ ثلاثہ کے درست قول اور مفتی بہ اقوال کی وضاحت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ قدوری اور ہدایہ پڑھاتے وقت اس کتاب کو مطالعہ میں رکھا جائے۔

۸۸...... جامع الفتاوی للحمیدی

شیخ قرق امرہ حمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۰ھ) نے اس میں ''المنیة، القنیة، جامع الفصولین، فتاوی البزازیة، فتاوی قاضیخان'' اور ''الواقعات'' سے استفادہ کر کے یہ فتاوی مرتب کیا ہے، لیکن یہ رطب ویابس کا مجموعہ ہے معتبر نہیں ہے۔ اس فتاوی کا اختصار شیخ عبدالمجید بن نصوح نے کیا اور اس کا نام ''تحفة الأحباب'' رکھا، اس

میں دس ابواب ہیں، اور ہر باب میں دس فصلیں ہیں اور ہر فصل میں دس مسائل ہیں، مصنف اس کی تالیف سے ۹۵۷ھ میں فارغ ہوئے ہیں۔ [1]

۸۹...... لسان الحكام في معرفة الأحكام

امام احمد بن محمد بن محمد المعروف ابن الشحنہ ثقفی حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۲ھ) اپنے دور کے نامور قاضی گزرے ہیں، انہوں نے اہم پیش آمدہ مسائل کو تیس (۳۰) فصلوں پر مرتب کیا ہے، اس میں آدابِ قضاء، دعاؤں کی اقسام، وکالت، کفالت، حوالہ، اقرار، ودیعت، وقف، غصب، شفعہ، اکراہ، نکاح، بیوع، اجارہ، ہبہ، رہن، جنایت، دیت اور حدود وغیرہ سے متعلق مسائل کو سابقہ فقہی کتب سے باحوالہ ذکر کیا ہے۔ قضاء سے متعلق شخص کے لئے خصوصاً اور اہلِ فتوی سے متعلق حضرات کے لئے عموماً اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے، یہ کتاب ۱۳۹۳ھ میں "مصطفى البابي حلبي" قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

۹۰...... درر الحكام شرح غرر الأحكام

یہ علامہ محمد بن فراموز المعروف ملاخسرو رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) کی تصنیف ہے، مصنف کی تصانیف میں معروف "مرقاة الوصول في علم الأصول" ہے۔ "درر الحکام" یہ کتاب فقہ حنفی میں جلیل القدر اور عظیم النفع ہے، متن اور شرح دونوں کے مصنف ملاخسرو رحمہ اللہ ہیں، آپ نے اختصار کے ساتھ متن لکھا، اس متن کے متعلق مقدمہ میں فرماتے ہیں "هو متن حاوٍ للفوائد وخاوٍ عن الزوائد" (یہ متن فوائد پر مشتمل ہے اور زوائد سے خالی ہے) اس میں نہایت حسن اسلوبی کے ساتھ احسن طریقے پر مسائل کو یکجا کیا ہے، موصوف نے سابقہ کتب سے استفادہ کر کے ایک جامع کتاب مرتب کی، اور جابجا ان کتب کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ فقہی ابواب کے طرز پر تقریباً تمام اہم مسائل اس

[1] كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۶۵

میں یکجا ہیں، مسائل کی توضیح میں ائمہ احناف کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں، اس کتاب پر علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے حاشیہ لکھا ہے، جو اصل کتاب کے ساتھ حاشیہ میں طبع ہے۔ سلیمان بن ولی انقروی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے مسائل کو (۲۰۰۰) اشعار کی صورت میں ترتیب دیا ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں ''دار إحياء الكتب العربية'' سے شائع ہوئی ہے۔

۹۱...... مطالب المؤمنين

یہ بدرالدین بن تاج الدین بن عبدالرحیم لاہوری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہ قابل اعتماد نہیں ہے:

فإن مأخذه كتاب مطالب المؤمنين للمولوى بدر الدين اللاهورى وهو رجل غير معتمد عليه. ❶

نیز حضرت شاہ صاحب نے کتبِ غیر معتبرہ میں ''مطالب المؤمنين'' کو بھی شمار کیا ہے:

وأكثرُ اشتغالِ أهل الهند كان فى الفلسفة والمنطق، وقليل منهم اشتغلَ بالفقه والأصول والحديث. فصنف الشيخ محمد عابد الهندى كتابًا فى الفقه وكذا فتاوى إبراهيم شاهى، و مجمع سلطانى، وخاقانى، وليست بشيء ونحوها مطالب المؤمنين لعالِمٍ من لاهور. ❷

ترجمہ: اہلِ ہند کا اکثر اشتغال فلسفہ اور منطق کے ساتھ رہا ہے، ان کا حدیث، فقہ اور اصول (فقہ) کے ساتھ مشغولیت بہت کم رہی ہے، شیخ محمد عابد ہندی نے فقہ میں ایک کتاب تصنیف کی، اسی طرح ''فتاوى إبراهيم شاهى'' ''مجمع سلطانى'' اور

❶ العرف الشذى: أبواب الصوم، باب ما جاء فى صوم الدهر، ج۲ ص۱۸۵

❷ فيض البارى: كتاب الوضوء، باب لا يقبل صلاة بغير طهور، ج۱ ص۳۲۷

''خــاقــانــی'' کا کوئی اعتبار نہیں ہے،اسی طرح لاہور کے عالم کی کتاب ''مــطــالــب المؤمنین'' بھی ہے۔

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے کتبِ غیر معتبرہ میں اس کتاب کو بھی شمار کیا ہے۔''مشتمل الأحکام''،''کنز العباد''اور''مطالب المؤمنین''کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ کتابیں رطب ویابس سے اور موضوع ومن گھڑت روایتوں سے بھری ہوئی ہیں:

فإن هذه الكتب مملوء ة من الرطب و اليابس مع ما فيها من الأحاديث المخترعة و الأخبار المختلفة. ❶

۹۲...... کنز العباد فی شرح الأوراد

یہ علی بن احمد غوری کی تصنیف ہے،حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

أوراد الشيخ، الأجل، محيي السنة: شهاب الدين السهروردی.

والشرح :لبعض المشايخ فی مجلد.منقول من كتب الفتاوی، والواقعات وهو شرح فارسی لعلی بن أحمد الغوری. ❷

ترجمہ: یہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے اوراد کا مجموعہ ہے،اس کی شرح ایک جلد میں بعض مشائخ نے لکھی ہے،جو مختلف کتبِ فتاوی وواقعات سے ماخوذ ہے،یہ شرح فارسی زبان میں علی بن احمد غوری کی تحریر کردہ ہے۔

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وكذا "كنز العباد" فإنه مملوء من المسائل الواهية و الأحاديث الموضوعة، لا عبرة له عند الفقهاء و لا عند المحدثين. ❸

❶النافع الكبير: ص ۳۳ ❷كشف الظنون: ج۲ ص۱۵۱۷

❸النافع الكبير: ص ۳۲

ترجمہ:"کنز العباد" ایسے بے بنیاد مسائل اور موضوع احادیث سے بھری ہوئی ہے جن کا نہ فقہاء کے ہاں کوئی اعتبار ہے اور نہ محدثین کے ہاں۔

۹۳ ...... جامع الرموز

یہ علامہ قہستانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) کی تصنیف ہے، علامہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ نے اپنے پوتے علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کے لئے ایک مختصر متن لکھا، جس کا نام "الوقایة" رکھا، پھر علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے اس متن کی شرح لکھی اور اس کا نام "شرح الوقایة" رکھا، پھر علامہ عبید اللہ رحمہ اللہ نے اس کا اختصار کر کے ایک متن "النقایة" کے نام سے لکھا، علامہ قہستانی رحمہ اللہ نے اس متن کی شرح "جامع الرموز" کے نام سے لکھی، وہ کتابیں جن سے فتوی دینا جائز نہیں ہے ان میں ایک "جامع الرموز" بھی ہے، اس وجہ سے کہ اس کے مصنف کے حالات کا علم نہیں ہے کہ کون ہیں اور کس درجہ کے ہیں، معتمد اور ثقہ فقیہ ہیں یا غیر معتمد، محقق ہیں یا سطحی نظر کے حامل ہیں، رطب و یابس جمع کرنے والے ہیں یا معتمد اقوال کے جامع ہیں، ان کے تفصیلی حالات کا علم نہیں ہے، ایسے مصنفین میں کنز کے شارح ملا مسکین رحمہ اللہ اور علامہ قہستانی رحمہ اللہ ہیں:

لَا يَجُوزُ الْإِفْتَاءُ مِنْ الْكُتُبِ الْمُخْتَصَرَةِ كَالنَّهْرِ وَشَرْحِ الْكَنْزِ لِلْعَيْنِيِّ وَالدُّرِّ الْمُخْتَارِ شَرْحِ تَنْوِيرِ الْأَبْصَارِ، أَوْ لِعَدَمِ الِاطِّلَاعِ عَلَى حَالِ مُؤَلِّفِيهَا كَشَرْحِ الْكَنْزِ لِمُنْلَا مِسْكِينٍ وَشَرْحِ النُّقَايَةِ لِلْقُهُسْتَانِيِّ، أَوْ لِنَقْلِ الْأَقْوَالِ الضَّعِيفَةِ فِيهَا كَالْقُنْيَةِ لِلزَّاهِدِيِّ، فَلَا يَجُوزُ الْإِفْتَاءُ مِنْ هَذِهِ إلَّا إذَا عَلِمَ الْمَنْقُولَ عَنْهُ وَأَخْذَهُ مِنْهُ. (1)

(1) رد المحتار: مقدمة، ج ۱ ص ۷۰

ترجمہ: کتبِ مختصرہ سے فتوی دینا جائز نہیں ہے، جیسے ''النھر'' اور علامہ عینی کی ''شرح الکنز'' اور ''الدر المختار شرح تنویر الأبصار'' یا جن (کتابوں کے) مصنفین کا حال معلوم نہیں ہے، جیسے ملا مسکین کی شرح کنز اور قہستانی کی ''شرح النقایة'' یا (جن کتابوں) میں ضعیف اقوال موجود ہیں، جیسے علامہ زاہدی کی ''القنیة'' ان کتابوں سے فتوی دینا جائز نہیں ہے، مگر اس وقت جب ان کے منقول عنہ اور ماخذ کا علم ہو۔

ملا عصام الدین رحمہ اللہ علامہ قہستانی اور ان کی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

أنه يجمع في شرحه هذا بين الغث و السمين، و الصحيح و الضعيف، من غير تحقيق و لا تصحيح و تدقيق، فهو كحاطب الليل. ❶

ترجمہ: انہوں نے اپنی اس شرح میں قوی اور ضعیف اقوال بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے جمع کر دیئے ہیں، یہ رطب و یابس کو جمع کرنے والے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے رات کے وقت کوئی لکڑی چننے والا ہو۔

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) مصنف اور اس کی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

و منها: عدم الاطلاع على حال مؤلفه، هل كان فقيها أم كان جامعا بين الغث و السمين، و إن عرف اسمه و اشتهر رسمه كجامع الرموز للقهستاني فإنه و إن تداوله الناس لكنه لم يعرف حاله أنزله من درجة الكتب المعتمدة إلى حيّز الكتب الغير المعتمدة. ❷

ترجمہ: (غیر معتبر کتابوں میں سے ایک قسم وہ ہے) جن کے مصنفین کے حالات کا علم نہیں ہے، کیا وہ قابلِ اعتماد فقیہ تھے یا رطب و یابس جمع کرنے والے تھے، اگر چہ ان کا نام اور کتاب مشہور ہو، جیسے علامہ قہستانی کی ''جامع الرموز'' اگر چہ یہ لوگوں کے درمیان

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۹۷۲
❷ النافع الكبير: ص ۳۰

(اپنے نام اور کتاب سے معروف ہیں) لیکن ان کے حالات کا علم نہیں ہے، اس وجہ سے یہ کتاب کتبِ معتمدہ کے درجہ سے اتر کر غیر معتمدہ کے درجہ پر پہنچ چکی ہے۔

اس کتاب میں رطب و یابس کی ایک مثال یہ ہے کہ مصنف اس پر بحث کرتے ہوئے کہ کن چیزوں سے استنجاء جائز ہے اور کن سے نہیں، تو لکھتے ہیں کہ وہ اوراق جن میں کوئی قابلِ احترام چیز لکھی ہوئی ہو اس سے استنجاء جائز نہیں ہے، قابلِ احترام کی قید سے غیر قابلِ احترام خارج ہو گیا جیسے حکمیات میں علم منطق۔ تو گویا مصنف کا میلان اس طرف ہے کہ منطق کے اوراق سے استنجاء جائز ہے اس لئے کہ یہ قابل احترام نہیں ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ ❶

۹۴ ...... مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر

امام ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) نے مسائلِ فقہ پر ایک جامع کتاب مرتب کی، جس میں انہوں نے متونِ اربعہ "مختصر القدوري، المختار، کنز الدقائق" اور "الوقاية" کے مسائل کو جمع کیا، نیز "مجمع البحرين" سے اور "الهداية" سے بھی ضروری مسائل کا اضافہ کیا، اور اقاویلِ مختلفہ میں سے سب سے مقدم اس قول کو ذکر کیا جو زیادہ رائج تھا، اور اس بات کا اہتمام کیا کہ متونِ اربعہ کا کوئی مسئلہ رہ نہ جائے، انہوں نے اس کا نام "ملتقى الأبحر" (دریاؤں کا سنگم) رکھا۔ اس میں ائمہ ثلاثہ کے اقوال کا تذکرہ ہے لیکن دلائل کا ذکر نہیں ہے۔ اس کتاب کی جامعیت اور افادیت کے باعث کئی ایک اہلِ علم نے اس کی شرحیں لکھیں۔ اس کی معروف و مشہور شرح علامہ عبد الرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۸ھ) کی "مجمع الأنهر" ہے، یہ شرح "دار إحياء التراث العربي" سے دو جلدوں میں طبع ہے۔ اس کتاب کی ایک شرح

---

❶ جامع الرموز: كتاب الطهارة، باب الاستنجائن ج ١ ص ٧٥ ا، ط: ایچ ایم سعید

علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے "الدر المنتقی" کے نام سے لکھی ہے،اس کا مخطوطہ "کتب خانہ دار العلوم دیو بند" میں ہے۔

۹۵ ...... غنية المتملی شرح منية المصلی

یہ علامہ ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) کی تصنیف ہے، جو "الحلبی الکبیری" کے نام سے مشہور ہے۔فروعِ طہارت اور صلوۃ میں یہ کتاب حنفیہ کے نزدیک سند مانی جاتی ہے،اس میں ائمہ احناف کے اقوال مختصر دلائل کے ساتھ مذکور ہیں،اس میں متقدمین کی کتب سے بحوالہ مسائل کا ذکر ہے۔"فروع" کے عنوان کے تحت دیگر مشابہ تفریعات بھی ذکر کرتے ہیں۔(۵۳۶) صفحات پر مشتمل یہ کتاب "مکتبہ نعمانیہ" کانسی روڈ کوئٹہ سے طبع ہے۔مصنف نے مبتدی طلبہ کے لئے اس کتاب کا اختصار "مختصر غنية المتملی" کے نام سے کیا جو "الحلبی الصغيری" کے نام سے معروف ہے۔

۹۶ ...... البحر الرائق شرح كنز الدقائق

یہ علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی تصنیف ہے،مصنف کی تصانیف میں معروف "الأشباه والنظائر، البحر الرائق، الرسائل الزينة (اس میں ۴۱ رسائل ہیں) اور "الفتاوی الزينة" ہیں۔

کنز پر لکھی گئی شروحات میں یہ سب سے مفصل شرح ہے،مصنف نے شرح کے آغاز میں اپنے مراجع و مآخذ کا ذکر کیا ہے۔[1]

یہ شرح سابقہ کتب کا خلاصہ ہے،اس میں معروف تمام کتبِ حنفیہ سے معروف کتب فقہ سے استفادہ کیا گیا ہے، جابجا فقہی کتب کے حوالے سے مسائل، دلائل اور تفریعات کا

[1] البحر الرائق: ج ۱ ص ۲

ذکر ہے۔ ظاہر الروایہ اور راجح قول کی نشاندہی، جابجا احادیث وآثار کا بحوالہ تذکرہ، تسامحات کی نشاندہی، کثرتِ تفریعات میں یہ شرح صرف شروحاتِ کنز ہی نہیں بلکہ کتبِ فقہ حنفی میں ممتاز ہے۔

انہوں نے ''الإجارة الفاسدة '' تک کتاب کی شرح لکھی، پھر اس شرح کا تکملہ علامہ محمد بن حسین بن علی طوری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے لکھا۔ یہ شرح سب سے پہلے ''مکتبہ علمیہ'' سے ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی۔ متداول نسخہ ''دار الکتاب الإسلامی '' کا ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس شرح پر علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے حاشیہ لکھا، جو''منحة الخالق علی البحر الرائق ''کے نام سے اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

مصنف صرف نقلِ مسائل پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ نقد وجرح بھی کرتے ہیں، مفتی بہ اقوال کی تعیین بھی کرتے ہیں، ہر کتاب اور باب کے شروع میں بطورِ تمہید وہ تمام فنی ،لغوی اور فقہی مباحث نقل کر دیتے ہیں جو آنے والے مسائل کے سمجھنے میں مدومعاون ہوں۔ یہ صرف شرح ہی نہیں بلکہ فقہی مسائل اور تفریعات کا ایک عظیم ذخیرہ ہے، ابتدائی پانچ جلدوں میں کتاب اور حاشیہ کے مطالعہ کے دوران بہت سی مفید باتیں زیرِ مطالعہ آئیں، ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے شائع شدہ نسخہ کے مطابق جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ اہل علم کے ذوق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اشارۃً درج کیا جارہا ہے:

''البحر الرائق ''سے ایک سواسی تفریعات کا ذکر

۱...... اعتقادات، عبادات، معاملات، مزاجر، آداب ہر ایک کی پانچ پانچ قسمیں ہیں۔ (ج ۱ص۱۹)

۲......جس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ زخمی ہو تو بلا وضو وتیمّم نماز پڑھے۔(ج ا ص ۲۰۔۲۴۶۔۲۵۱۔۴۸۰)

۳......لفظِ طہارت کے طاء کے حرکات کی تبدیلی کے ساتھ معنی کی تبدیلی۔(ج ا ص ۲۱)

۴......وضو اس امت کے خصائص میں سے ہے۔(ج ا ص ۲۳، ۲۴)

۵......فرض اور واجب کی تعریف اور ہر ایک کا حکم۔(ج ا ص ۲۵)

۶......اگر کسی کے ناخن اس قدر بڑے ہوں جو انگلیوں کے پوروں سے آگے بڑھ جائیں تو ان کے نیچے حصے کا دھونا ضروری ہے۔(ج ا ص ۲۹)

۷......وضو میں واجب نہ ہونے کی وجہ، نیز وضو کی اقسام۔(ج ا ص ۳۴)

۸......شعر کی تین قسمیں۔(ج ا ص ۳۵)

۹......سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف۔(ج ا ص ۳۶)

۱۰......علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے تسامح کی نشاندہی۔(ج ا ص ۴۱)

۱۱......کن مواقع پر مسواک کرنا مستحب ہے؟ نیز ائمہ کا اختلاف اور ثمرہ اختلاف، مسواک کرنے کا طریقہ۔(ج ا ص ۴۲)

۱۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے متعلق روایات نقل کرنے والے صحابہ کی تعداد بائیس ہے۔(ج ا ص ۴۴)

۱۳......ایک مجلس میں بار بار وضو کرنا مکروہ ہے۔(ص ۴۸) نیز جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔(ج ا ص ۴۸)

۱۴......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی فعل پر مواظبت کرنا اگر علی سبیل العبادت ہو تو سنیت ثابت ہوگی اور اگر علی سبیل العادت ہو تو اس سے استحباب ثابت ہوگا۔(ج ا ص ۵۶)

۱۵......جو دعائیں اعضائے وضو کے دھوتے وقت منقول ہیں بقول امام نووی رحمہ اللہ "لا أصل لها" (ج ا ص ۵۸)

۱۶......امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں عجوز کو چھونے سے وضو لازم ہونے پر ایک واقعہ۔ (ج ا ص ۱۱۱)

۱۷......چار مواقع پر غسل کرنا سنت ہے۔(ج ا ص ۱۱۶) چھ مواقع پر غسل کرنا فرض ہے۔(ج ا ص ۱۲۱) تیرہ مقامات پر غسل کرنا مستحب ہے۔(ج ا ص ۱۲۱،۱۲۲)

۱۸......مہمان کے سامنے جب کھانا آئے تو اس کے متعلق سوال درست نہیں ہے۔ (ج ا ص ۱۵۸)

۱۹......موت اہل سنت کے ہاں وجودی چیز ہے جبکہ معتزلہ کے ہاں عدمی چیز ہے، اس پر تفصیلی گفتگو۔(ج ا ص ۱۹۴،۱۹۵)

۲۰......کوفہ میں صحابہ کی تعداد (۱۵۰۰) تھی۔(ج ا ص ۲۱۲)

۲۱......مرد کے لئے عورت کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہے جبکہ محارم میں سے نہ ہو۔ (ج ا ص ۲۲۲)

۲۲......لفظِ کراہت اگر مطلق آئے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔(ج ا ص ۲۲۹)

۲۳......صاحب ''غایۃ البیان'' کا تسامح اور مسئلہ کی وضاحت۔(ج ا ص ۲۳۱)

۲۴......چھ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔(ج ا ص ۲۳۲)

۲۵......تیمّم صرف اِس امت کے لئے مشروع ہے۔(ج ا ص ۲۴۲)

۲۶......اگر سفر میں جنبی، میت اور وہ حائضہ عورت ہو جو حیض سے پاک ہو چکی ہو اور پانی صرف ایک آدمی کے استعمال کے لئے کافی ہو تو پھر کون پانی استعمال کرے۔(ج ا ص ۲۵۰)

۱۷......بغیر وضو کے جان بوجھ کر نماز پڑھنا کفر ہے۔(ج ا ص ۲۵۱)

۲۸......ایک ہی جگہ سے دو آدمیوں کا تیمّم کرنا درست ہے۔(ج ا ص ۲۵۷) نیز تیمّم پر تیمّم کرنا مکروہ ہے۔(ج ا ص ۲۶۱)

۲۹......اگر تیمّم غیر کی تعلیم کے لئے ہو تو اس تیمّم سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (ج۱ص۲۶۲)

۳۰......قاعدہ: کن عبادات کے کرنے سے کافر کو مسلمان سمجھا جائے گا۔(ج۱ص۲۶۵)

۳۱......۲۵مسائل میں نائم مستیقظ کی طرح ہے۔(ج۱ص۲۶۸)

۳۲......وہ سب سے پہلا واقعہ جس میں امام صاحب نے اپنے استاذ امام حماد کی مخالفت کی۔(ج۱ص۲۷۲)

۳۳......اگر سر میں درد ہو اور مسح کرنے کی بالکل طاقت نہ ہو تو مسح کا حکم ساقط ہو جائے گا۔(ج۱ص۲۸۶)

۳۴......مسح علی الجبیرہ اور مسح علی الخفین میں پندرہ فرق ہیں۔(ج۱ص۳۲۸)

۳۵......ہارون رشید اور اس کی اہلیہ کا واقعہ۔(ج۱ص۳۳۰)

۳۶......دس دن کے بارے میں روایات موجود ہیں اگرچہ ضعیف ہیں،لیکن اکثر مدتِ حیض کے پندرہ دن کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے،نہ صحیح نہ ضعیف۔(ج۱ص۳۳۳)

۳۷......اگر ایک مسئلہ میں کئی وجوہ تکفیر کی ہوں صرف ایک وجہ نہ ہو تو مفتی کو اُسی طرف مائل ہونا چاہئے۔(ج۱ص۳۳۳)

۳۸......اگر حائضہ عورت معلّمہ ہو تو بچوں کو پڑھاتے وقت کلمات کو کاٹ کاٹ کر پڑھے۔(ج۱ص۳۴۸)

۳۹......حالتِ حدث میں اگر کندھے پر رومال ہو تو اس سے مصحف پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز کتب تفسیر وفقہ کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا،نیز امام سرخسی رحمہ اللہ کا ایک رات میں سترہ دفعہ وضو کرنا۔(ج۱ص۳۵۰)

۴۰......دینی کتابوں کو کس ترتیب سے رکھا جائے،نیز اگر قرآن کے اوراق پلٹ

رہے ہوں تو لکڑی یا اس کے علاوہ کوئی چیز اُس پر رکھنا جائز ہے۔(ج ا ص ۳۵۱) نیز قلم کے بُرادہ کا بھی احترام کرنا چاہیئے۔

۴۱......شہید کا خون جب تک جسم کے ساتھ ہو تو پاک ہے۔(ج ا ص ۳۹۸)

۴۲......اس زمانے میں نماز پڑھنے کے بعد مصلی اٹھالینا بہتر ہے۔(ج ا ص ۴۰۱)

۴۳......صرف خروج ریح کی وجہ سے استنجاء کرنا بدعت ہے۔(ج ا ص ۴۱۶)

۴۴......استنجاء کی پانچ اقسام۔(ج ا ص ۴۱۷)

۴۵......اکثر محققین علماء کے ہاں لفظ ''کـــان'' استمرار اور دوام کے لئے آتا ہے۔ (ج ا ص ۴۱۷)

۴۶......تیرہ چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔(ج ا ص ۴۲۱)

۴۷......پانچ نمازوں کی فرضیت کب ہوئی؟ کس تاریخ کو ہوئی؟(ج ا ص ۴۲۴)

۴۸......نائم کو اول وقت میں بیدار نہ کریں مگر یہ کہ وقت تنگ ہو۔(ج ا ص ۴۲۵)

۴۹......شفق سے سفیدی مراد لینا یہ اکثر صحابہ کا مسلک ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (ج ا ص ۴۲۷)

۵۰...... وتر پڑھنے کے بعد تہجد پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔(ج ا ص ۴۳۱)

۵۱......امام،مؤذن اور مفتی کے لئے اجرت لینا جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے، نیز امام رازی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے۔(ج ا ص ۴۴۳)

۵۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مؤذن تھے۔(ج ا ص ۴۴۵)

۵۳......کن مواقع پر سلام کا جواب نہ دینا بھی جائز ہے۔(ج ا ص ۴۴۹)

۵۴......تکرارِ جماعت مکروہ ہے اور کراہت پر دلیل، نیز اذان کا جواب دینا کس پر واجب ہے؟(ج ا ص ۴۵۱)

۵۵......آٹھ مواقع پر اذان کا جواب نہ دینا جائز ہے، نیز سلف کے ہاں اذان کا احترام۔(ج۱ص۴۵۲)

۵۶......دوران اذان اگر کھانسی آجائے تو وقفہ قلیلہ کی صورت میں اعادہ نہیں ہوگا۔ (ج۱ص۴۵۹)

۵۷......اذان اور اقامت اہل مسجد کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔(ج۱ص۴۶۲)

۵۸......اگر نجس جگہ پر نعلین بچھا کر اس پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو جائز ہے۔ (ج۱ص۴۶۶)

۵۹......تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے: ازار،قمیص اور عمامہ۔(ج۱ص۴۶۸)

۶۰......ذکر مقطوع اور زیر ناف کٹے ہوئے بالوں کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔(ج۱ص۴۷۱)

۶۱......نماز کے لئے نیت کرنا۔(ج۱ص۴۸۰)

۶۲......علماء کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے دل میں نیت کی اور زبان سے تکلم نہیں کیا تو نماز جائز ہے۔(ج۱ص۴۸۳)

۶۳......عمداً اگر غیر جہت قبلہ کی طرف رخ کرے تو کافر نہیں ہوگا بخلاف اگر عمداً بغیر طہارت کے نماز پڑھے۔(ج۱ص۴۹۷)

۶۴......خروج بصنع المصلی فرض ہے یا نہیں؟ نیز یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے یا نہیں؟۔(ج۱ص۵۱۴)

۶۵......سورہ فاتحہ نوافل اور وتر کی تمام رکعتوں اور فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے، جبکہ آخری دو رکعتوں میں سنت ہے۔(ج۱ص۵۱۶)

۶۶......خروج من الصلاۃ کے لئے لفظ ''السلام'' کافی ہے نہ کہ ''علیکم'' (ج۱ص۵۲۵)

۶۷......دعائے قنوت خاص الفاظ کے ساتھ مختص نہیں ہے اس کے علاوہ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔(ج۱ص۵۲۶)

۶۸......اگر طالب علم استاذ کے سامنے کلام کا افتتاح کرے تو تعوذ نہ پڑھے۔ (ج۱ص۵۴۴)

۶۹......لفظ''اللہ'' کے ہمزہ کو مدّ کے ساتھ پڑھنے میں نماز فاسد ہوگی اور ایسے شخص کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔(ج۱ص۵۴۹)

۷۰......مرد اور عورت کی نماز میں دس طرح کا فرق ہے۔(ج۱ص۵۶۱)

۷۱......ایک نماز میں دس مرتبہ تشہد پڑھنے کی صورت۔(ج۱ص۵۷۱)

۷۲......''**کما صلیت علی ابراھیم**''میں تشبیہ پر وارد اعتراض کے پانچ جوابات۔(ج۱ص۵۷۴)

۷۳......کافر کے لئے مغفرت کی دعا کرنا کفر ہے، بقول علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ کے۔(ج۱ص۵۷۶)

۷۴......انبیاء علیہم السلام سب سے افضل ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔(ج۱ص۵۸۳)

۷۵......اگر امام نفل نماز وغیرہ پڑھنا چاہے تو اپنی جگہ سے ذرا ہٹ کر پڑھے۔ (ج۱ص۵۸۵)

۷۶......حفظ''**قدر ما تجوز بہ الصلاۃ**''فرض عین ہے، مکمل قرآن حفظ کرنا فرض کفایہ ہے، سورہ فاتحہ کا یاد کرنا واجب ہے۔(ج۱ص۵۹۲)

۷۷......قراءۃ فی الصلاۃ کی پانچ صورتیں ہیں، فرض، واجب، سنت، مستحب اور مکروہ۔(ج۱ص۵۹۵)

۷۸......امامت کی شرائط۔(ج۱ص۶۰۲)

۷۹......نفل نماز جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی مکروہ ہے۔(ج۱ص۶۰۴)

۸۰......جماعت کی نماز چھوڑنے کے بیس اعذار ہیں۔(ج۱ص۶۰۶)

۸۱......حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کفر ہے۔(ج۱ص۶۱۱)

۸۲......خوارج کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔(ج۱ص۶۱۲)

۸۳......رؤیت اور عذابِ قبر کا انکار کفر ہے۔(ج۱ص۶۱۲)

۸۴......اگر کوئی شخص صف اول میں ہو اور کوئی بڑی عمر کا یا صاحب علم شخص آجائے تو اس کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ جائے۔(ج۱ص۶۱۹)

۸۵......اگر عورت مردوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئی تو ایک صورت میں سب کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور ایک صورت میں تین آدمیوں کی نماز اور ایک صورت میں اس کی اپنی نماز۔(ج۱ص۶۲۵)

۸۶......شوہر کے لئے جائز ہے کہ عورت کو سات مواقع پر خروج کی اجازت دے۔ (ج۱ص۶۲۸)

۸۷...... اگر نماز میں حدث ہوجائے تو بناء کرنے کے لئے بارہ شرائط ہیں۔ (ج۱ص۶۴۳تا۶۴۶)

۸۸......کن مواقع پر سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے؟ نظم کی صورت میں ان کو جمع کیا ہے۔(ج۲ص۱۶)

۸۹......اگر امام صاحب سے کوئی قول منقول نہ ہو تو الی یوم القیامہ اس میں اضطراب ہوگا۔(ج۲ص۲۴)

۹۰......نمازی کے سامنے سے گزرنے میں کراہت تحریمی ہے تنزیہی نہیں ہے۔ (ج۲ص۲۶)

۹۱......اگر ایک فعل سنت اور بدعت میں دائر ہو تو ترکِ بدعت راجح ہے فعلِ سنت پر۔ (ج۲ص۳۵)

۹۲......جمائی کو دور کرنے کا مجرب طریقہ۔(ج ۲ص ۴۵)

۹۳......تسبیح ہاتھ میں لے کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز صلاۃ التسبیح کی نماز کا طریقہ۔(ج ۲ص ۵۲)

۹۴......سانپ کے قتل کرنے میں احتیاط کرنی چاہئے اس پر اپنے بڑے بھائی کا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔(ج ۲ص ۵۳)

۹۵......فرائض میں سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا چاہئے اور نوافل میں اختیار ہے۔ (ج ۲ص ۵۷)

۹۶......قبلہ، مصحف اور کتبِ فقہ کی طرف پاؤں کرنا مکروہ ہے۔(ج ۲ص ۵۹)

۹۷......مساجد میں مراتب کے لحاظ سے ترتیب۔(ج ۲ص ۶۲)

۹۸......مسجد میں سونا اور تعزیت کے لئے بیٹھنے کا حکم نیز تدریس اور فتوی مسجد میں دینا جائز ہے۔(ج ۲ص ۶۳)

۹۹......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور یوسف بن خالد کا واقعہ(ج ۲ص ۶۷)

۱۰۰......حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شہر والے مسواک کی سنیت کا انکار کریں تو ہم اُن سے لڑیں گے۔(ج ۲ص ۶۸)

۱۰۱......دعا کی چار قسمیں ہیں۔(ج ۲ص ۷۸)

۱۰۲......وہ چھ مسائل جو امام محمد نے امام ابو یوسف سے سنے تھے لیکن امام ابو یوسف ان کو بھول گئے تھے۔(ج ۲ص ۱۰۷)

۱۰۳......جماعت کی نماز ہمارے ہاں واجب یا واجب کے حکم میں ہے۔(ج ۲ص ۱۲۶)

۱۰۴......امام کے لئے اسی جگہ جہاں فرض نماز پڑھی بقیہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (ج ۲ص ۱۳۱)

۱۰۵......ظہر کی اگر چار سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو سنتیں پڑھے پھر چار پڑھے۔ (ج۲ص۱۳۲)

۱۰۶......نماز کو عذر کی بناء پر اپنے وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے اُن اعذار کا ذکر۔ (ج۲ص۱۴۰)

۱۰۷......صاحب "فتح القدير" کی تعریف اور اپنا طریقہ اس کتاب میں۔ (ج۲ص۱۴۱)

۱۰۸......اگر کوئی واجب چھوٹ جائے یا مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (ج۲ص۱۴۲)

۱۰۹......امام محمد اور امام کسائی رحمہما اللہ کے مابین عمدہ واقعہ۔ (ج۲ص۱۶۴)

۱۱۰......ایک نماز میں دس مرتبہ تشہد پڑھنے کی صورت۔ (ج۲ص۱۷۵)

۱۱۱......سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ۔ (ج۲ص۲۲۳)

۱۱۲......جمعہ کے خطبہ میں دو چیزیں فرض ہیں، اور دس چیزیں سنت ہیں۔ (ج۲ص۲۵۸)

۱۱۳......خطبہ کی آٹھ قسمیں ہیں۔ (ج۲ص۲۶۱)

۱۱۴......"فقال أبو حنيفة رفع الصوت بالذكر بدعة" (ج۲ص۲۷۹)

۱۱۵......طلوعِ شمس کے وقت اگر عام آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو بقول شمس الائمہ حلوانی اُسے نہ روکا جائے۔ (ج۲ص۲۸۰)

۱۱۶......عید الاضحیٰ سے پہلے جمعہ میں خطیب کے لئے مناسب ہے کہ تکبیر تشریق اور دیگر مسائل عوام کو بتلائے۔ (ج۲ص۲۸۵)

۱۱۷......عید الاضحیٰ کے ایام میں مرغی ذبح کرنا قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے مکروہ ہے۔ (ج۲ص۲۸۶)

۱۱۸......استاذ کے لئے مناسب ہے کہ اپنے ذہین فطین شاگرد کو لوگوں کے سامنے امامت وغیرہ میں مقدم کرے اور اس کی تعظیم کرے تاکہ عوام بھی اس کی تعظیم کریں۔ (ج۲ص۲۹۰)

۱۱۹......جو شخص مرض الموت میں ہو تو اس وقت دس کام کئے جائیں، نیز اکثر علماء کے ہاں روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔(ج ۲ ص ۳۰۰)

۱۲۰......جنازے کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(ج ۲ ص ۳۳۶)

۱۲۱......مستحب یہ ہے کہ جہاں انتقال ہو وہیں دفن کیا جائے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ لے جائیں۔(ج ۲ ص ۳۴۲)

۱۲۲......جوان عورتوں کے لئے قبرستان جانا مکروہ ہے، نیز قراءت عند القبور جائز ہے۔ (ج ۲ ص ۳۴۳)

۱۲۳......جو شخص والدین میں سے کسی کو قتل کرے یا بغاوت کرے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔(ج ۲ ص ۳۵۰)

۱۲۴......زکوۃ اور نماز کا ذکر اکھٹے ۸۲ مقامات پر آیا ہے، نیز زکوۃ کی فرضیت پر علماء کا اجماع ہے۔(ج ۲ ص ۳۵۲)

۱۲۵......اگر کسی نے مسکین کو دراہم دیئے اور اُن کا نام ہبہ رکھا لیکن نیت زکوۃ کی تھی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(ج ۲ ص ۳۷۰)

۱۲۶......مقادیرِ زکوۃ کا ثبوت تواتر سے ہے، جس طرح قرآن اور تعدادِ رکعات کا ہے۔ (ج ۲ ص ۳۹۳)

۱۲۷......طالب علم کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے اگرچہ مالدار کیوں نہ ہو جب کہ اس نے اپنے آپ کو علم کے لئے فارغ کیا ہو۔(ج ۲ ص ۴۲۲)

۱۲۸......بنو ہاشم میں پانچ افراد داخل ہیں، نیز عقیل، جعفر، علی رضی اللہ عنہم کے درمیان عمروں کا تناسب۔(ج ۲ ص ۴۳۰)

۱۲۹......طالب علم کا خرچہ اس کے والد کے ذمے ہوگا اگرچہ وہ تندرست اور کمائی کے لائق ہو۔(ج ۲ ص ۴۳۷)

۱۳۰......صاحبِ قاموس کے تسامح کی نشاندہی۔(ج ۲ص ۴۳۸)

۱۳۱......متأخرین علماء کے ہاں شوال کے چھ روزوں میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز جو روزے لازم ہیں وہ تیرہ ہیں، ان میں سات میں تتابع شرط ہے اور چھ میں تتابع شرط نہیں ہے۔ (ج ۲ص ۴۵۱)

۱۳۲......زبان سے تلفظ کے ساتھ نیت کرنا تمام عبادات میں بدعت ہے۔(ج ۲ ص ۵۶۳)

۱۳۳......ایک شخص نے مکہ کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو امام صاحب نے وصیت کی کہ یہ دعا کرنا کہ اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنائے۔(ج ۲ص ۵۷۲)

۱۳۴......دورانِ طواف ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت نہیں ہے، نیز حجر اسود پر سجدہ کرنا مشاہیر سے ثابت نہیں ہے۔(ج ۲ص ۵۷۲)

۱۳۵......کثرت سے طواف کرنا افضل ہے یا کثرت سے عمرے کرنا؟(ج ۲ص ۵۸۷)

۱۳۶......اہل سنت والجماعت کے ہاں حج یا ہجرت کرنے سے کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟ اس سے مراد صرف تاخیر کا گناہ معاف ہوگا باقی نمازوں اور روزں کی قضاء لازم ہوگی، دین کی ادائیگی لازم ہوگی۔(ج ۲ص ۵۹۴)

۱۳۷......اس کتاب میں اگر لفظ شارح آئے تو مراد علامہ زیلعی رحمہ اللہ ہوں گے۔ (ج ۲ص ۶۳۹)

۱۳۸......صرف دو صورتیں ایسی ہیں جن میں بُدنہ واجب ہوتا ہے بقیہ تمام میں شاۃ واجب ہوتی ہے۔(ج ۳ص ۱۶)

۱۳۹......امام طحاوی رحمہ اللہ اور ائمہ ثلاثہ کے ہاں مونچھوں میں حلق بہتر ہے جبکہ متأخرین علماء کے ہاں کتروانا بہتر ہے۔(ج ۳ص ۱۸)

۱۴۰......عمرہ من الجعرانہ والے قول کا اعتبار نہیں، کذا فی فتح القدیر۔(ج ۳ص ۱۰۳)

۱۴۱......اہل سنت والجماعت کے ہاں نماز اور صدقہ کا ثواب زندہ اور مردہ دونوں کے لئے کرنا درست ہے۔(ج ۳ص ۱۰۵)

۱۴۲......عبادت کی تین قسمیں ہیں۔(ج ۳ص ۱۰۷)

۱۴۳......دم، کفارہ اور قضائے صلاۃ کو اخفاءاًادا کرنا چاہئے۔(ج ۳ص ۱۲۸)

۱۴۴......اشتغال بالنکاح افضل ہے تخلی بالنوافل سے، اس پر چار دلائل نقل کئے۔(ج ۳ص ۱۴۳)

۱۴۵......جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں وہ کافر ہے۔(ج ۳ص ۱۵۵)

۱۴۶......اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو جماع کے لئے جگا رہا تھا یہاں تک کہ ہاتھ بیٹی پر شہوت کے ساتھ لگ گیا تو ماں حرام ہو جائے گی۔(ج ۳ص ۱۷۶)

۱۴۷......ائمہ اربعہ، جمہور مسلمین کے ہاں چار سے زائد نکاح جائز نہیں، روافض کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔(ج ۳ص ۱۸۶)

۱۴۸......تین چیزوں میں نسخ دو مرتبہ آیا ہے۔(ج ۳ص ۱۹۰)

۱۴۹......خاموش رہنا رضامندی پر دلالت کرتا ہے اور یہ قول کے قائم مقام ہے بیس مقامات پر۔(ج ۳ص ۲۰۱)

۱۵۰......اگر کوئی شخص امر بالمعروف میں مصروف ہو دوسرا اس کو فضولی کہے تو اس کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔(ج ۳ص ۲۴۲)

۱۵۱......شوہر کا اپنی بیوی کی خدمت کرنے کا حکم۔(ج ۳ص ۲۷۶)

۱۵۲......ایک مسئلہ میں تین صورتیں، پھر آگے اس مسئلہ کی ۲۸۸ صورتیں بنتی ہیں۔(ج ۳ص ۲۸۲)

۱۵۳......تصرفاتِ فاسدہ دس ہیں۔(ج۳ص ۲۹۷)

۱۵۴......حقوقِ زوجین، مرد عورت کو حیض اور نفاس کے غسل پر مجبور کر سکتا ہے۔ (ج۳ص۳۸۵)

۱۵۵......امام بخاری رحمہ اللہ کا وہ فتوی جس کی بنیاد پر انہیں بخارا سے نکالا گیا۔ (ج۳ص۴۰۰)

۱۵۶......اگر عورت مؤذیہ یا تارک صلاۃ ہوتو اس کو طلاق دیدینا جائز ہے۔(ج۳ص۴۱۴)

۱۵۷......اگر کسی کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور اس نے لکھ کر طلاق دی تو کیا حکم ہے۔ (ج۳ص۴۲۹)

۱۵۸......"قاعدۃ: الثابت بالعرف کالثابت بالنص"(ج۳ص۳۰۶)

۱۵۹......شروط کی چار قسمیں ہیں شرعیہ،عقلیہ،عرفیہ،لغویہ۔(ج۴ص۱۷)

۱۶۰......امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی بیٹی کو املاء کروا رہے تھے اس دوران اُن کی بے جا ہنسی پر موت کی تمنا کی۔(ج۴ص۵۷)

۱۶۱......اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں اس کے باوجود جماع کرنے لگے تو کیا بیوی اپنے شوہر کو قتل کر سکتی ہے یا نہیں؟(ج۴ص۹۷)

۱۶۲......شمس الائمہ کی فضیلت کا واقعہ نیز علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا مبسوط کو اپنے حافظہ سے املاء کروانا۔(ج۴ص۲۳۷)

۱۵۳......ایک پیچیدہ مسئلہ میں امام صاحب کی ذہانت کا عمدہ واقعہ۔(ج۴ص۲۳۷)

۱۶۴......فرقت کے بعد بچے کا زیادہ حق دار کون ہوگا۔(ج۴ص۲۸۲)

۱۶۵......کھانا پکانا اور دیگر گھریلو امور عورت پر دیانتاً واجب ہیں،اس پر حضرت فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے عمل سے استدلال۔(ج۴ص۳۱۱)

۱۶۶......شوہر کے لئے جائز ہے کہ اپنی اہلیہ کو سات جگہ خروج کی اجازت دے۔ (ج۴ص۳۱۱)

۱۶۷......قرآن کی قسم کھانا یمین میں داخل ہوگا، نیز جو قدیم ہو محال ہے کہ وہ معدوم ہو۔ (ج۴ص۴۸۲)

۱۶۸......اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج کے دن پانچ نمازیں جماعت سے پڑھوں گا، بیوی سے جماع کروں گا اور غسل بھی نہیں کروں گا؟ اِس مسئلے کا حل۔ (ج۴ص۶۰۲)

۱۶۹......لواطت کی حرمت عقلاً، شرعاً اور طبعاً ہر طرح سے ثابت ہے۔ (ج۵ص۲۸)

۱۷۰......اگر کسی شخص نے اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی اجنبی کو پایا آیا وہ قتل کرسکتا ہے یا نہیں؟ (ج۵ص۶۹)

۱۷۱......اصحابِ رسول تین موقعوں پر آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (ج۵ص۱۲۸)

۱۷۲......مجاہد کے لئے ناخن نا کاٹنا اور موچھیں بڑی رکھنا مندوب ہے۔ (ج۵ص۱۲۹)

۱۷۳......قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔ (ج۵ص۲۰۵)

۱۷۴...... شفاعت، رؤیت، عذابِ قبر، صحبتِ صدیق اور قذفِ عائشہ کفر ہے۔ (ج۵ص۲۳۴)

۱۷۵......وہ مرغا جس کو لڑایا جاتا ہے اس کی بیع مکروہ نہیں ہے۔ (ج۵ص۲۴۰)

۱۷۶......لقطہ کے متعلق ایک حکایت۔ (ج۵ص۲۵۵)

۱۷۷......بیع کی تیرہ قسموں کا ذکر۔ (ج۵ص۴۳۸)

۱۷۸...... جہاد کے بعد بہترین کسب تجارت ہے، نیز صحابہ کی تجارت کا ذکر۔ (ج۵ ص۴۳۹)

۱۷۹......ایک عورت مشرق میں قید ہوجائے تو مغرب والوں پر بھی اس کی خلاصی ضروری ہے۔ (ج۵ص۱۲۳)

۱۸۰......رؤیت اور عذابِ قبر کا انکار کفر ہے۔(ج۵ص۲۰۶)

۹۷ ...... الأشباه و النظائر

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ(متوفی ۹۷۰ھ) کی یہ کتاب درج ذیل سات فنون پر مشتمل ہے:

الْفَنُّ الْأَوَّلُ: الْقَوَاعِدُ الْكُلِّيَّةُ

الْفَنُّ الثَّانِي: فِي الْقَوَائِدِ

الْفَنُّ الثَّالِثُ: الْجَمْعُ وَالْفَرْقُ

الْفَنُّ الرَّابِعُ: الْأَلْغَازُ

الْفَنُّ الْخَامِسُ: الْحِيَلُ

الْفَنُّ السَّادِسُ: الْفُرُوقُ

الْفَنُّ السَّابِعُ: الْحِكَايَاتُ وَالْمُرَاسَلَاتُ

''الأشباه و النظائر'' کی چھ شروحات

یہ کتاب اپنے موضوع پر جامعیت وافادیت کی وجہ سے اہل علم کے درمیان معروف ہے، اس لئے بہت سے اہلِ علم نے اس پر حواشی وشروحات لکھیں، ان میں معروف درج ذیل ہیں:

۱......علامہ مصلح الدین مصطفیٰ بن خیر الدین رومی رحمہ اللہ(متوفی ۱۰۲۵ھ) نے اس کتاب کی شرح ''**تنوير الأذهان و الضمائر في شرح الأشباه و النظائر لابن نجيم في الفروع**'' کے نام سے لکھی۔نیز انہوں نے اس کتاب کو اپنے اسلوب پر مرتب کیا اور اس کا نام رکھا ''**العقد النظيم في ترتيب الأشباه و النظائر**''[1]

۲......علامہ احمد بن محمد مکی المعروف حموی رحمہ اللہ(متوفی ۱۰۹۸ھ) نے ''غمز

---

[1] هدية العارفين: ج۲ ص ۴۳۹

عیون البصائر شرح الأشباه و النظائر ''کے نام سے مفصل شرح لکھی، ''الأشباه و النظائر '' کی مطبوعہ شروحات میں یہ شرح سب سے مفصل و محقق شرح ہے۔ یہ شرح چار جلدوں میں ''دار الکتب العلمیة'' سے طبع ہے۔

۳......علامہ محمد ہبۃ اللہ بن محمد بن یحیی بعلبکی تاجی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۴ھ) نے اس کی شرح ''التحقیق الباهر فی شرح الأشباه و النظائر ''کے نام سے لکھی۔ یہ شرح غیر مطبوعہ ہے۔[1]

۴......علامہ ابراہیم بن حسین بن محمد بن احمد المعروف ابن بیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۹ھ) نے ''الأشباه و النظائر '' کے اہم مقامات کو حل کیا ہے، اور اس کا نام رکھا ''عمدة ذوی البصائر بحل مهمات الأشباه و النظائر '' یہ شرح غیر مطبوعہ ہے۔[2]

۵......علامہ علی بن عبد اللہ طوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے ''ذخیرة ألفاظ شرح الاشباه و النظائر '' کے نام سے شرح لکھی۔ یہ شرح غیر مطبوعہ ہے۔[3]

۶......علامہ محمد بن خالد انصاری حمصی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۴ھ) نے ''شرح الأشباه و النظائر '' کے نام سے شرح لکھی۔[4]

کیا ''الأشباه و النظائر '' سے فتوی دے سکتے ہیں؟

''الأشباه و النظائر '' اور ''الدر المختار '' ان کتابوں میں سے ہیں جن میں نہایت اختصار پایا جاتا ہے اور مفہوم سمجھنے میں غلطی واقع ہوتی ہے۔ نیز بعض مسائل میں مرجوح اقوال کو ترجیح دی ہے، بعض جگہ دیگر مذاہب کے اقوال کو ترجیح دی ہے، جس کا قائل علمائے احناف میں سے کوئی نہیں ہے۔ اس لئے ان کتابوں کی شروح، حواشی، تعلیقات

---

[1] هدية العارفين: ج۲ ص ۳۵۶
[2] إيضاح المكنون: ج۴ ص ۱۲۱
[3] معجم المؤلفين: ج۷ ص ۱۳۷
[4] معجم المؤلفين: ج۹ ص ۲۷۷

دیکھنے کے بعد ان سے فتوی دیا جائے۔علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

إن الدر المختار والأشباه والنظائر تشتمل على سقط في النقل في مواضع كثيرة، وترجيح ما هو خلاف الراجح، بل ترجيح ما هو مذهب الغير مما لم يقل به أحد من أهل المذهب. ❶

ترجمہ:''الدر المختار''اور''الأشباه والنظائر''میں بہت سے مقامات پر مسائل نقل کرنے میں غلطیاں واقع ہوئی ہیں،اوران میں بعض مرجوح اقوال کو ترجیح دی گئی ہے، بلکہ بعض جگہ تو دیگر مذاہب کے ایسے قول کو ترجیح دی گئی ہے کہ مذہب حنفی والوں میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

۹۸ ...... الفتاوى الزينية في فقه الحنفية

یہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی تصنیف ہے، ان کے صاحبزادے علامہ احمد رحمہ اللہ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

جمعتها نحو ألف سؤال وأكثر، ورتبتها على ترتيب الكتب، يسهل الكشف عنه من الطهارة إلى الفرائض وسميتها "الفتاوى الزينية في فقه الحنفية"

ترجمہ: میں نے اس میں ایک ہزار یا اس سے زائد سوالات کو جمع کردیا ہے،اور میں نے اسے طہارت سے لے کر فرائض تک کتب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو۔اور میں نے اس کا نام رکھا''الفتاوى الزينية في فقه الحنفية''

فائدہ: علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ''فتاوى طوری''اور

---

❶ شرح عقود رسم المفتي: ص ۱۷

"فتاوی ابن نجیم" پر اعتماد نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کی تائید کسی دوسرے فتاوی سے نہ ہو جائے:

وَسَمِعْتُ كَثِيرًا مِنْ شَيْخِنَا أَنَّ فَتَاوَى الطُّورِيِّ كَفَتَاوَى ابْنِ نَجِيمٍ لَا يُوثَقُ بِهَا إِلَّا إِذَا تَأَيَّدَتْ بِنَقْلٍ آخَرَ. ❶

نیز علامہ شامی رحمہ اللہ "رد المحتار" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وَرَأَيْت فِي حَاشِيَةِ أَبِي السُّعُودِ الْأَزْهَرِيِّ عَلَى شَرْحِ مُلَّا مِسْكِينٍ أَنَّهُ لَا يُعْتَمدُ عَلَى فَتَاوَى ابْنِ نُجَيْمٍ وَلَا عَلَى فَتَاوَى الطُّورِيِّ. ❷

۹۹ ...... خلاصة الكيداني

یہ لطف اللہ نسفی کی تالیف ہے، یہ کتاب اگر چہ بعض شہروں میں مشہور ہے لیکن اس کے مصنف کے احوال کا کوئی علم نہیں ہے، کون تھے، ان کے اساتذہ کون ہیں، ان کے تلامذہ کون ہیں، خود ان کے احوال بھی معلوم نہیں، یقینی طور پر نام بھی معلوم نہیں ہے۔ اس رسالہ میں بہت سی غیر مستند روایات ہیں، غیر مستند مسائل ہیں، یہ ایک رطب و یابس کا مجموعہ ہے، اس لئے محققین علماء نے اس کتاب کو غیر معتمد کتابوں میں شمار کیا ہے، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

هی منسوبة إلى لطف الله النسفی، والكتاب وإن كانت مشهورة فی بعض البلاد إلا أنه لا يعرف إلى الآن حال مؤلفها أنه من هو، وكيف هو، وهل هو ممن يستند بتصنيفه، أو هو ممن يضرب به المثل المشهور: إن من لا يعرف الفقه صنّف فيه كتابا، وهذا مع ما أورد فيها من الروايات واهية. ❸

❶ رد المحتار: كتاب الطلاق، باب الكنايات، ج۲ ص۲۹۷

❷ رد المحتار: مقدمة، ج۱ ص۷۰ ❸ عمدة الرعاية: ص۱۲

ترجمہ: یہ کتاب لطف اللہ نسفی کی طرف منسوب ہے، یہ کتاب اگرچہ بعض شہروں میں مشہور ہے، لیکن اب تک اس کے مصنف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے کہ یہ کون ہیں؟ کس درجے کے ہیں؟ آیا ان میں سے ہیں کہ جن کی تصانیف مستند ہیں یا ان میں سے جن کے بارے میں یہ کہاوت کہی جاتی ہے کہ جو فقہ نہیں جانتا وہ اس فن پر کتاب لکھتا ہے، نیز اس میں بہت سی غیر مستند روایات بھی ہیں۔

اس میں غیر مستند احادیث بھی ہیں اور غیر مفتی بہ اقوال بھی ہیں، بہت سے منکر اور مرجوح اقوال بھی ذکر کئے ہیں، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے بطورِ مثال کے ذکر کیا کہ انہوں نے نماز کے محرمات میں جہراً تسمیہ پڑھنا، ابتداء کی رفع یدین کے علاوہ رفع یدین کرنا، اور تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا، ان سب کو محرمات میں شمار کیا ہے۔ ❶

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں:

وقال في بعض رسائله: لولا حديث ظنوا بالمؤمنين خيراً لأكفرت صاحب الكيدانية، ولا نعلم صاحب الكيدانية أنه معتبر أو غيره. ❷

ترجمہ: (ملا علی قاری نے) اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ اگر یہ حدیث نہ ہوتی کہ مؤمنین کے بارے میں حسنِ ظن رکھو تو "خلاصة الكيداني" کے مصنف کی تکفیر کرتا، (شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ) ہم نہیں جانتے ہیں کہ "خلاصة الكيداني" کے مصنف معتبر ہیں یا غیر معتبر۔

یہ کتاب اس وقت علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ کی شرح کے ساتھ "**الجوهر الكلي شرح عمدة المصلي المشهور بالمقدمة الكيدانية**" کے نام سے طبع ہے، یہ

❶ عمدة الرعاية: ص ۱۲

❷ العرف الشذي: أبواب الصلاة، باب ما جاء في الإشارة بالتشهد، ج ۱ ص ۲۸۲

شرح ''دار الکتب العلمیة '' سے ۱۴۲۸ھ میں طبع ہوئی ہے۔ علامہ نابلسی رحمہ اللہ نے جابجا ان کی علمی طور پر گرفت کی اور غیر مستند روایات ومسائل کی نشان دہی کی ہے۔

''خلاصة الکیدانی'' کی سات شروحات

۱......شیخ رکن الدین سندی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۹ھ) نے ''شرح علی خلاصة الکیدانی'' کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ ❶

۲......شیخ فیض الحسن بن نور الحسن بن محمد حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵۱ھ) نے ''شرح خلاصة الکیدانی'' کے نام سے شرح لکھی، یہ ''شرح الفرخشاهی'' کے نام سے بھی معروف ہے۔ ❷

۳......شیخ محمد عابد نقشبندی لاہوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۰ھ) نے اس کی مفصل شرح لکھی ''شرح بسیط علی خلاصة الکیدانی'' ❸

۴......نصر اللہ بن محمد خویشکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۹ھ) نے فارسی زبان میں اس کتاب کی شرح لکھی۔ ❹

۵......شیخ بدر الدین بن شیخ ابراہیم سمرقندی رحمہ اللہ نے ''معراج المؤمنین فی أهل علیین'' کے نام سے شرح لکھی۔

۶......علامہ محمد امین قاسمی رحمہ اللہ نے ''شرح خلاصة الکیدانی'' کے نام سے شرح لکھی۔

۷......علامہ محمد حسن سنبھلی رحمہ اللہ نے ''شرح خلاصة الکیدانی'' کے نام سے شرح لکھی۔ ❺

---

❶ نزهة الخواطر: ج۴ ص ۳۴۱ ❷ نزهة الخواطر: ج۶ ص ۷۸۳

❸ نزهة الخواطر: ج۶ ص ۸۲۶ ❹ نزهة الخواطر: ج۷ ص ۱۱۲۳

❺ معجم المطبوعات العربية والمعربة: ج۲ ص ۱۵۸۰، ۱۵۸۱

۱۰۰ ...... خزانة الروايات

یہ قاضی جکن ہندی گجراتی کی تصنیف ہے،ان کا انتقال ۹۲۰ھ کے حدود میں ہوا ہے، یہ ان مصنفینِ فقہ میں سے ہیں جن کے حالات کا کوئی علم نہیں ہے،معلوم نہیں کہ کون ہیں، اور کس درجہ کے ہیں۔ نیز یہ کتاب بھی رطب و یابس کا مجموعہ ہے، اس میں بہت سی واہی روایات اور مرجوح مسائل ہیں، یہ کتاب غیر معتمد ہے،علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

أما خزانة الروايات، فلا أعتمدُ عليه، وهو من تصانيف عالم من كجرات. ❶

ترجمہ: ''خزانة الروايات'' گجرات کے ایک عالم کی تصنیف ہے، میں اس پر اعتماد نہیں کرتا۔

وأما خزانة الروايات فغير معتبر. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ''کنز العباد''''مطالب المؤمنین'' اور ''خزانة الروايات'' کے متعلق لکھتے ہیں:

فإن هذه الكتب مملوءة من الرطب واليابس مع ما فيها مع الأحاديث المخترعة. ❸

ترجمہ: یہ کتابیں رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ان میں من گھڑت احادیث بھی ہیں۔

---

❶ فيض الباری: كتاب الحج، باب طواف الوداع، ج۳ ص ۲۷۲

❷ العرف الشذی: أبواب الصلاة، باب ما جاء في مواقيت الصلاة، ج ۱ ص ۱۷۱

❸ النافع الكبير: ص ۳۳

۱۰۱...... تنویر الأبصار وجامع البحار

یہ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

جمع فيه مسائل المتون المعتمدة عونا لمن ابتلى بالقضاء والفتوى. ❶

ترجمہ: اس کتاب میں متونِ معتمدہ سے مسائل جمع کیے ہیں اس شخص کے لئے جو قضاء اور فتوی سے منسلک ہو۔

اس کتاب میں درج ذیل معتبر متون سے مسائل جمع کیے ہیں:

(۱)"مختصر الطحاوی "(۲)"مختصر القدوری "(۳)"کنز الدقائق "(۴)"المختار "(۵)"الوقایة "اور دیگر کتب سے اہم مسائل جمع کیے ہیں، کتاب کے نام میں "جامع البحار " سے اس کی طرف اشارہ ہے، یعنی اس میں فقہ کے سمندروں کو جمع کر دیا ہے جس سے آنکھیں روشن ہوں گی۔ چونکہ یہ متن سابقہ متون کا خلاصہ ہے اور اس میں منقح ومہذب انداز میں کثیر الوقوع مسائل کو جمع کر دیا ہے، اس لئے بہت سے اہلِ علم نے شروح کی صورت میں اس متن کی خدمت کی۔

"تنویر الأبصار" کے چھ شروح وحواشی

۱...... ماتن علامہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے خود "منح الغفار شرح تنویر الأبصار " کے نام سے اس کی شرح لکھی، اس شرح کی تکمیل ۹۹۷ھ میں ہوئی، یہ شرح مطبوعہ نہیں ہے، اس شرح پر علامہ خیر الدین رملی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۱ھ) نے حاشیہ لکھا ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) "رد المحتار "میں اس حاشیہ کے

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۰۱

حوالے سے مسائل وفوائد نقل کرتے ہیں اور اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں ''قال الرملی فی حاشیة المنح'' اور کبھی ''ذکر الخیر الرملی فی حاشیة المنح'' کے الفاظ سے حوالہ دیتے ہیں۔

۲......علامہ حسین بن اسکندر رومی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۴ھ) نے ''الجوهر المنير فی شرح التنویر'' کے نام سے اس کی شرح لکھی، یہ شرح مطبوعہ نہیں ہے۔ (۱)

۳......علامہ محمد بن عبداللہ برسوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے ''تبیصیر الأنوار فی شرح تنویر الأبصار'' کے نام سے شرح لکھی۔ (۲)

۴......علامہ علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے ''خزائن الأسرار وبدائع الأفكار فی شرح تنویر الأبصار'' کے نام سے دس جلدوں میں مفصل شرح لکھنے کا ارادہ کیا، پھر خود اس شرح کا اختصار ''الدر المختار فی شرح تنویر الأبصار'' کے نام سے کیا:

لما بیضت الجزء الاول من (خزائن الاسرار، وبدائع الافکار، فی شرح تنویر الابصار، وجامع البحار)، قدرته فی عشر مجلدات کبار، فصرفت عنان العناية نحو الاختصار، وسميته بالدر المختار، فی شرح تنویر الأبصار. (۳)

۵......علامہ نجم الدین محمد بن خیر الدین رملی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۳ھ) نے ''لوائح الأنوار علی منح الغفار'' کے نام سے مصنف کی شرح پر حاشیہ لکھا۔

۶......علامہ عبدالرزاق بن خلیل بن جنید رومی رحمہ اللہ (متوفی فی حدود ۱۲۰۰ھ) نے

(۱) هدية العارفين: ج ۱ ص ۳۲۳ (۲) هدية العارفين: ج ۲ ص ۲۹۵

(۳) الدر المختار: مقدمة المصنف، ج ۱ ص ۷

''منیر الأفکار شرح تنویر الأبصار'' کے نام سے نو (۹) جلدوں میں شرح لکھی۔ ❶

فائدہ: ''الدر المختار'' مرکب توصیفی ہے اس کا معنی ہے منتخب موتی، اس پر علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ''رد المحتار'' کے نام سے حاشیہ لکھا ہے جو اہل علم کے درمیان مقبول ومتداول ہے، اس کو ''فتاوی شامی'' بھی کہتے ہیں، متن، شرح اور حاشیہ کے ساتھ اس کا مکمل نام یہ ہے ''رد المحتار علی الدر المختار فی شرح تنویر الأبصار'' یعنی حیران شخص کو پھیرنا منتخب موتی کی طرف جو آنکھوں کو روشن کرنے والا ہے، یعنی ایک شخص کا قیمتی موتی گم ہوگیا جو نورِ بصر ہے وہ اس کی تلاش میں حیران و پریشان ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی راہنمائی کی کہ دیکھو تمہارا مطلوب یہ ہے، پس ''ردالمختار'' خاء کے ساتھ پڑھنا یا لکھنا غلط ہے، عام طور پر اس میں غلطی کی جاتی ہے۔ ❷

۱۰۲...... فتح باب العناية

علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) نے ''الوقاية'' متن کی شرح لکھی، پھر خود اس شرح کا اختصار ''النقاية'' کے نام سے کیا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اس متن کی شرح ''فتح باب العناية'' کے نام سے لکھی۔ ان سے پہلے علامہ قہستانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے اس متن کی شرح ''جامع الرموز'' کے نام سے لکھی، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احادیث وآثار کو بطورِ دلائل کثرت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وهو أفضل الشروح جميعا كما أنه أنقاها لغة، وأسلسها عبارة،

---

❶ هدية العارفين: ج ۱ ص ۵٦٨

❷ آپ فتوی کیسے دیں: ص ۱۴۲

وأوفاها استدلالا، وأحسنها تعليلا، مع امتيازه إلى هذه المزايا يعزو الأحاديث إلى مخرّجيها، والأقوال إلى قائليها. ❶

ترجمہ: یہ تمام شروحات میں سب سے بہتر شرح ہے، انہوں نے لغوی اعتبار سے منقح کر کے (الفاظ کے معانی بیان کئے ہیں) اس کی عبارت سلیس ہے، (نصوص سے) استدلال میں کامل ہے، نہایت عمدگی کے ساتھ (مسائل کی) علت بیان کی ہے، اس شرح کی خصوصیات میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ احادیث کو اس کے ماخذ سے بیان کیا ہے اور اقوال کو ان کے قائلین کی طرف منسوب کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

إن الشيخ علی القاری ما جاء بشيء يعجب القلوب والأسماع مثل كتابه "شرح النقاية" ويجب أن يدخل فی الدرس النظامی بدلا من "شرح الوقاية" ❷

ترجمہ: ملا علی قاری کی "شرح النقاية" ایسی کتاب ہے جس سے دلوں کو راحت ملتی ہے اور کانوں کو سن کر خوشی حاصل ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ درس نظامی (کے نصاب میں) "شرح الوقاية" کی جگہ اس کتاب کو شامل کیا جائے۔

یہ شرح شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی تعلیقات کے ساتھ "المطبوعات الإسلامية" حلب سے طبع ہے۔

۱۰۳ ...... نور الإيضاح

یہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) کی تصنیف ہے، (ان کی

❶ فتح باب العناية: مقدمة المحقق، ص ۲۷

❷ فتح باب العناية: مقدمة المحقق، ص ۲۷

تصانیف میں ''شرح منظومة ابن وهبان، تحفة الأكمل، العقد الفريد'' اور ''درر الحكام'' کا حاشیہ ''غنية ذوى الأحكام'' ہے۔) یہ انہوں نے مبتدی طلباء کے لئے ایک متن لکھا ہے، اس میں صرف عبادات یعنی ''كتاب الطهارة، كتاب الصلاة، كتاب الصوم، كتاب الزكاة'' اور ''كتاب الحج'' کے مسائل ہیں۔

۱۰۴ ...... إمداد الفتّاح شرح نور الإيضاح

یہ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''نور الإيضاح'' کی مفصل شرح ہے، لیکن یہ غیر مطبوعہ ہے۔

۱۰۵ ...... مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے ''نور الإيضاح'' کے نام سے عام فہم انداز میں مبتدی طلبہ کے لئے صرف مسائل کو یکجا کیا، اس میں فقہاء کے مذاہب، تفصیلی مباحث اور دلائل کا تذکرہ نہیں کیا۔ پھر مصنف نے اس کی تفصیلی شرح ''إمداد الفتّاح شرح نور الإيضاح'' کے نام سے لکھی، اس شرح کا تذکرہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے کیا ہے، دیکھئے: [1]

پھر اس پر مفصل حاشیہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے ''حاشية الطحطاوی على مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح'' کے نام سے لکھا، یہ حاشیہ ''دار الكتب العلمية'' سے محمد عبد العزیز خالدی کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوا ہے۔

علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ کے ۶۰ مفید رسائل ''مجموع الرسائل الستين'' کے نام سے دو جلدوں میں ''مکتبہ حقانیہ'' کوئٹہ سے شائع ہوئے ہیں۔

---

[1] كشف الظنون: نور الإيضاح، ج۲ ص ۱۹۸۲

۱۰۶ ...... الفتاوى الخيرية

علامہ خیر الدین بن احمد بن علی ایوبی رملی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۱ھ) کا دو جلدوں میں یہ فتاوی مطبوعہ ہے، اس فتوی کی تکمیل علامہ ابراہیم بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰۸ھ) نے کی ہے، انہوں نے ''البحر الرائق ''پر حاشیہ ''مظهر الحقائق ''کے نام سے لکھا ہے جو ابھی تک مخطوطہ ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ ''البحر الرائق ''کے حاشیہ ''منحة الخالق ''میں اس کے بکثرت حوالے نقل کرتے ہیں۔

۱۰۷ ...... الدر المختار شرح تنوير الأبصار

علامہ محمد بن علی بن محمد المعروف علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) اپنے دور کے ایک عظیم فقیہ، بلند پایہ ادیب اور نحوی تھے، آپ کی تصنیفات میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

(۱) إفاضة الأنوار على أصول المنار

یہ صاحبِ مدارک علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کی ''المنار'' کی شرح ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے اس کتاب پر مفید تعلیقات وحواشی ''نسمات الأسحار ''کے نام سے لکھیں، یہ متن، شرح وحاشیہ اس نام کے ساتھ ''نسمات الأسحار على إفاضة الأنوار على كتاب المنار ''''مطبع مصطفى البابى حلبى'' سے ۱۳۹۹ھ میں طبع ہو چکے ہیں۔

(۲) الدر المنتقى شرح ملتقى الأبحر

یہ فقہ کی معروف کتاب ''ملتقى الأبحر'' کی شرح ہے۔

(۳) شرح قطر الندى

یہ علم نحو میں ہے۔

"الدر المختار" پر مختلف شروح وحواشی لکھے گئے، مصنف رحمہ اللہ نے پہلے ایک طویل شرح لکھنی شروع کی جس کا نام "خزائن الأسرار وبدائع الأفکار" رکھا، یہ شرح دس ضخیم جلدوں میں "باب الوتر" تک تھی، پھر مصنف نے اختصار کرکے "الدر المختار" لکھی، موصوف نے اپنی اس ضخیم شرح اور تلخیص کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

لما بیضت الأول من خزائن الأسرار وبدائع الأفکار فی شرح تنویر الأبصار وجامع البحار قدّرته فی عشر مجلدات کبار، فصرفت عنان العنایة نحو الاختصار وسمیته بالدر المختار فی شرح تنویر الأبصار. ❶

اس پر ایک نہایت مفید حاشیہ علامہ شامی رحمہ اللہ کے استاذ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) کا ہے، جو "حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار" کے نام سے معروف ہے، یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، مصنف نے ایک حاشیہ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) کی کتاب "مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح" پر بھی لکھا ہے، نیز آپ کا ایک رسالہ "کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین" کے نام سے ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن احمد المعروف ابن عبدالرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے "مفاتیح الأسرار ولوائح الأفکار فی شرح الدر المختار" کے نام سے اس کی شرح لکھی، یہ شرح مطبوعہ نہیں ہے۔ ❷

علامہ شامی رحمہ اللہ نے "رد المحتار" میں اٹھائیس مقامات پر ان کی اس شرح سے استفادہ کرکے لکھا ہے، آپ نے اس کے لئے "ابن عبد الرزاق" کا رمز اختیار کیا ہے۔

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷

❷ هدایة العارفین: ترجمة: ابن عبد الرزاق، ج ۱ ص ۵۵۲

علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ نے بھی ''الدر المختار ''پر حاشیہ لکھا،علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس حاشیہ سے بھی بہت سے مقامات پر استفادہ کیا ہے،اس کی طرف آپ لفظ ''ح'' سے اشارہ کرتے ہیں،علامہ حلبی رحمہ اللہ نے اس حاشیہ میں علامہ حصکفی رحمہ اللہ پر بہت سے اشکالات کئے ہیں، ان اشکالات کے جوابات علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ''رفع الأنظار عما أورده الحلبی علی الدر المختار ''میں دیئے ہیں۔ اس تصنیف کا تذکرہ علامہ اسماعیل بغدادی رحمہ اللہ نے آپ کی تصنیفات میں کیا ہے۔ ❶

''الدر المختار'' کے پندرہ شروح وحواشی

۱......علامہ محمد صالح بن عبداللہ مدنی رحمہ اللہ المعروف قاضی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۷ھ) نے ''نخبة الأفكار علی الدر المختار '' کے نام سے حاشیہ لکھا۔ ❷

۲......علامہ عبدالرحیم بن محمود دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲۳ھ) نے ''حاشية علی الدر المختار '' کے نام سے حاشیہ لکھا ہے۔ ❸

۳......علامہ عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن احمد المعروف ابن عبدالرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے ''مفاتیح الأسرار ولوائح الأفكار فی شرح الدر المختار '' کے نام سے حاشیہ لکھا۔علامہ شامی رحمہ اللہ ''رد المحتار ''میں ''ابن عبد الرزاق '' کے رمز سے اس حاشیہ سے مسائل وفوائد نقل کرتے ہیں: ❹

دکتور عبداللطیف صالح فرفور کی رائے یہ ہے کہ اس حاشیہ کا نام ''سلک النضار

❶ هدية العارفين: ترجمة: ابن عابدين، ج۲ ص۳۶۸

❷ هدية العارفين: ج۲ ص۲۹۵

❸ هدية العارفين: ج۱ ص۵۶۴

❹ الأعلام: ج۳ ص۲۹۳/ معجم المؤلفين: ج۵ ص۱۱۲/ هدية العارفين: ج۱ ص۵۵۲

شرح الدر المختار ''ہے۔❶

٤......علامہ ابو الطیب محمد بن عبد القادر سندی رحمہ اللہ (متوفی ١١٤٩ھ) نے ''قرة الأنظار في حاشية الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا۔❷

٥......علامہ خلیل بن محمد بن ابراہیم بن منصور الفتال دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ١١٨٦ھ) نے ''دلائل الأسرار على الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا، جو ''حاشیہ فتال'' کے نام سے مشہور ہے۔❸

٦......علامہ بدر الدین حسن بن برہان الدین حبرتی عقیلی رحمہ اللہ (متوفی ١١٨٨ھ) نے ''إصلاح الأسفار عن وجوه بعض مخدرات الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا۔❹

٧......علامہ ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی رحمہ اللہ (متوفی ١١٩٠ھ) نے ''تحفة الأخيار على الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا۔❺

٨......علامہ عبد القادر بن صالح بن عبد الرحمٰن بانقوسی رحمہ اللہ (متوفی ١١٩٩ھ) نے ''سلک النضّار على الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا ہے۔❻

٩......علامہ محمد طاہر سنبل بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ١٢١٩ھ) نے ''ضياء الأبصار على منسک الدر المختار'' کے نام سے حاشیہ لکھا۔❼

اس حاشیہ کا درست نام ''المناسک من الدر المختار'' ہے، اور یہ صرف

❶ابن عابدين وأثره في الفقه الإسلامي: ج ١ ص ٢٥٥

❷إيضاح المكنون: ج ٤ ص ٢٢٣
❸الأعلام: ج ٢ ص ٣٢٢

❹هدية العارفين: ج ١ ص ٣٠٠
❺هدية العارفين: ج ١ ص ٣٩

❻الأعلام: ج ٤ ص ٣٩
❼هدية العارفين: ج ٢ ص ٢٥٤

مناسکِ حج کے مسائل پر حاشیہ ہے، نام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ ❶

۱۰......علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے "حاشیة الحطاوی علی الدر المختار" کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں اس پر حاشیہ لکھا۔

۱۱......علامہ عبدالمولی بن عبداللہ دمیاطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۸ھ) نے "تعالیق الأنوار علی الدر المختار" کے نام سے حاشیہ لکھا۔ ❷

۱۲......علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے "رد المحتار علی الدر المختار" کے نام سے مفصل حاشیہ لکھا، جسے "حاشیة ابن عابدین" اور "فتاوی شامی" بھی کہتے ہیں۔

۱۳......علامہ محمد عابد بن احمد بن علی سندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے "طوالع الأنوار علی الدر المختار" کے نام سے شرح لکھی۔ ❸

۱۴......علامہ محمد بن سعید بن محمد امین طبقجلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۳ھ) نے "تعلیقات علی الدر المختار" کے نام سے حاشیہ لکھا۔ ❹

۱۵......مولانا عبدالحق الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۳ھ) نے "التعلیقات علی الدر المختار" کے نام سے حاشیہ لکھا۔ ❺

ان تمام شروح وحواشی میں زیادہ شہرت دو حواشی کو ملی ہے:

۱ ...... رد المحتار علی الدر المختار ۲ ...... حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار

---

❶ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الإسلامی: ج ۱ ص ۲۵۲

❷هدية العارفين: ج ۱ ص ۶۳۰ ❸الأعلام: ج۶ ص ۱۸۰ / معجم المؤلفين: ج ۱۰ ص ۱۱۳ / نزهة الخواطر: ج۷ ص ۱۰۹۷

❹هدية العارفين: ج ۲ ص ۳۷۴ ❺نزهة الخواطر: ج۸ ص ۱۲۶۲

یہ دونوں حواشی مطبوعہ ہیں۔

۱۰۸ ...... عمدة ذوی البصائر لحل مبهمات الأشباه و النظائر

یہ علامہ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد المعروف ابن بیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۹ھ) کی تصنیف ہے، یہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی ''الأشباه و النظائر'' کی معروف شرح ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) ''رد المحتار'' اور ''شرح عقود رسم المفتی'' میں جابجا ان کے حوالے سے مسائل اور علمی فوائد ونکات ذکر کرتے ہیں، یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔

۱۰۹ ...... الفتاوی الهندية

متحدہ ہندوستان میں مشہور مغل فرمانروا اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۸ھ) نے جب باقاعدگی سے شریعت کا نفاذ ہندوستان میں کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ کئی باتیں ایسی ہیں کہ جن میں اصل مسئلہ تک پہنچنے میں دقت ہوتی ہے، کیونکہ ایسی کوئی جامع کتاب موجود نہیں ہے کہ جس میں تمام جزئیات اور نئے پیش آنے والے مسائل کا حل مذکور ہو، تو انہوں نے اس کے لئے ملک کے چیدہ چیدہ منتخب علمائے کرام کا ایک بورڈ قائم کیا، اور اس وقت کے ایک ممتاز عالم شیخ نظام کو اس کا ذمہ دار بنایا۔

اور ان کے ماتحت چار کبار علماء کی ایک کمیٹی بنائی اور ہر عالم کے ساتھ معاونت کے لئے دس دس علماء کو رکھا، ان چار بڑے علماء کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱......مولانا قاضی محمد حسین جونپوری رحمہ اللہ

۲......مولانا علی اکبر اسعد اللہ خانی رحمہ اللہ

۳......مولانا شیخ حامد جونپوری رحمہ اللہ

۴......مفتی محمد اکرم لاہوری رحمہ اللہ

ان حضرات کے معاونین کے اسماء اور اس فتاوی کے متعلق دیگر معلومات کے لئے دیکھیں: ❶

آٹھ سال کے عرصے میں اس فتاوی کی تدوین کا کام مکمل ہوا، بادشاہ عالمگیر خود بھی اس کی تدوین میں شریک رہے، روزانہ کا مرتب کردہ حصہ علامہ نظام رحمہ اللہ سے پڑھوا کر سنتے تھے اور بوقتِ ضرورت اس پر جرح وقدح بھی کرتے تھے تاکہ مسئلہ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ یہ کتاب بادشاہ کی نسبت سے ''فتاوی عالمگیری'' کے نام سے مشہور ہے، چونکہ یہ فتاوی ہندوستان میں ترتیب دیا گیا اس لئے اس کو ''الفتاوی الهندية '' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فتاوی ہدایہ کی ترتیب پر ہے، فقہی جزئیات کی کثرت اور احاطہ کے اعتبار سے ''**المحيط البرهاني** '' اور ''**الفتاوى التاتارخانية** '' کے علاوہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں رکھی جا سکے، یہ فتاوی جامعیت اور حسنِ ترتیب کے لحاظ سے دیگر فتاوی سے ممتاز ہے، ہر کتاب کے تحت ابواب اور فصول قائم کر کے تمام مسائل کو نہایت حسن اسلوبی کے ساتھ یکجا کیا ہے، مثلاً ''**كتاب الطهارة**'' کے تحت سات ابواب ہیں:

۱...... **الباب الأول في الوضوء** اس باب کے تحت پانچ فصلیں ہیں:

(۱) الفصل الأول في فرائض الوضوء (۲) الفصل الثاني في سنن الوضوء (۳) الفصل الثالث في المستحبات (۴) الفصل الرابع في المكروهات (۵) الفصل الخامس في نواقض الوضوء .

اس طرح ''**الباب الثاني في الغسل**'' کے تحت تین فصلیں ہیں، ''**الباب الثالث في المياه**'' اس کے تحت دو فصلیں ہیں، ''**الباب الخامس في المسح على الخفين**'' اس کے تحت دو فصلیں ہیں، ''**الباب السادس في الدماء المختصة في النساء**'' اس کے تحت چار فصلیں ہیں، ''**الباب السابع في النجاسة وأحكامها**'' اس کے تحت تین فصلیں ہیں۔

❶ **الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۱۱**

اندازہ کیجئے کہ ایک ''کتاب الطهارة'' میں سات ابواب اور بائیس فصلوں کا تذکرہ کرکے نہایت جامعیت کے ساتھ تمام مسائل مآخذ کے حوالے سے یکجا کردیئے ہیں، اس کتاب نے علماء، طلباء کو بہت سی کتابوں سے مستغنی کردیا ہے۔ لیکن طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کتابت وطباعت کے معیار، مسائل کی ترقیم اور تحقیق وتعلیق کے لحاظ سے اس کتاب کی خاطر خواہ خدمت اب تک نہیں ہوسکی ہے۔

اس فتاوی میں بعض فقہی روایات ومسائل نہایت کمزور ہیں، خاص طور پر ''كتاب الكراهية'' میں، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

وباب الحظر والإباحة من تلك الفتاوى مملوءة من الروايات الضعيفة فإن مأخذه كتاب مطالب المؤمنين للمولوى بدر الدين اللاهورى وهو رجل غير معتمد عليه. [1]

ترجمہ: ''الفتاوى الهندية'' کا ''باب الحظر والإباحة'' ضعیف روایات سے بھرا ہوا ہے، اس کا ماخذ مولوی بدرالدین لاہوری کی کتاب ''مطالب المؤمنين'' ہے، یہ شخص قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس فتاوی کو ایک جماعت نے مرتب کیا لیکن یہ وثوق اور استیناد میں اس مقام تک نہ پہنچ سکا جس کو علامہ شامی رحمہ اللہ نے تنہا ''رد المحتار'' کی صورت میں کیا۔ یہ فتاوی ''الفتاوى البزازية'' اور ''فتاوى قاضيخان'' کے ساتھ بھی طبع ہے اور الگ سے بھی چھ جلدوں میں طبع ہے۔

۱۱۰...... مفاتيح الأسرار ولوائح الأفكار شرح الدر المختار

یہ شیخ عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن احمد المعروف ابن عبد الرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی ''الدر

[1] العرف الشذى: أبواب الصوم، باب ما جاء فى صوم الدهر، ج۲ ص ۱۸۵

المختار'' کی شرح ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ''رد المحتار''میں جابجا اس شرح کے حوالے سے مسائل وفوائد ذکر کیے ہیں، یہ شرح غیر مطبوعہ ہے۔

۱۱۱...... الفتاوی الطوری

یہ علامہ محمد بن حسین بن علی الطّوری رحمہ اللہ (متوفی بعد ۱۱۳۸ھ) کی تالیف ہے، انہوں نے علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی ''البحر الرائق'' کا تکملہ لکھا ہے، ان کی ایک تصنیف ''الفواکه الطورية في الحوادث المصرية'' ہے۔''الفتاوی الطوری''میں انہوں نے علامہ سراج الدین ہندی رحمہ اللہ کے فتاوی جمع کیے ہیں، ان کی تہذیب وتنقیح کی اور اضافات کیے، لیکن اس کتاب سے فتاوی دینا درست نہیں ہے اور نہ اس پر اعتماد کیا جائے گا:

وَرَأَيْت فِي حَاشِيَةِ أَبِي السُّعُودِ الْأَزْهَرِيِّ عَلَى شَرْحِ مُلَّا مِسْكِينٍ أَنَّهُ لَا يُعْتَمَدُ عَلَى فَتَاوَى ابْنِ نُجَيْمٍ وَلَا عَلَى فَتَاوَى الطُّورِيِّ. ❶

وَسَمِعْتُ كَثِيرًا مِنْ شَيْخِنَا أَنَّ فَتَاوَى الطُّورِيِّ كَفَتَاوَى ابْنِ نَجِيمٍ لَا يُوثَقُ بِهَا إلَّا إذَا تَأَيَّدَتْ بِنَقْلٍ آخَرَ. ❷

۱۱۲...... حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح

یہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) کا ''مراقی الفلاح'' پر حاشیہ ہے۔

علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے مبتدی طلباء کے لئے عبادات کے مسائل پر مشتمل ایک کتاب ''نور الإيضاح''لکھی، پھر خود اس کی مفصل شرح ''إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح'' کے نام سے لکھی، پھر متوسط شرح ''مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح'' کے نام سے لکھی، یہ کتاب اہلِ علم کے درمیان معروف ہے، علامہ طحطاوی رحمہ

❶رد المحتار: مقدمة، ج ١ ص ٧٠

❷رد المحتار: كتاب الطلاق، باب الكنايات، ج ٢ ص ٢٩٧

اللہ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا ہے، مصنف کی تصانیف میں دو حاشیے مشہور ہیں:

۱ ...... حاشية الطحطاوى على الدر المختار شرح تنوير الأبصار

۲ ...... حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح

یہ دونوں حواشی اصل کتابوں کے ساتھ طبع ہیں ''حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح'' ایک جلد میں ۱۴۱۸ھ میں ''دار الكتب العلمية'' سے طبع ہے، اور ''حاشية الطحطاوى على الدر المختار'' چار جلدوں میں ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے طبع ہے۔

۱۱۳ ...... حاشية الطحطاوى على الدر المختار

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے ''الدر المختار'' پر بھی حاشیہ لکھا ہے جو ''حاشية الطحطاوى على الدر المختار'' کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے طبع ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے اپنی فقہی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نقل کی ہے۔ حلِ کتاب کے لحاظ سے یہ نہایت مفید حاشیہ ہے، موصوف نے اختصار کے ساتھ متن حل کیا ہے اور بقدر ضرورت وضاحت کی ہے۔ اس میں بعض ایسی جزئیات ہیں جو دیگر کتب میں نہیں ملتیں۔ فقہی بصیرت کے لئے اس حاشیہ کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

۱۱۴ ...... العقود الدرية فى تنقيح الفتاوى الحامدية

یہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) صاحبِ ''رد المحتار'' کی تصنیف ہے۔ یہ علامہ حامد بن علی عمادی آفندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۱ھ) مفتی دمشق کے فتاوی کی تنقیح ہے، جو انہوں نے منصب افتاء پر فائز رہنے کے زمانہ (۱۱۳۷ھ تا ۱۱۵۵ھ) میں صادر فرمائے تھے، اور ''فتاوی حامدیہ'' کے نام سے خود مولانا حامد صاحب رحمہ اللہ نے جمع فرمائے تھے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے زیادہ نافع اور اس سے زیادہ قابل اعتماد فتاوی کا مجموعہ میں نے نہیں دیکھا، نیز مفتی صاحب کے متاخر زمانے میں ہونے کے باعث اس میں بہت سے جدید پیش آمدہ

حوادث وواقعات کا حل بھی مل جاتا ہے،لیکن چونکہ اس کی ترتیب کوئی عمدہ نہ تھی کہ جس سے مسئلہ آسانی سے معلوم کیا جاسکے،مشہور اور غیر ضروری مسائل بھی اس میں درج تھے اور بعض مسائل مکرر بھی درج ہوگئے تھے، نیز بعض جگہ ایسے بھی ہوا کہ مسئلہ ایک جگہ ذکر کیا گیا اور دلیل کسی دوسری جگہ نقل کردی گئی تھی اس لئے میں نے اس کو صحیح ترتیب پر مرتب کرنے اور مہذب ومنقح کرنے نیز بوقت ضرورت اہم اضافے کرنے کا عزم کرکے کام شروع کردیا یہاں تک کہ میں نے اس کو مکمل کرڈالا۔ (۱)

تمام اہم فقہی ابواب سے متعلق سوال وجواب کی صورت میں مسائل کا ذکر کیا ہے،ائمہ احناف کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں،اور راجح قول کی تعیین بھی کی ہے،اور کبھی کبھی دیگر ائمہ فقہاء کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں لیکن دلائل کا ذکر نہیں کرتے۔اس فتاوی کے مطالعے سے جہاں بیش بہا معلومات حاصل ہوتی ہیں وہیں ایک مفتی میں فتوی کا ملکہ بھی پیدا ہوتا ہے،تخصص فی الافتاء کے طلبہ کے لئے (۶۸۰)صفحات پر مشتمل اس فتاوی کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے ''**الفتاوى الحامدية**'' کی تنقیح اپنی کتاب''**رد المحتار**'' اور''**منحة الخالق**'' کی تکمیل کے بعد فرمائی ہے،ترتیب جدید کے بعد علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کا نام''**العقود الدرية فی تنقيح الفتاوى الحامدية**''رکھا،یہ کتاب مصر سے ''فتاوی خیریہ'' کے حاشیہ پر دوجلدوں میں طبع ہے اور''**دار المعرفة**'' سے تنہا بھی دوجلدوں میں طبع ہوگئی ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مصنف اور اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقوی شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور پر اپنی ذمہ داری سے کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے بلکہ جہاں

(۱) العقود الدرية: مقدمة، ج ۱ ص ۲

تک ممکن ہوتا ہے اپنے سے پہلے کی کتابوں میں سے کسی نہ کسی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ اگر ان اقوال میں بظاہر تعارض ہو تو اس کو رفع کرنے کے لئے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہو جائے خود اپنی رائے ظاہر نہیں فرماتے، اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں وہاں بھی بالعموم آخر میں ''تامل'' یا ''تدبر'' کہہ کر خود بری ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفا نہیں ہوتی، لیکن یہ طریقہ ''رد المحتار'' میں تو رہا ہے مگر چونکہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے ''البحر الرائق'' کا حاشیہ ''منحة الخالق'' اور ''تنقيح الفتاوى الحامدية'' بعد میں لکھا ہے اس لئے ان کتابوں میں مسائل زیادہ منقح انداز میں آتے ہیں، جنہیں پڑھ کر فیصلہ کن بات معلوم ہو جاتی ہے۔ [1]

۱۱۵...... رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار

علامہ شامی رحمہ اللہ فقہ، اصول فقہ میں اپنے دور کے ایک ممتاز عالم گزرے ہیں، آپ کی تصانیف میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

(۱) رد المحتار

علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے ''تنوير الأبصار'' کے نام سے متن لکھا، مصنف نے خود اس متن کی شرح ''منح الغفار'' کے نام سے لکھی۔ اس متن کی معروف شرح علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے ''الدر المختار'' کے نام سے لکھی، پھر اس پر حاشیہ وشرح علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز المعروف ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ''رد المحتار'' کے نام سے لکھی۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے نہایت تحقیق و تدقیق، عرق ریزی، محنت و جستجو، لگن و جانفشانی کے ساتھ سینکڑوں کتابوں کے ہزاروں صفحات کے مطالعے کے بعد جس میں بیسیوں کتابیں مخطوطات اور نادر

[1] البلاغ مفتی اعظم نمبر: ص ۴۲۰، ۴۲۱

تھیں، اِن کا مطالعہ کر کے ایک جامع و مدلل کتاب تصنیف کی۔ شیخ لؤی بن عبد الرؤف خلیلی نے ''رد المحتار'' کے تمام مصادر کو ''لآلي المحار فی تخريج مصادر ابن عابدين فی حاشية رد المحتار'' نامی کتاب میں جمع کیا ہے، دو جلدوں پر مشتمل اس تحقیقی کتاب میں مطبوعہ اور مخطوطہ تمام مصادر کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ کتاب ''دار الفتح'' اردن سے ۱۴۳۱ھ میں طبع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کے لئے کس قدر عرق ریزی کی ہے، مصنف چونکہ دوسرے مصنفین سے متأخر ہیں اس لئے انہوں نے سابقہ تقریباً تمام کتب سے استفادہ کر کے امت کی بارہ صدیوں کی محنت اور تحقیقات کا نچوڑ پیش کیا۔ مصنف نے اس بات کا بھی التزام کیا کہ ہر قائل کی بات کو حتی الامکان ان کی اپنی کتب یا مستند مراجع سے نقل کیا جائے، مصنف کی عادت ہے کہ وہ سابقہ تمام اقوال و مباحث کو سامنے رکھ کر تطبیق یا ترجیح بیان کرتے ہیں۔ موصوف راجح اور مفتی بہ اقوال کی نشاندہی کرتے ہیں، مصنف نہایت محتاط عالم ہیں، افراط و تفریط سے بچ کر جملہ مسائل میں اعتدال کا راستہ اختیار کرتے ہیں، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی بات نقل کرنے کے بجائے سابقہ اہل علم کی آراء نقل کی جائیں، کسی قول میں تطبیق، ترجیح یا مفتی بہ ہونے کی نشاندہی کی ہو تو تب بھی سابقہ کتب یا اہل علم کے اقوال کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، جب تک مجبوری نہ ہو اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتے، اور اگر کہیں کریں بھی تو آخر میں ''تأمل، تدبر'' کہہ کر خود بری ہو جاتے ہیں، موصوف کی چونکہ ساری عمر فقہ و اصول فقہ میں گزری اس لئے ان دونوں علوم میں آپ کو خوب دسترس تھی۔

آپ کے فقہی مقام و مرتبہ اور ''رد المحتار'' کے تفصیلی مطالعہ کے لئے ''ابن عابدين و أثره فی الفقه الإسلامی'' کا مطالعہ کریں، مصنف دکتور محمد عبد اللطیف فرفور، دو ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ کتاب ''دار البشائر'' دمشق سے ۱۴۲۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔

''رد المحتار'' میں مسئلہ تلاش کرنے کے لئے پہلے مسئلے کا مظان متعین کریں یعنی

یہ مسئلہ کس کتاب یا باب سے متعلق ہے، اس کے بعد فہرست دیکھیں، عموماً اکثر اہم مسائل پر ''مطلب'' کے نام سے عنوان قائم ہے، اگر کسی مطلب کے تحت مل جائے تو فبہا ورنہ مطلوبہ مسئلے سے قریب ترین مطلب کے تحت دیکھیں، اگر ایسا بھی نہ ہو تو متعلق باب یا فصل کا متن دیکھنا شروع کریں، اگر متن میں نہ ملے تو متن کے جس مسئلے سے اس کی مناسبت ہو وہاں شرح اور حاشیہ دیکھ لیں، اگر پھر بھی نہ ملے تو باب کے آخر میں ''فروع'' کے عنوان سے متفرق اہم مسائل اور اشعار ہوتے ہیں، یہ ہر باب کے مسائل شتی ہیں ان میں دیکھیں، ان میں بھی نہ ملے تو ''مسائل شتی'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

اس کتاب سے مسائل تلاش کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد طاہر شاہ صاحب کی تصنیف ''فتح الغفار معجم رد المحتار'' کا مطالعہ کریں۔ موصوف نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے سات سال کے عرصے میں یہ کتاب تصنیف کی، اِس میں معروف چھ مکتبوں کے نسخوں سے جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ مسائل کی نشاندہی کی ہے، جس کی وجہ سے مطلوبہ بات کی تلاش نہایت آسان ہوگئی ہے، یہ کتاب ''مکتبہ فاروقیہ'' سے شائع ہوئی ہے۔

''رد المحتار'' کا تکملہ مصنف کے صاحبزادے علامہ محمد علاء الدین بن محمد امین رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۶ھ) نے ''قرة عيون الأخيار لتكملة رد المحتار'' کے نام سے لکھا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے پہلے ''كتاب الإجازة'' سے آخر تک تبییض کی، پھر ابتداء سے تبییض شروع کی اور آخر ''كتاب القضاء'' صاحب ''الدر المختار'' کے اس قول ''وقد حرر محشي الأشباه المنح'' جلد ۵ صفحہ ۴۴۸ تک پہنچے تھے کہ آپ کا انتقال ہوگیا، بقیہ حصے کی تبییض وتعلیق آپ کے صاحبزادے نے کی۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص ''البحر الرائق'' اور ''رد المحتار'' کا مطالعہ نہ کرے اس کے لئے فتوی دینا جائز نہیں:

لا يجوز لأحد أن يفتي ما لم يطالع البحر ورد المحتار بأسره. [1]

---

[1] تراجم ستة من فقهاء العالم الإسلامي في القرن الرابع عشر وآثارهم الفقهية: ص ۳۸

یاد رہے کہ کتاب کا اصل نام تو ''رد المحتار'' ہے لیکن اسے ''حاشیة ابن عابدین'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''عابدین'' علامہ شامی رحمہ اللہ کے جدامجد ہیں، آپ خود بھی اپنی طرف عابدین کی نسبت کیا کرتے تھے، تو اس مناسبت سے آپ کو ''علامہ ابن عابدین'' اور حاشیہ کو ''حاشیہ ابن عابدین'' کہا جاتا ہے، نیز پاک وہند میں اس حاشیہ کو ''فتاوی شامیہ'' یا ''فتاوی شامی'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں، مصنف چونکہ شام کے باشندے تھے اس لئے آپ کو ''شامی'' اور فتاوی کو ''شامیہ'' کہتے ہیں۔

یہ کتاب عبدالمجید طعمہ حلبی کی نہایت عمدہ تعلیق وتحقیق، تخریج، تراجم رجال اور تقریرات رافعی کے ساتھ بارہ جلدوں میں ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے طبع ہے، اور چھ جلدوں میں ''دار الفکر'' بیروت سے بھی طبع ہے۔

(۲) حاشية منحة الخالق على البحر الرائق

یہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) کی معروف کتاب ''البحر الرائق'' پر آپ کا نہایت گراں قدر علمی وتحقیقی حاشیہ ہے، یہ حاشیہ اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔ شیخ زکریا عمیرات کی تعلیق وتخریج کے ساتھ اصل کتاب اور حاشیہ دونوں چھپ چکے ہیں۔ ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے نو جلدوں میں طبع ہے۔

(۳) العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية

اس کا تعارف گزر چکا ہے۔

(۴) نسمات الأسحار على إضافة الأنوار على كتاب المنار

صاحبِ مدارک امام نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے ''منار الأصول'' متن لکھا، علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے اس متن کی شرح ''إضافة الأنوار'' کے نام سے لکھی، پھر علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر حواشی ''نسمات الأسحار'' کے نام سے لکھے، یہ کتاب شیخ محمد تنوخی کی تعلیقات کے ساتھ ''مصطفى البابي حلبي'' سے ۱۳۹۹ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۵) رسائل ابن عابدين

اس میں مختلف موضوعات پر علامہ شامی رحمہ اللہ کے ۳۲ رسائل ہیں، یہ مجموعہ ''مکتبہ عثمانیہ'' کوئٹہ سے چھپا ہوا ہے۔ میرے نہایت محترم ومکرم دوست حضرت مولانا مفتی ثناء اللہ صاحب مدظلہ نے علامہ شامی رحمہ اللہ کے دو رسالوں کو نہایت مفید تعلیق وتحقیق، تخریجِ حدیث، تراجم رجال، مسائلِ فقہیہ اور قواعد کی تخریج، اعلام وترقیم اور عمدہ طباعت کے ساتھ ''مركز البحوث الإسلامية'' مردان سے حضرت مولانا سجاد حجابی صاحب دامت برکاتہم کے علمی وتحقیقی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے:

(۱) نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف

(۲) تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام

اللہ تعالی موصوف کو یا کسی صاحب علم وتحقیق کو اس طرف متوجہ کرے کہ وہ مصنف کے دیگر رسائل کو بھی تعلیق وتحقیق کے ساتھ طبع کروائیں۔

۱۱۶ ...... اللباب في شرح الكتاب

یہ علامہ عبدالغنی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) کی تصنیف ہے، قدوری پر لکھی گئی مطبوعہ شروحات میں یہ مفصل شرح ہے۔ مصنف ہر کتاب کے شروع میں ماقبل سے مناسبت، لغوی واصطلاحی معنی اور اُس کتاب یا باب میں استعمال ہونے والی اہم اصطلاحات ذکر کرتے ہیں۔ مسائل کی توضیح عام فہم اور جامع الفاظ میں کرتے ہیں۔ استدلال میں قرآن وسنت اور قیاس سے جابجا دلائل ذکر کرتے ہیں، ائمہ حنفیہ کے مذاہب اور دلائل ذکر کرنے کے بعد راجح قول کی عموماً تعیین بھی کرتے ہیں، جیسے ''باب صدقة الفطر'' میں صاع اور رطل کی بحث میں، اور ''باب خيار الرؤية'' میں گھر کا ظاہر اور صحن کا دیکھ لینا کافی ہے یا کمروں کا دیکھنا بھی ضروری ہے؟ مصنف دیگر کتبِ فقہیہ سے بھی مسائل، دلائل اور راجح قول کی تعیین ذکر کرتے ہیں، انہوں نے جابجا ''الجوهرة النيرة'' سے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ جامع اور مفصل شرح چار جلدوں میں محمد محی الدین عبدالحمید کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''المكتبة العلمية'' بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱۷...... الفتاوی الحمادیة

یہ مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین ناگوری کی تصنیف ہے جو علاقہ گجرات (کاٹھیاواڑ) کے ایک مشہور شہر نہروالہ میں منصب افتاء پر فائز تھے، یہ کتاب انہوں نے اپنے ہی علاقہ کے قاضی القضاۃ قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم پر تالیف فرمائی، اس کی تالیف میں ان کے صاحبزادے مفتی داود بن مفتی رکن الدین ناگوری بھی اپنے والد کے ساتھ شامل رہے۔ فتاوی حمادیہ کے مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی دوسو سولہ (۲۱۶) کتابوں سے استفادہ کرکے اس کو مرتب کیا گیا ہے، قاضی حماد الدین صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ اس کتاب میں صرف وہ مسائل جمع کریں جو جمہور فقہاء کے اجماعی اور مفتی بہ ہوں، چونکہ اس کی تالیف اس ہدایت کے مطابق عمل میں آئی ہے اس لئے یہ کتاب لائق اخذ اور قابل اعتماد بن گئی ہے۔ یہ کتاب نویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے، اس کتاب کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ''**معجم المطبوعات العربیة والمعربة**'' (۲/۱۸۳۶) اور بعض دیگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ہندوستان کے اندر ۱۲۴۱ھ/۱۸۲۶ء میں کلکتہ سے طبع ہو چکی ہے۔

۱۱۸...... السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة

یہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''**شرح الوقایة**'' کی سب سے عمدہ، جامع، مفصل اور مدلل شرح ہے، یہ شرح ''مکتبہ سہیل اکیڈمی'' لاہور سے طبع ہے۔ یہ نوسو (۹۰۰) صفحات پر مشتمل ''**فصل فی القراءة**'' تک کی شرح ہے، یعنی ''کتاب **الصلاة**'' بھی مکمل نہیں ہے۔ اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو کتبِ فقہ میں یہ سب سے منفرد کتاب ہوتی، اس میں تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، علومِ عربیت کے دریا موجزن نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو علم حدیث، رجالِ حدیث اور فقہ میں نمایاں مقام عطا کیا تھا۔

اس کتاب کا انداز امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) کی ''المغنی'' اور امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی ''المجموع شرح المهذب'' کا ہے، لیکن یہ لغوی، نحوی، صرفی، تفسیری، حدیثی اور فقہی اور فنی مباحث کی وجہ سے ان پر فائق ہے، اس میں علم حدیث کی محققانہ مباحث پڑھ کر روح میں تازگی آتی ہے۔ اس میں فقہاء کے مذاہب، دلائل، وجہ ترجیحات، طرزِ استدلال، احادیث کی اسنادی تحقیق، متعارض روایات کے درمیان تطبیق وترجیح اور اصولی مباحث تفصیل کے ساتھ ہیں، کاش کوئی اہلِ علم میں سے اس نہج پر اس کا تکملہ لکھے۔ جو حصہ مطبوعہ ہے کاش کوئی صاحبِ علم اس کو تخریج وتحقیق کر کے عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کرے تو اہل علم کے لئے ایک مفید کام ثابت ہوگا۔ علامہ عبدالحی لکھنوئی رحمہ اللہ نے ''شرح الوقاية'' پر ''عمدة الرعاية'' کے نام سے ایک مختصر حاشیہ بھی لکھا ہے۔

۱۱۹ ...... عمدة الرعاية

یہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کا ''شرح الوقاية'' پر مشہور حاشیہ ہے، جو ابتدائی دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے شروع میں نہایت مفید علمی مقدمہ ہے، جو فقہ اور فتاوی سے متعلق ہے، اس کی تکمیل ان کے شاگرد علامہ فتح محمد لکھنوی رحمہ اللہ نے کی ہے، یہ تکملہ تقریباً اسی نہج پر ہے جس پر اصل کتاب ہے، اس حاشیہ سے ان کے علمی وفقہی مقام کا اندازہ ہوتا ہے، یہ اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

۱۲۰ ...... قرة عين الأخيار لتكملة رد المحتار

یہ علامہ علاء الدین محمد بن عمر رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۶ھ) کی تصنیف ہے، مصنف علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) کے صاحبزادے ہیں، یہ کتاب ''رد المحتار'' کا تکملہ ہے، جو مباحث، عناوین اور مسائل ان کے والد سے رہ گئے تھے انہوں نے اس کی تکمیل کی، یہ ''كتاب الأشربة'' سے ''كتاب العارية'' تک ہے، دو ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ تکملہ الگ سے بھی ''دار الفكر'' سے طبع ہے۔

۱۲۱ ...... التحرير المختار على رد المحتار

علامہ عبدالقادر بن مصطفیٰ رافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۲ھ) نے ''رد المحتار'' کا کئی مرتبہ مطالعہ کیا، مطالعے کے دوران جو باتیں محلِ نظر آئیں یا کہیں مسئلے یا دلیل میں سقم محسوس ہوا، یا کہیں عبارت میں فنی اعتبار سے کوئی خامی نظر آئی، یا کوئی مفید نکتہ ذہن میں آتا تو اُسے اپنے نسخے پر نقل کرتے، کئی باتیں سامنے آتی رہیں اُسے نسخے پر لکھتے رہے، یہاں تک کہ ایک مجموعہ تیار ہو گیا، تو ان کے صاحبزادے محمد رشید رافعی رحمہ اللہ نے ان کی اجازت سے اُن کے نسخے سے وہ تعلیقات نقل کیں، خود علامہ رافعی رحمہ اللہ بھی اپنی وفات سے چند دن پہلے تک اس میں مزید غور وفکر کرتے رہے، بالآخر آپ کو ان کی صحت کا اطمینان ہو گیا، یہ استدراکات مستقل دو جلدوں میں الگ سے طبع ہیں۔ ''ایچ ایم سعید'' کراچی کے نسخے میں یہ آخر میں لگے ہیں، رشیدیہ کے نسخے میں جس عبارت پر ان کا کوئی استدراک ہے تو اسی صفحہ پر حاشیہ میں درج ہے، یہ اسلوب اِفادیت کے لحاظ سے زیادہ مفید ہے۔

۱۲۲ ...... الفتاوى المهدية في الوقائع المصرية

یہ شیخ محمد عباسی مہدی مصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۵ھ) کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، ان کے والد کا انتقال جب ہوا تو ان کی عمر اس وقت تین سال تھی، معاشی حالت ناگفتہ بہ تھی، لیکن بایں ہمہ انہوں نے بڑی محنت سے جامع ازہر میں تعلیم حاصل کی، ۲۱ سال کی نوعمری میں ان کو منصب افتاء کا اعزاز حاصل ہوا، نوعمری کے باعث ان پر بہت سارے لوگوں کو حسد بھی پیدا ہوا، لیکن یہ ان کے حق میں اس طور سے مزید مفید ثابت ہوا کہ وہ اپنے فتاویٰ انتہائی محنت اور جانفشانی سے لکھتے اور حتی الامکان تحقیق کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے، یہاں تک کہ وہ اپنے دور میں اس منصب کے اہل ترین فرد بن گئے، ۱۲۸۷ھ میں ان کو افتاء کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا، اس منصب کی ذمہ داریوں سے بھی وہ بڑی حسن وخوبی سے عہدہ برا ہوئے، تقریباً ۵۲ سال تک انہوں نے

افتاء کا کام کیا ہے اور ۱۸ سال تک شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس فتاوی کی ایک خصوصیت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ حنفیہ کی کتابوں میں سے جس کتاب نے وقف کے مسائل کو سب سے زیادہ شرح وبسط اور انضباط کے ساتھ بیان کیا ہے وہ ''فتاوی مہدویہ'' ہے۔ ❶

کتبِ حنفیہ کی ترتیب پر ایک طائرانہ نظر

فقہ حنفی کی اہم کتابوں پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو وہ اس ترتیب سے لکھی گئیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے علم فقہ حاصل کیا امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے، آپ نے چھ مشہور کتابیں تصنیف کیں:

۱...... **المبسوط** ۲...... **الجامع الصغير** ۳...... **الجامع الكبير**

۴...... **زيادات** ۵...... **السير الصغير** ۶...... **السير الكبير**

ان چھ کتابوں کو عموماً اور ''**المبسوط**'' کو خصوصاً سامنے رکھ کر امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے ایک مجموعہ تیار کیا، جس کا نام ''**الكافي في فروع الحنفية**'' رکھا، اس ''**الكافي**'' کی علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے ''**المبسوط**'' کے نام سے مکمل شرح کنویں سے زبانی املا کروائی، یہ شرح اس وقت ''**دار المعرفة**'' سے تیس (۳۰) جلدوں میں طبع ہے۔ امام قدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے امام محمد رحمہ اللہ کی تصانیف کو سامنے رکھ کر ایک مختصر متن ''**المختصر للقدوري**'' کے نام سے لکھا۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) نے ''**مختصر القدوري**'' اور ''**جامع الصغير**'' امام محمد رحمہ اللہ کو سامنے رکھ کر ایک متن مبتدی طلبہ کے لئے تیار کیا، اس کا نام ''**بداية المبتدي**'' رکھا، پھر اس متن کی تفصیلاً شرح لکھی ''**كفاية المنتهي**'' کے نام سے اسی (۸۰) جلدوں میں، پھر اس شرح کا اختصار ''**الهداية**'' کے نام سے چار جلدوں میں کیا۔ پھر ''**الهداية**'' کو سامنے رکھ کر علامہ تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ اکبر رحمہ اللہ نے اپنے پوتے

---

❶ البلاغ مفتی اعظم نمبر: ص ۴۰۲

علامہ صدر الشریعۃ اصغر عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کے حفظ کرنے کے لئے "الـوقـايـة" کے نام سے متن لکھا، پھر اس متن کی شرح علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے "شـرح الوقـاية" کے نام سے لکھی، نیز آپ نے "الـوقـاية" متن کو مختصر کر کے ایک عمدہ انتخاب "النقاية" کے نام سے کیا۔ اس "النقاية" کی شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے "فتح باب العناية بشرح كتاب النقاية" کے نام سے تین جلدوں میں لکھی۔ اسی طرح علامہ شمس الدین قہستانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے "جامع الرموز" کے نام سے "النقاية" کی شرح لکھی۔ "شـرح الـوقاية" کی شرح علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے "السعاية فی كشف ما فی شرح الوقاية" کے نام سے لکھی۔ نیز "عمدة الرعاية" کے نام سے آپ نے اس کتاب کا حاشیہ لکھا۔ علامہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) نے "مـخـتـصـر القدوری" کو سامنے رکھ کر ترتیب وتہذیب اور اضافات کے ساتھ ایک متن "تـحـفـة الـفـقـهـاء" کے نام سے لکھا۔ پھر اس متن کی شرح علامہ ابوبکر کاسانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۷ھ) نے "بـدائـع الصنائع فی ترتيب الشرائع" کے نام سے چھ جلدوں میں لکھی۔ جب یہ شرح مکمل ہوئی تو مصنف نے ماتن کی خدمت میں پیش کی، آپ کو یہ شرح بہت پسند آئی، چنانچہ اپنی فقیہ بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا، مہر میں بدائع کو مقرر کیا، چنانچہ آپ کے زمانے میں مشہور ہوا "شَرَّحَ تُحْفَتَهُ وَتَزَوَّجَ اِبْنَتَهُ"

چونکہ اس کتاب میں ایک نیا انداز اور عمدہ ترتیب واسلوب اختیار کیا گیا اس لئے اس کا نام "بدائع الصنائع" رکھا۔ علامہ مجد الدین موصلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۳ھ) نے "المختار للفتوی" کے نام سے ایک مختصر متن لکھا، پھر خود ہی اس کی شرح "الاختيار للتعليل المختار" کے نام سے لکھی، علامہ مظفر الدین احمد بن علی ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ) نے "مـخـتـصـر القدوری" اور "مـنـظـومة الخلافيات" (یہ منظومہ صاحبِ عقائد نسفیہ علامہ عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) کا ہے۔) اس منظومہ کی مفصل شرح علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی

۱۰۷۱ھ) نے ''المستصفی'' کے نام سے لکھی، پھر اس کا اختصار ''المصفی'' کے نام سے کیا۔ علامہ ساعاتی رحمہ اللہ نے ''قدوری'' اور ''منظومہ'' کو سامنے رکھ کر ایک متن ''مجمع البحرین'' کے نام سے لکھا، اس میں قدوری کے سب مسائل آ گئے ہیں، اس لئے متاخرین نے متونِ اربعہ (کنز، وقایہ، مختار، مجمع) کو ترجیح دی ہے، اس میں قدوری کو شامل نہیں کیا، اس لئے کہ قدوری کے تمام مسائل ''مجمع البحرین'' میں آ گئے۔ علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) نے ''ملتقی الأبحر'' کے نام سے ایک متن لکھا، اس میں قدوری، کنز، مختار، وقایہ کے مسائل کو جمع کیا گیا ہے، اور کچھ مسائل کا اضافہ ''هدایه'' اور ''مجمع البحرین'' سے بھی کیا ہے، اس متن کی شرح علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان المعروف داماد آفندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۸ھ) نے ''مجمع الأنهر شرح ملتقی الأبحر'' کے نام سے دو جلدوں میں شرح لکھی۔ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے ''تنویر الأبصار'' کے نام سے ایک متن لکھا، پھر علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے ''الدر المختار شرح تنویر الأبصار'' کے نام سے اس کی شرح لکھی، پھر اس پر علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے حاشیہ لکھا جو ''رد المحتار علی الدر المختار'' کے نام سے معروف ہے، اس کو ''فتاوی شامی'' اور ''حاشیہ ابن عابدین'' بھی کہتے ہیں۔) ''الدر المختار'' مرکب توصیفی ہے اس کا معنی ہے ''منتخب موتی'' اور ''رد المحتار'' یہ مرکب اضافی ہے مختار اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی حیران، لہٰذا ''رد المحتار'' کا معنی ہے حیران طلبہ کی رہنمائی مکمل کتاب کا نام یہ ہے ''رد المحتار علی الدر المختار فی شرح تنویر الأبصار'' یعنی حیران طلبہ کو پھیرنا منتخب موتیوں کی طرف جو آنکھوں کو روشن کرنے والے ہیں۔) علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے ''نور الإیضاح'' کے نام سے ایک متن لکھا، پھر خود اس متن کی شرح ''مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح'' کے نام سے کی، اس کتاب پر حاشیہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے لکھا، اس کا نام ''حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح'' ہے۔

کتبِ مالکیہ کا تعارف

متونِ مالکیہ

۱......''الرسالۃ''علامہ ابو محمد عبداللہ نفزی قیروانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۶ھ)

۲......''إرشاد السالک إلی أشرف المسالک فی فقہ الإمام مالک'' شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن عسکر بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲ھ)

۳......''مختصر خلیل''علامہ ضیاء الدین خلیل بن اسحاق بن شعیب جندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ)

۴......''المرشد المعین علی الضروری من علوم الدین''شیخ عبدالواحد بن احمد بن عاشر اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۰ھ)

۵......''أقرب المسالک لمذہب الإمام مالک''شیخ احمد بن محمد دردیر عدوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۱ھ)

۶......''مجموع الأمیر أو مختصر الأمیر''علامہ محمد بن محمد بن احمد بن عبد القادر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۲ھ)

۱ ...... الرسالۃ

علامہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن قیروانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۶ھ) نے اس متن میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف معروف مسائل ذکر کئے ہیں، دلائل ذکر نہیں کئے، یہ متن (۱۶۰) صفحات پر مشتمل ہے، جو''دار الفکر''سے طبع ہے۔

''الرسالۃ'' کی شروح، حواشی ومنظومات

(۱) تنظیم مشکلات الرسالۃ

شیخ محمد بن احمد بن غازی عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۹ھ)

(۲) کفایة الطالب الربانی لرسالة ابن أبی زید القیروانی

امام ابوالحسن علی بن محمد منوفی مصری رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۹ھ)

(۳) تنویر المقالة فی حل ألفاظ الرسالة

امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن خلیل مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ)

(۴) الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی

شیخ احمد بن غنیم بن سالم نفراوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲۰ھ)

(۵) شرح الرسالة

امام ابوعبداللہ محمد بن قاسم جسوس رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۲ھ)

(۶) الثمر الدانی فی تقریب المعانی لرسالة ابن أبی زید القیروانی

شیخ صالح بن عبدالسمیع الآبی الازہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ)

(۷) مسالک الدلالة علی مسائل الرسالة

امام ابوالفیض احمد بن محمد بن صدیق غماری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۰ھ)

(۸) الفتح الربانی علی نظم رسالة ابن أبی زید القیروانی

شیخ محمد بن احمد شنقیطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۹ھ)

۲ ...... إرشاد السالک إلی أشرف المسالک فی فقه الإمام مالک

شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن عسکر بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲ھ) مقدمہ میں سببِ تالیف اور اپنے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ألفه بناء على سؤال ولده أن يضع له كتابا يكون كثرة معانيه وجيز اللفظ، سهل التناول والحفظ فاستخرت اللّٰه تعالى وجمعتُ له هذا المختصر وأودعته جزيلا من الجواهر والدرر.

ترجمہ: (میں نے یہ کتاب) اپنے بیٹے کی فرمائش پر لکھی، اس میں الفاظ مختصر ہیں اور معانی کی کثرت ہے، اس کتاب کو لینا (سمجھنا) اور حفظ کرنا آسان ہے، میں نے اللہ تعالی سے استخارہ کیا اور اس مختصر (کتاب) میں (مسائل) کو جمع کیا، میں نے اس میں کثرت کے ساتھ جواہر اور موتیوں کو پرودیا ہے۔ [1]

مصنف نے اس متن میں اختصار کے ساتھ مبتدی طلباء کے حفظ کے لئے نفس مسائل کو ذکر کیا ہے، (۱۴۰) صفحات پر مشتمل یہ متن "مصطفى البابى حلبى" مصر سے طبع ہے۔

راقم کی معلومات کے مطابق اس کتاب کی مطبوعہ شروحات میں صرف ایک شرح طبع ہے۔

"إرشاد السالك" کی شرح

أسهل المدارك شرح إرشاد السالك

امام ابوبکر بن حسن بن عبداللہ کشناوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۷ھ) نے مسائل کی تقطیع کرکے ہر مسئلہ کے ساتھ اس سے متعلق دیگر فروعات کا ذکر کیا ہے، مذاہب اور دلائل اختصار کے ساتھ ذکر کئے ہیں، جابجا فقہاء مالکیہ کی آراء اور کتبِ مالکیہ سے باب سے متعلق دیگر مسائل ذکر کئے ہیں، یہ شرح حلِ کتاب اور فقہ مالکی کی تفہیم کے لئے نہایت موزوں ہے۔ یہ شرح تین جلدوں میں "دار الفكر" سے طبع ہے۔

[1] مقدمة المصنف: ص ۵

۳...... مختصر خلیل

امام ابومحمد ضیاء الدین خلیل بن اسحاق بن موسی جندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ) نے بیس سال سے زائد عرصہ میں یہ متن لکھا، یہ تقریباً (۱۴۰۰) مسائل پر مشتمل ہے، مصنف نے اس میں فقہ مالکی کے راجح اقوال کو ذکر کیا ہے، یہ کتاب حجم کے لحاظ سے مختصر ہے مگر علم وفوائد اور معلومات کے لحاظ سے عمیق سمندر ہے، (۲۶۴) صفحات پر مشتمل یہ متن ''دار الحدیث'' قاہرہ سے طبع ہے۔

''مختصر خلیل'' کی شروح، حواشی ومنظومات

(۱) مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل

امام ابوعبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن طرابلسی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۴ھ) کی یہ شرح سب سے جامع اور مدلل ہے، مصنف قوسین کے درمیان متن لکھ کر ایک ایک کلمہ کی تشریح کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب اور دلائل ذکر کرتے ہیں، ہر قول کو اس کے قائل کے ساتھ ذکر کرنے کا التزام کرتے ہیں، دلائل پر مناقشہ کرتے ہیں، راجح قول کی تعیین کرتے ہیں، مالکیہ کے ہاں فتوی اور قضاء کے لحاظ سے معتمد کتاب ہے۔ یہ کتاب چھ جلدوں میں ''دار الفکر'' سے طبع ہے۔

(۲) التاج والإکلیل لمختصر خلیل

امام ابوعبد اللہ محمد بن یوسف عبدری رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۷ھ) نے اس شرح میں فقہ مالکی کے فروع کو بالتفصیل ذکر کیا ہے، اس کتاب میں فقہاء کے مذاہب اور دلائل کی طرف تعرض نہیں کیا، البتہ ہر مسئلہ کے تحت اقوال ذکر کر کے راجح کی تعیین کی ہے، یہ شرح آٹھ جلدوں میں ''دار الکتب العلمیۃ'' سے طبع ہے۔

(۳) شرح الزرقاني على مختصر خليل

امام عبد الباقی بن یوسف بن احمد زرقانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۹ھ) کی یہ شرح حلِ کتاب کے لحاظ سے نہایت مفید ہے، اس میں کتاب کے ہر ہر مسئلہ کو ذکر کر کے اس کی توضیح کی ہے، البتہ مذاہب اور دلائل کی طرف تعرض نہیں کیا، ہر باب کے شروع میں مبادیات اور ربط بین الابواب کا اہتمام کیا ہے۔ یہ شرح آٹھ جلدوں میں ''دار الكتب العلمية'' سے طبع ہے۔

اس شرح پر علامہ محمد بن حسن بن مسعود بنانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۹۴ھ) نے حاشیہ لکھا ہے جو ''الفتح الرباني فيما ذهل عنه الزرقاني'' کے نام سے اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

(۴) شرح الخرشي على مختصر خليل

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن علی خرشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰۱ھ) نے اس کتاب کی دو شرحیں لکھیں، ایک مفصل اور دوسری مختصر، یہ مبتدی طلباء کے لئے اختصار کے ساتھ شرح ہے، اس میں سہل انداز سے نفسِ مسائل کو ذکر کیا ہے، یہ شرح چار جلدوں میں ''دار صادر'' بیروت سے طبع ہے۔

(۵) إتحاف المقتنع بالقليل في شرح مختصر خليل

امام ابوالعباس عبدالعزیز بن رشید ہلالی سجلماسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۵ھ) کی نہایت مختصر شرح ہے، جو دو جلدوں میں ''المطبعة الفاسية'' سے طبع ہے۔

(٦) الشرح الكبير على مختصر خليل

شیخ ابوالبرکات محمد الدردیر عدوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۱ھ) نے نہایت اختصار کے ساتھ شرح کی ہے، کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وهو شرح مختصر على المختصر، اقتصر فيه على فتح مغلقه، وتقييد مطلقه، وعلى المعتمد من أقوال المذهب.

ترجمہ: یہ "مختصر خلیل" کی مختصر شرح ہے، جس میں مغلق مقامات کے حل اور مطلق مقامات کی تقیید پر اکتفاء کیا ہے اور مذہب کے اقوال میں قابلِ اعتماد (راجح) قول کو ذکر کیا ہے۔

یہ شرح "مطبعة السعادة" مصر سے چار جلدوں میں طبع ہے۔

(۷) الإكليل شرح مختصر خليل

شیخ محمد بن محمد بن احمد بن عبد القادر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۲ھ) نے متن کے مغلق مقامات کو حل کیا ہے اور غریب الفاظ کی وضاحت کی ہے اور بقدر ضرورت مسائل کی توضیح کی ہے، یہ شرح ایک جلد میں "مکتبة القاهرة" مصر سے طبع ہے۔

(۸) منح الجليل على مختصر سيدى خليل

شیخ محمد بن احمد بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۹ھ) نے متن کے مسائل کی تقطیع کر کے متوسط انداز میں ان کی توضیح کی ہے۔ یہ شرح "مكتبة النجاح" طرابلس سے چار جلدوں میں طبع ہے۔

(۹) جواهر الإكليل على مختصر الإمام خليل

شیخ صالح بن عبد السمیع ابی ازہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے اختصار کے ساتھ حلِ کتاب کیا ہے، مذاہب، دلائل اور دیگر فروعات ذکر نہیں کیں، یہ شرح دو جلدوں میں "مصطفى البابى حلبى" مصر سے طبع ہے۔

(۱۰) مواهب الجليل من أدلة الحليل

شیخ احمد بن احمد مختار شنقیطی رحمہ اللہ نے اس شرح میں "مختصر خلیل" متن کے مسائل

کے دلائل ذکر کئے ہیں، اس میں روایات و آثار کا بیش بہا ذخیرہ ہے، یہ کتاب چار جلدوں میں ''دار إحياء التراث العربی'' سے طبع ہے۔

۴...... المرشد المعين على الضروری من علوم الدين

شیخ عبدالواحد بن احمد بن علی اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۰ھ) کا یہ متن منظوم ہے، اس کے شروع میں دو مقدمہ ہیں، پہلے مقدمہ میں اشاعرہ کے اعتقاد کے مطابق عقیدوں کا ذکر ہے، اور دوسرے مقدمے میں اصولِ فقہ کا ذکر ہے، پھر طہارت، صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج اور آخر میں تصوف سے متعلق مسائل وفوائد کو (۳۱۴) اشعار میں ذکر کیا ہے۔ یہ متن ''دار إحياء الكتب العربية''مصر سے طبع ہے۔

''المرشد المعين'' پر لکھی گئی شروحات

(۱) الدر الثمين والموارد المعين

شیخ محمد بن احمد بن محمد مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۲ھ) نے اختصار کے ساتھ ان اشعار کی توضیح کی ہے، (۸۸) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''مصطفى البابی حلبی'' سے طبع ہے۔

(۲) المحبل المتين على نظم المرشد المعين

شیخ محمد بن محمد بن عبداللہ فتحی مراکشی رحمہ اللہ نے اختصار کے ساتھ اشعار کی تشریح کی ہے، اور اشعار میں موجود عقائد، اصطلاحات اور مسائل کو الگ الگ کر کے ان کی توضیح کی ہے۔ یہ کتاب ''المكتبة الثقافية'' بیروت سے طبع ہے۔

(۳) الفتح المتين على المرشد المعين

شیخ حسن فضل اللہ بن نور نے متوسط انداز میں اشعار کی توضیح کی ہے، (۲۴۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''مطبعة محمد بن علی صبیح''مصر سے طبع ہے۔

۵...... أقرب المسالک لمذهب الإمام مالک

شیخ احمد بن محمد دردیر عدوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۱ھ) مقدمہ میں اس متن کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اقتصرت فيه على بيان معاني ألفاظه، يسهل فهمه على المبتدئين.

مصنف نے مبتدی طلباء کے لئے نہایت سہل اسلوب میں امہات مسائل کا ذکر کیا ہے۔ تمام متون میں عبارت میں تسہیل کے لحاظ سے یہ سب سے ممتاز ہے۔ یہ متن ''**مطبعة الاستقامة**'' قاہرہ سے طبع ہے۔

''أقرب المسالک'' پر لکھی گئی شروح وحواشی

(۱) الشرح الصغير

ماتن نے خود اپنی کتاب کی مختصر شرح لکھی، اس میں صرف الفاظ کے معانی کے بیان پر اکتفاء کیا، مذاہب، دلائل، مسائل اور تفریعات ذکر نہیں کیں، یہ کتاب ''**مطبعة محمد بن علي صبيح**'' سے طبع ہے۔

(۲) بلغة السالک لأقرب المسالک

امام ابو العباس احمد بن محمد خلوتی صاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۱ھ) کی یہ کتاب ''**الشرح الصغير**'' کی شرح ہے، یہ متوسط انداز میں شرح ہے، اس میں مصنف نے الفاظ لغویہ اور غریب الفاظ کی وضاحت کی ہے۔ اس میں فقہ مالکی کے علاوہ دیگر مذاہب اور فقہاء کی آراء کا ذکر نہیں ہے، اہم مسئلہ میں فقہ مالکی کے اقوال وروایات کو ذکر کیا ہے اور راجح قول کی تعیین بھی کی ہے۔ اختصار کے ساتھ دلائل بھی ذکر کئے ہیں، یہ کتاب فقہ مالکی کے معتمد مراجع میں سے ہے، فقہ مالکی کا کوئی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا، یہ اہلِ علم کے ہاں ''**حاشية الصاوي على الشرح الصغير**'' کے نام سے معروف ہے۔ یہ شرح چار

جلدوں میں ''دار المعارف'' سے طبع ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم بن مبارک احسائی مالکی رحمہ اللہ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا ہے جو ''التعليق الحاوی لبعض البحوث على شرح الصاوی'' کے نام سے اصل کتاب کے ساتھ ''مطبعة عيسى البابي حلبي'' سے طبع ہے۔

(۳) تبيين المسالك لتدريب السالك إلى أقرب المسالك

شیخ محمد شیبانی بن محمد بن احمد شنقیطی رحمہ اللہ نے اختصار کے ساتھ نفسِ مسائل کی وضاحت کی ہے، اور باب کی مناسبت سے دیگر کتبِ مالکیہ سے مسائل بھی ذکر کئے ہیں، یہ کتاب چار جلدوں میں ''دار الغرب'' بیروت سے طبع ہے۔

٦ ...... مجموع الأمير

شیخ محمد بن محمد بن احمد بن عبد القادر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۲ھ) اس متن میں ''مختصر خليل'' کے طرز پر چلے ہیں، البتہ انہوں نے راجح قول کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور اس متن میں دیگر اہم فقہی مسائل کا بھی ذکر کیا ہے، جو ''مختصر'' میں نہیں تھے، اس لئے اس کو ''المجموع'' کہتے ہیں کہ مصنف نے دیگر کتب سے اس میں اضافہ کیا ہے۔ اس متن کو ''مختصر الأمير'' بھی کہا جاتا ہے۔ مصنف نے خود اپنے اس متن پر حاشیہ بھی لکھا جو ''ضوء الشموع على المجموع'' کے نام سے اہلِ علم کے درمیان معروف ہے۔ یہ متن اور حاشیہ ''المطبعة الخيرية'' مصر سے طبع ہے۔

مصنف کی سوانح اور اس کتاب کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ''الشيخ الأمير وأثره فی الفقه المالكی'' کا مطالعہ کریں۔

کتبِ شوافع کا تعارف

شوافع کے کتبِ فقہیہ کے متون سات (۷) ہیں، عموماً فقہ شافعی میں جتنی بھی کتب لکھی گئی ہیں وہ انہی سات متون سے متعلق ہیں، یا ان کی شروح یا حواشی، یا تعلیقات، یا اختصارات، یا منظومات، یا تخریجات، یا دلائل، یا تصحیحات وغیرہ پر مشتمل ہیں۔شوافع کے متون درج ذیل ہیں:

متونِ شوافع

۱...... ''**التنبیہ فی الفقہ الشافعی** ''امام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷٦ھ)

۲...... ''**الغایة و التقریب** ''امام ابوشجاع احمد بن حسین اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ)

۳...... ''**منہاج الطالبین وعمدة المفتین** ''امام ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ)

۴...... ''**إرشاد الغاوی فی مسالک الحاوی** ''امام شرف الدین مقری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ)

۵...... ''**روض الطالب** ''امام شرف الدین مقری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ)

٦...... ''**الزبد فی الفقہ الشافعی** ''امام ابوالعباس احمد بن حسین بن حسن المعروف ابن رسلان رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۴ھ)

۷...... ''**منہج الطلاب** ''شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲٦ھ)

۱ ...... التنبیہ فی الفقہ الشافعی

امام ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷٦ھ) کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

هـذا كتـاب مـختـصـر فی أصول مذهب الشافعی رحمه الله، إذا قرأه المبتدی وتصوره، تنبه به علی أكثر المسائل، وإذا نظر فيه المنتهی، تذكر به جميع الحوادث إن شاء الله تعالی.

ترجمہ: یہ کتاب مذہب شافعی کے اصول پر مشتمل مختصر کتاب ہے، مبتدی طالب علم جب اس کو پڑھے اور غور وفکر کرے تو اکثر مسائل سے واقف ہو جائے گا، اور اگر منتہی طالب علم اس میں غور وفکر کرے تو تمام پیش آمدہ سے آگاہ ہو جائے گا۔

مصنف نے نہایت اختصار کے ساتھ اس کتاب میں صرف مسائل ذکر کئے ہیں، اس کا آغاز ''کتاب الطهارة'' سے اور اختتام ''کتاب الشهادات'' پر ہے، مبتدی طلباء کے لئے یہ نہایت مفید ہے۔ (۲۷۸) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''عالم الكتب'' بیروت سے طبع ہے۔

''التنبيه فی الفقه الشافعی'' سے متعلق لکھی گئی کتابیں

اس کتاب کی لغات اور کلمات کے مادے اور معانی سے متعلق امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے ''تحرير ألفاظ التنبيه'' کے نام سے کتاب لکھی۔ نیز امام نووی رحمہ اللہ نے اس کے مسائل کی تصحیح پر ''العمدة فی تصحيح التنبيه'' کے نام سے کتاب لکھی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اس کتاب میں موجود مسائل کے دلائل ذکر کئے، یہ کتاب ''إرشاد الفقيه إلی معرفة أدلة التنبيه'' کے نام سے ''مؤسسة الرسالة'' سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۲ ...... الغاية و التقريب

یہ امام ابوشجاع احمد بن حسین اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) کی تصنیف ہے، ان

کی ولادت (۴۳۳ھ) میں ہوئی اور وفات (۵۹۳ھ) میں ہوئی، ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) تھی۔ مصنف اس کتاب کا سببِ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سألنی بعض الأصدقاء حظفهم الله تعالي أن أعمل مختصرا فی الفقه علی مذهب الإمام الشافعی رحمه الله فی غاية الاختصار ونهاية الايجاز ليقرب علی المتعلم درسة ويسهل علی المبتدی حفظه.

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض دوستوں نے اس بات کی فرمائش کی کہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کی فقہ کے مطابق ایک نہایت مختصر کتاب لکھوں تاکہ پڑھنے والوں کے لئے سہولت ہو اور مبتدی طلبہ کے لئے اُس کا حفظ کرنا آسان ہو۔ ❶

❶مقدمة المصنف: ص ۲

یہ (۴۸) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے، جس میں مصنف نے نہایت اختصار کے ساتھ اہم مسائل بیان کئے ہیں، یہ رسالہ ''عالم الکتب'' بیروت سے طبع ہے۔

''الغاية والتقريب'' کی شروح، حواشی اور منظومات

کئی ایک شوافع علماء نے اس متن کی شروح لکھی، اِن میں مطبوعہ شروح درج ذیل ہیں:

(۱) كفاية الأخيار فی حل غاية الاختصار

امام ابوبکر بن محمد حسینی حصنی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۹ھ)

(۲) فتح القريب المجيب فی شرح ألفاظ التقريب

امام ابوعبداللہ محمد بن قاسم غزی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۸ھ)

(۳) النهاية فی شرح الغاية

امام ابوعبداللہ محمد ولی الدین البصیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۷ھ)

(۴) الإقناع فی حل ألفاظ أبی شجاع

علامہ خطیب محمد شربینی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۷ھ)

(۵) التهذيب فی أدلة متن الغاية و التقريب

دکتور مصطفیٰ دیب البغا

علامہ شرف الدین یحیی بن شیخ نورالدین رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۰ھ) نے ''الغاية و التقريب '' کے مسائل کو نظم کی صورت میں لکھا، اور اس کا نام رکھا ''نهاية التدريب فی نظم غاية التقريب '' یہ نظم (۱۶۳) صفحات پر ''دار إحياء الكتب العربية '' مصر سے طبع ہے۔ اس نظم کی شرح علامہ احمد بن حجازی بن بدیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۸ھ) نے لکھی، اور اس کا نام رکھا ''تحفة الجيب بشرح نظم غاية التقريب '' یہ شرح ''مصطفى البابی حلبی '' مصر سے طبع ہے۔

۳...... منهاج الطالبين وعمدة المفتيين

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے نہایت عام فہم انداز میں مبتدی طلباء کے لئے اس میں صرف مسائل ذکر کئے ہیں، ''كتاب الطهارة '' سے اس کتاب کا آغاز ہوتا ہے، اور ''كتاب أمهات الأولاد '' پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ (۳۷۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ایک جلد میں ''دار الفكر '' سے طبع ہے۔

''منهاج الطالبين '' کی شروح وحواشی

اس کتاب کی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر کئی ایک اہل علم نے اس کی شروح لکھی، جن میں مطبوعہ شروح درج ذیل ہیں:

(۱) تحفة المحتاج بشرح المنهاج

امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ)

(۲) مغنی المحتاج إلی معرفة ألفاظ المنهاج

علامہ محمد بن محمد شربینی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۷ھ)

(۳) نهاية المحتاج إلی شرح المنهاج

شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن حمزہ علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ)

(۴) السراج الوهاج شرح متن المنهاج

شیخ محمد زہری غمراوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۷ھ)

(۴) زاد المحتاج بشرح المنهاج

شیخ عبداللہ بن شیخ حسن کوہجی رحمہ اللہ

”منهاج الطالبين“ کے مسائل کے دلائل پر لکھی گئی کتابیں

”منهاج الطالبين“ کی جامعیت اور مقبولیت کی وجہ سے اس کتاب کے مختلف پہلوؤں پر اہلِ علم نے خدمات سرانجام دیں، اس کتاب کے مسائل کے دلائل پر لکھی گئی کتابوں میں مطبوعہ کتابیں دو ہیں:

(۱) تحفة المحتاج إلی أدلة المنهاج

علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۴ھ)

(۲) دلائل المنهاج من كتاب رب العلمين وسنة سيد المرسلين

شیخ عبدالملک بن منی باری حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۹ھ)

”منهاج الطالبين“ کی اصطلاحات، رموز اور لغات پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الابتهاج في بيان اصطلاح المنهاج

شیخ احمد بن ابی بکر بن سمیط علوی حضرمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۵ھ)

(۲) سلم المتعلم المحتاج إلى معرفة رموز المنهاج

شیخ احمد میقری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۰ھ)

(۳) دقائق المنهاج

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)

''منهاج الطالبين'' سے متعلق لکھی گئی وہ کتابیں جواب تک طبع نہیں ہوئیں

(۱) الإشارات إلى ما وقع في المنهاج من الأسماء والمعاني واللغات

علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۴ھ) کی اس کتاب کا مخطوطہ ''مکتبہ بلدیہ اسکندریہ'' میں رقم (۲۲۹۴) کے تحت موجود ہے۔

(۲) عجالة المحتاج إلى توجيه المنهاج

علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۴ھ) کی اس کتاب کا مخطوطہ ''مکتبہ ظاہریہ'' میں رقم (۲۰۰۲) کے تحت موجود ہے۔ اس کتاب کی شرح علامہ سراج الدین عمر بن محمد یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۷ھ) نے ''**الصقالة في زوائد العجالة**'' کے نام سے لکھی، اس کتاب کا نسخہ ''خزانۃ الآصفیہ'' میں رقم (۱۱۶۰) کے تحت موجود ہے۔

(۳) التاج في إعراب مشكل المنهاج

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) اس کتاب کا مخطوطہ ''**دار الکتب المصرية**'' میں رقم (۳۴۰) کے تحت موجود ہے۔

۴...... إرشاد الغاوي في مسالك الحاوي

علامہ شرف الدین مقری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ) کی کتاب کے نام میں ''**الحاوي**''

سے مراد علامہ نجم الدین عبدالغفار قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٥ھ) کی "الحاوی الصغیر" ہے

علامہ مقری رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

لم یکن فی المذھب مصنف أوجز ولا أعجز من الحاوی للإمام عبد الغفار قزوینی رحمہ اللہ فإنہ لا ینکر فضلہ ولا یختلف اثنان فی أنہ ما صنف قبلہ مثلہ.

ترجمہ: مذہب (شافعی) میں امام عبدالغفار قزوینی رحمہ اللہ کی کتاب "الحاوی" سے زیادہ مختصر اور معجز کتاب نہیں لکھی گئی، اس کتاب کے فضل و کمال کا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور نہ دو اہل علم کی آراء اس میں مختلف ہوسکتی ہیں کہ مذہب میں اس سے پہلے اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ❶

"إرشاد الغاوی" میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰) مسائل کا ذکر ہے، ساٹھ ہزار (٦٠٠٠٠) مسائل کا ذکر منطوق میں ہے اور تیس ہزار (۳۰۰۰۰) مسائل مفہوم سے سمجھ آرہے ہیں۔ ❷

"إرشاد الغاوی" کی شروحات

اس کتاب کی نافعیت کی وجہ سے کئی ایک علماء نے اس کی شرح لکھی، جن میں معروف شروح درج ذیل ہیں:

(۱) إخلاص الناوی فی إرشاد الغاوی فی مسالک الحاوی

یہ شرح مصنف نے خود لکھی ہے جو چار جلدوں میں طبع ہے۔

❶ إخلاص الناوی: ج۲ ص۲۷

❷ مقدمة إخلاص الناوی: ج۱ ص۱۴

(۲) فتح الجواد بشرح الإرشاد

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ)

(۳) الإمداد بشرح الإرشاد

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) یہ شرح مذکورہ بالا شرح کا اختصار ہے، جو مخطوطہ کی صورت میں ''دار الکتب المصریة'' میں رقم (۱۴۷۴) کے تحت موجود ہے۔

(۴) الإسعاد شرح الإرشاد

علامہ کمال الدین بن شریف مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۳ھ) یہ شرح مخطوطہ کی صورت میں ''دار الکتب العربیة'' میں رقم (۱۴۸۳) کے تحت موجود ہے۔[1]

۵...... روض الطالب

امام شرف الدین مقری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ) کی یہ کتاب امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی ''روضة الطالبین'' کا اختصار ہے، اس متن کی سب سے جامع اور مفصل شرح شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۶ھ) کی ''أسنی المطالب شرح روض الطالب'' ہے، جو چار جلدوں میں ''دار الکتاب الإسلامی'' سے طبع ہے۔

۶...... الزبد فی الفقه الشافعی

علامہ ابن رسلان شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۴ھ) نے اس متن میں کمال کیا ہے کہ فقہ شافعی کے اہم مسائل کو فقہی ابواب کی ترتیب پر اشعار کی صورت میں جمع کیا ہے۔ اس میں تقریباً ایک ہزار چالیس (۱۰۴۰) اشعار ہیں۔ (۳۴۵) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''دار المعرفة'' بیروت سے طبع ہے۔

[1] إخلاص الناوی: مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۱۳

''الزبد فی الفقه الشافعی'' کی شروحات

ان اشعار کی معروف شروح درج ذیل ہیں:

(۱) مواهب الصمد فی حل ألفاظ الزبد

علامہ احمد بن حجازی فشنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۸ھ)

(۲) غاية البيان شرح زبد ابن رسلان

علامہ شمس الدین محمد بن احمد رملی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ)

(۳) فتح المنان شرح زبد ابن رسلان

شیخ محمد بن علی بن محسن جیشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۳ھ) یہ تینوں شروح مطبوعہ ہیں۔

(۴) فیض المنان بشرح زید ابن رسلان

شیخ یوسف بن محمد طباخ رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۶ھ) اس شرح کا مخطوطہ نسخہ ''مکتبة الباز'' میں رقم (۱۲۷۰) کے تحت موجود ہے۔

۷...... منهج الطلاب

شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا بن محمد بن احمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۶ھ) کا یہ متن اختصار ہے امام نووی رحمہ اللہ کی ''منهاج الطالبين'' کا، اس کتاب میں مصنف نے معروف مسائل کو نہایت سہل انداز میں ذکر کیا، غیر معتمد اور مجروح اقوال کو حذف کیا ہے۔ (۲۰۰) صفحات پر مشتمل یہ متن ''دار الكتب العلمية'' سے طبع ہے۔

''منهج الطلاب'' اور ''فتح الوهاب'' کی شروحات

اس متن کی شرح مصنف نے تفصیل کے ساتھ ''فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب'' کے نام سے لکھی، یہ شرح دو جلدوں میں ''دار الفكر'' سے طبع ہے۔

مصنف کی اس شرح کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی، کئی ایک علماء نے اس شرح پر حواشی وتعلیقات لکھیں، جن میں معروف حواشی درج ذیل ہیں:

(۱) فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب

علامہ سلیمان بن عمر عجیلی المعروف علامہ جمل رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۴ھ) یہ حاشیہ "**المطبعة الميمنية**" سے طبع ہے۔ یہ حاشیہ "**حاشية الجميل على شرح المنهج**" کے نام سے بھی طبع ہے۔

(۲) حاشية البيجرمي على شرح منهج الطلاب

علامہ سلمان بن محمد بن عمر بیجرمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۱ھ) کا یہ حاشیہ "**دار الكتب العربية**" سے چار جلدوں میں طبع ہے۔

کتبِ حنابلہ کا تعارف

متونِ حنابلہ

حنابلہ کے متون چار ہیں:

(۱) ''مختصر الخرقی'' امام ابوالقاسم عمر بن حسین خرقی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ)

(۲) ''عمدة الفقه'' علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ)

(۳) ''زاد المستقنع'' علامہ موسی بن احمد حجاوی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ)

(۴) ''دليل الطالب'' علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۳ھ)

عموماً فقہ حنبلی میں جتنی بھی کتب لکھی گئی ہیں وہ انہی چار متون سے متعلق ہیں، یا اِن کی شروح یا حواشی یا تعلیقات یا اختصارات یا منظومات یا تخریجات یا دلائل پر مشتمل ہیں۔

۱ ...... مختصر الخرقی

امام القاسم عمر بن حسین خرقی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) کا یہ متن فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، اور اس میں نہایت اختصار کے ساتھ معروف مسائل کا ذکر ہے، دلائل کا ذکر نہیں ہے، (۱۶۷) صفحات پر مشتمل یہ متن ''دار الصحابة للتراث'' مصر سے طبع ہے۔

''مختصر الخرقی'' کی شروحات

(۱) شرح القاضی أبی یعلی علی مختصر الخرقی

امام ابویعلی محمد بن حسین بن فراء بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) کی یہ شرح شیخ سعود بن عبداللہ روقی کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ ''جامعة أم القری'' مکہ مکرمہ سے طبع ہے۔

(۲) کتاب المقنع فی شرح مختصر الخرقی

امام ابوعلی حسن بن احمد بن عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۱ھ) کی یہ شرح دکتور عبدالعزیز بن سلیمان کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں ''مکتبة الرشد'' ریاض سے طبع ہے۔

(۳) شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی

امام شمس الدین محمد بن عبداللہ زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۲ھ) نے اس شرح میں مسائل کو قرآن وسنت سے مبرہن کیا ہے، اس میں (۳۹۳۶) احادیث کا ذکر ہے، مصنف ہر مسئلہ کو ذکر کر کے روایات وآثار سے اُس کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔ سات جلدوں پر مشتمل یہ شرح ''دار العبیکان'' ریاض سے طبع ہے۔

(۴) المغنی

امام موفق الدین ابومحمد عبد اللہ بن احمد بن محمد قدامہ دمشقی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) کی یہ شرح فقہ المقارن اور مسائل فقہیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے، مصنف ہر ہر مسئلہ کی شرح کرتے ہیں اور قرآن وسنت اور آثار سے دلائل ذکر کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب اور دلائل بغیر کسی تعصب کے ذکر کرتے ہیں، جس مسئلہ کی دلیل قوی سمجھتے ہیں اُسے ترجیح دیتے ہیں۔ ''مسألة'' کا عنوان ذکر کر کے فقہاء کے مذاہب ودلائل اور پھر ''لنا'' کہہ کر فقہ حنبلی کے دلائل اور وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں، اس میں کل (۸۸۸۰) مسائل کا ذکر ہے، فقہ حنبلی کی سب سے جامع اور مدلل یہی کتاب ہے۔ یہ کتاب عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ پندرہ جلدوں میں ''دار هجر'' سے طبع ہے۔

(۵) حاشية مختصر الإمام أبی القاسم الخرقی فی الفقه علی مذهب الإمام المبجل أحمد بن حنبل

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن حسین آل اسماعیل کی یہ شرح ''مکتبة المعارف'' ریاض سے طبع ہے۔

(٦) كفاية المرتقى إلى معرفة فرائض الخرقي

شیخ عبدالقادر بن احمد بن بدران رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی یہ شرح "المكتبة السلفية" دمشق سے طبع ہے۔

۲...... عمدة الفقه

امام موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ٦۲۰ھ) کا یہ مختصر متن ہے، مصنف نے اس میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف راجح مسائل ذکر کئے ہیں، تاکہ متعلمین کے لئے سمجھنا اور حفظ کرنا آسان ہو، (۱۵۴) صفحات پر مشتمل یہ متن "المكتبة العصرية" سے طبع ہے۔

"عمدة الفقه" پر لکھی گئی شروح وحواشی

(۱) العدة شرح العمدة

شیخ بہاء الدین ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ٦۲۴ھ) نے اس شرح میں متن کی توضیح کے ساتھ بقدرِ ضرورت دلائل بھی ذکر کئے ہیں، ہر مسئلہ کو "مسألة" کا عنوان دے کر ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ یہ شرح ایک جلد میں "دار الحديث" قاہرہ سے طبع ہے۔

(۲) شرح شيخ الإسلام لابن تيمية

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی یہ شرح "كتاب الحج" تک ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں "شرح العمدة فى أربع مجلدات" یعنی عمدہ کی یہ شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ [1]

[1] أسماء مؤلفات ابن تيمية: ص ٢٦

(۳) الوردة شرح العمدة

شیخ عبدالکریم بن ابراہیم غضیہ کی یہ شرح ''دار الخضیری'' مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

(۴) شرح الشیخ محمد بن علی الحرکان

علامہ محمد بن علی حرکان رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۳ھ) کی یہ شرح ''کتاب الأیمان والنذور'' تک ہے۔

''عمدة الفقه'' میں موجود احادیث کی تخریج لطیفہ بنت شیخ ناصر بن حمد راشد نے کی ہے، یہ تخریج ''دار المعارف'' ریاض سے طبع ہے۔

۳...... زاد المستقنع فی اختصار المقنع

علامہ شرف الدین ابوالنجا موسی بن احمد بن موسی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) نے اس متن میں فقہ حنبلی کے راجح قول کو ذکر کیا ہے، جن مسائل کا وقوع نادر تھا انہیں حذف کیا، اور جن اہم مسائل وفوائد کا ذکر ''المقنع'' میں نہیں تھا انہیں ذکر کیا، (۲۴۸) صفحات پر مشتمل یہ متن ''دار الوطن'' سے طبع ہے۔

فائدہ: علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) نے فقہ حنبلی پر متوسط انداز میں ایک کتاب لکھی ''المقنع'' کے نام سے، اس میں مذہب کے دو اقوال، روایات، وجوہ اور احتمالات ذکر کئے، امام ابوالنجا رحمہ اللہ نے اس کتاب کا اختصار کرکے راجح قول کے ذکر پر اکتفا کیا۔

''زاد المستقنع'' کی شروح، حواشی ومنظومات

(۱) الروض المربع بشرح زاد المستقنع

شیخ منصور بن یونس بن صلاح الدین بن حسن بہوتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۱ھ) کی یہ

شرح جامعیت، حسن ترتیب اور دلائل کے لحاظ سے نہایت مفید ہے، عرب کے بہت سے مدارس میں یہ نصاب میں شامل ہے، یہ شرح دکتور خالد بن علی اور عبد العزیز بن عدنان کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دار الرکائز'' کویت سے طبع ہے۔

(اس شرح پر متعدد اہلِ علم نے حواشی وتعلیقات لکھیں، جن میں سے معروف درج ذیل ہیں:

(۱) حاشیة شیخ عبد الله أبا بطین

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۲ھ)

(۲) حاشیة العنقری

شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز عنقری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۳ھ)

(۳) حاشیة ابن قاسم

شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم عاصمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۲ھ)

(۴) الملخص الفقهی

شیخ صالح بن فوزان نے عبدالرحمٰن بن محمد کے حاشیہ کی تنقیح وتہذیب اور اضافات کے ساتھ یہ حاشیہ لکھا ہے۔)

(۲) الشرح الممتع علی زاد المستقنع

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) کی یہ مفصل شرح ہے، جس میں حلِ الفاظ، توضیحِ مسئلہ اور راجح قول کے دلائل کا ذکر ہے، یہ آپ کے درسی افادات ہیں جنہیں مصنف کے تلامذہ نے قلمبند کیا اور مصنف نے پھر اس پر نظر ثانی اور اضافات کئے۔ یہ شرح (۱۵) جلدوں میں ''دار ابن الجوزی'' سے طبع ہے۔

(۳) کلمات السداد علی متن الزاد

شیخ فیصل بن عبد العزیز آل مبارک رحمہ اللہ (متوفی ١٣٧٦ھ) نے ''زاد المستقنع'' پر مختصر حاشیہ لکھا ہے، جو''مکتبة النهضة'' ریاض سے طبع ہے۔

(٤) الإرشاد إلى توضيح مسائل الزاد

شیخ صالح بن فوزان نے اختصار کے ساتھ مسائل کی توضیح کی ہے، ان کی یہ شرح ''محمد بن سعود'' ریاض سے طبع ہے۔

(٥) نيل المراد بنظم متن الزاد

شیخ سعد بن حمد بن عتیق رحمہ اللہ (متوفی ١٣٤٩ھ) نے (٢٢٠٠) اشعار کی صورت میں اس متن کے مسائل کو بیان کیا ہے، لیکن مصنف اس کی تکمیل نہ کر سکے انتقال ہو گیا، اس منظوم کی تکمیل شیخ عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے کی اور (٢٠٧٠) اشعار کا اضافہ کیا، اب یہ کتاب ''المطابع الأهلية'' ریاض سے طبع ہے۔

(٦) روضة المرتاب في نظم مهمات الزاد

شیخ سلیمان بن عطیہ بن سلیمان مزینی رحمہ اللہ (متوفی ١٣٦٣ھ) نے (١٩٠٠) اشعار کی صورت میں مسائل کو ذکر کیا ہے، یہ منظومہ کتاب ''دار الأصفهاني'' جدہ سے طبع ہے۔

٤...... دليل الطالب لنيل المطالب

امام مرعی بن یوسف بن ابی بکر بن احمد مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ١٠٣٣ھ) اپنے اس متن کے متعلق مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وبينت فيه الأحكام أحسن بيان لم أذكر فيه إلا ما جزم بصحته أهل التصحيح وعليه الفتوى فيما بين أهل الترجيح والإتقان وسميته ''دليل الطالب لنيل المطالب''. [1]

[1] مقدمة المصنف: ص ١

ترجمہ: میں نے اس کتاب میں نہایت عمدہ طریقہ کے ساتھ احکام بیان کئے ہیں، اور میں نے اس کتاب میں صرف انہی مسائل کو ذکر کیا ہے جنہیں اہل تصحیح نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے (یعنی اہل تصحیح کے ہاں وہ قول درست ہیں) اور اہل ترجیح اور اتقان کے ہاں جو مفتیٰ بہ اقوال ہیں اور میں نے اس کتاب کا نام "**دلیل الطالب لنیل المطالب**" رکھا ہے۔

اس متن میں مصنف نے اختصار کے ساتھ فقہ حنبلی کے مفتی بہ مسائل کو ذکر کیا ہے، اس میں نفس مسائل کا ذکر ہے دلائل کا ذکر نہیں ہے، (۳۷۱) صفحات پر مشتمل یہ متن "دار طیبة" سے طبع ہے۔

"دلیل الطالب" کی شروح، حواشی ومنظومات

(۱) منار السبیل فی شرح الدلیل

شیخ ابراہیم بن محمد بن سالم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے اختصار کے ساتھ مسائل کی تشریح کی ہے اور دلائل میں احادیث وآثار نقل کئے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں "**المکتب الإسلامی**" بیروت سے طبع ہے۔ اس کتاب کی احادیث کی تخریج علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے "**إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل**" کے نام سے کی۔ کتبِ تخریج میں یہ کتاب انتہائی مفید ہے، خصوصاً فقہ حنبلی کے دلائل کی معرفت میں۔ یہ کتاب (۹) جلدوں میں "**المکتب الإسلامی**" بیروت سے طبع ہے۔ جن روایات کی تخریج علامہ البانی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئی تھی تو شیخ صالح بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ان روایات کی تخریج وتحقیق کی اور "**التکمیل لما فات تخریجه من إرواء الغلیل**" کے نام سے اُسے طبع کروایا۔ اس کتاب کی احادیث کو شیخ طالب بن محمود نے فقہی ابواب کی ترتیب پر حسن ترتیب کے ساتھ یکجا کیا، اب یہ کتاب "**الدلیل فی ترتیب**

أحاديث و آثار إرواء الغليل ''کے نام سے''دار الأقصی ''کویت سے طبع ہے۔

(۲) نيل المآرب بشرح دليل الطالب

شیخ عبدالقادر بن عمر شیبانی رحمہ اللہ نے''دليل الطالب ''کے مسائل کونظم کی صورت میں لکھا ہے۔

(۳) فوائد من شرح منار السبيل

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن جبرین رحمہ اللہ

(۴) المعتمد فی فقه الإمام أحمد

یہ شیخ علی عبدالحمید بلطہ اور شیخ محمد وہبی سلیمان کی تالیف ہے،اس میں''نيل المآرب '' اور''منار السبيل ''سے مسائل کی تشریح ذکر کی ہے اور''إرواء الغليل ''سے احادیث وآثار کی تخریج نقل کی ہے،یہ شرح دو جلدوں میں''دار الخير ''بیروت سے طبع ہے۔

(۵) الواضح فی فقه الإمام أحمد

یہ دکتور علی ابوالخیر کی تالیف ہے۔

(۶) مسلک الراغب شرح دليل الطالب

یہ شیخ صالح بہوتی کی تالیف ہے، جواب تک مخطوطہ کی صورت میں ہے۔

(۷) تيسير المطالب نظم دليل الطالب

یہ شیخ عبدالقادر قصاب رحمہ اللہ کی تالیف ہے،مصنف نے''دليل الطالب ''کے مسائل کو نظم کی صورت میں لکھا ہے،اس میں کل (۱۴۷۶) اشعار ہیں۔

۸...... الذهب المنجلی فی فقه الحنبلی

یہ شیخ موسی بن محمد شحادہ کی تالیف ہے،مصنف نے''دليل الطالب ''کے مسائل کو نظم کی صورت میں ذکر کیا ہے۔

علم اصولِ فقہ

لفظ اصل کا لغوی معنی

اصول الفقہ دو لفظ ہیں، ''اصل'' اور ''فقہ''، اصول اصل کی جمع ہے، اور اصل کہا جاتا ہے:

ما يبنى عليه غيره سواء كان البناء حسيا أو عقليا أو عرفيا. [1]

ترجمہ: جس پر کسی دوسری شی کی بنا کی جائے، خواہ وہ بناء حسی ہو یا عقلی ہو یا عرفی ہو۔

اصل کا مقابل ''فرع'' ہے:

الفرع هو الشئ الذى يبنى على غيره كفروع الشجرة لأصولها وفروع الفقه لأصوله. [2]

ترجمہ: فرع وہ شی ہے جس کی اساس کسی اور پر ہو، جیسے درخت کی شاخوں کی بناء اس کی جڑ پر ہے، ایسے ہی فروعِ فقہ کی بنیاد اس کے اصول پر ہیں۔

لفظ اصل کا اصطلاحی معنی

۱...... **الدليل: أصل هذه المسألة: الكتاب و السنة.**

۲...... **الرجع: الأصل فى الكلام الحقيقة.**

۳...... **القاعدة: الأصل أن الأمر المجرد عن القرائن يقتضى الوجوب وأن النهي عن القرائن يقتضى التحريم.** [3]

[1] المصباح المنير: ج ۱ ص ۲۱/ الوجيز فى أصول الفقه الإسلامى: ص ۱۷

[2] شرح تسهيل الفرقات: ص ۱۰

[3] نهاية السؤل: ج ۱ ص ۱۸/ أصول الفقه للبدران: ص ۲۲

فقہ کا لغوی معنی

اصول الفقہ کا دوسرا جزء ''الفقہ'' جو مضاف الیہ ہے،اس کا لغوی اور اصطلاحی معنی درج ذیل ہے:

۱...... **فهم غرض المتكلم من كلامه** (متکلم کے کلام سے اس کی غرض سمجھ جانا)

۲...... **فهم الأشياء الدقيقة** (اشیاء دقیقہ کے فہم کا نام فقہ ہے)

۳...... **الفقه فی الأصول الفهم** (فقہ اصل میں فہم کا نام ہے) [1]

لفظِ فقہ قرآن کریم میں تقریباً بیس (۲۰) مقامات پر آیا ہے،اور حدیث میں تقریباً ایک سو چار (۱۰۴) مرتبہ آیا ہے۔صوفیائے کرام کے ہاں فقیہ کا معنی یہ ہے:

إنما الفقيه المعرض عن الدنيا الزاهد فی الآخرة البصير فی عيوب نفسه. [2]

ترجمہ: فقیہ وہ ہے جو دنیا سے روگردانی کرے،آخرت سے رغبت رکھے،اپنے ذاتی عیوب سے باخبر ہو۔

فقہ کا اصطلاحی معنی

۱...... **حفظ الفروع وأقله ثلاث** [3] (فقہ مسائل کے یاد رکھنے کا نام ہے،اور حفظِ مسائل کا کمتر مرتبہ یہ ہے کہ تین مسائل یاد ہوں)

۲...... **معرفة النفس ما لها وما عليها** [4] (نفس کا اپنے نفع مند اور نقصان دہ چیزوں کو پہچاننا)

---

[1] المعتمد فی أصول الفقه: ج ۱ ص ۴/ نهاية السؤل: ج ۱ ص ۱۹ / لسان العرب: ج ۱ ص ۸۹

[2] الدر المختار: ج ۱ ص ۵

[3] الدر المختار: ج ۱ ص ۵

[4] شرح فقه الأكبر: ص ۱۰

۳...... **العلم بالأحكام الشرعية العملية من أدلتها التفصيلية.** ❶

ترجمہ: شریعت کے عملی احکام کا ادلہ تفصیلیہ سے جاننا فقہ ہے۔

۴...... **العلم بالأحكام الشرعية العلمية من أدلتها التفصيلية بالاستدلال.** ❷

شریعت کے عملی احکام کا ادلہ تفصیلیہ سے استدلال کے ساتھ جاننا فقہ ہے۔

علم اصول فقہ کا واضع

اصول فقہ کے واضع کے متعلق چار اقوال ہیں:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)

۱...... امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے بعض قواعد منقول ہیں جیسا کہ کتبِ روافض میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، لیکن انہوں نے باضابطہ خود کوئی کتاب تصنیف نہیں کی، اور نہ ہی اِن سے اصول فقہ کے تمام اصول وقواعد منقول ہیں، بلکہ ان سے صرف چند ایک اصول منقول ہیں اس لئے انہیں باضابطہ اصول فقہ کا مدوّن کہنا مشکل ہے۔ ❸

۲...... امام ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ نے ''أصول السرخسي'' کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اصولِ فقہ کا مدوّنِ اول قرار دیا اور اصولِ فقہ پر لکھی گئی ابتدائی کتب کا ان کی تاریخی ترتیب کے لحاظ سے تذکرہ کیا، جس میں امام شافعی رحمہ اللہ کی ''الرسالة'' کو اس فن پر لکھی جانے والی چوتھی کتاب شمار کیا، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

أما أول من صنف في علم الأصول فيما نعلم فهو إمام الأئمة وسراج

---

❶ التنقيح والتوضيح: ص٢٦ ❷ مختصر منتهى الأصول: ص٣

❸ الإمام الصادق حياته وعصره آراؤه وفقهه: ص٢٦٧، ٢٦٨

الأمة أبو حنيفة النعمان رضى الله عنه حيث بين طرق الاستنباط فى "كتاب الرأى" وتلاه صاحباه القاضى الإمام أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصارى والإمام الربانى محمد بن الحسن الشيبانى ثم الإمام محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله صنف الرسالة. ❶

ترجمہ: ہمارے علم کے مطابق امام الائمہ سراج الامت ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ نے علم اصول پر پہلی کتاب "كتاب الرأى" تصنیف کی، جس میں استنباط کے طریقے بیان کئے، اس کے بعد آپ کے دو شاگردوں قاضی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے اس فن پر کتب تصنیف کیں، پھر امام شافعی رحمہ اللہ نے "الرسالة" تصنیف کی۔

محقق العصر ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے کہ علم اصول فقہ کے مدون امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ ❷

۳......علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی تصنیفات میں ایک کتاب کا نام "الأصول" بھی ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اصولِ فقہ پر کتاب تصنیف کی ہے۔

ولأبي يوسف من كتب فى الأصول والأمالى. ❸

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ترجمہ میں یہ بات نقل کی ہے کہ اصولِ فقہ کے سب سے پہلے واضع امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں:

أوّل من وضع الكتب فى أصول الفقه على مذهب أبى حنيفة، وأملى المسائل ونشرها، وبث على أبي حنيفة في أقطار الأرض. ❹

❶ مقدمة أصول السرخسى: ج ۱ ص ۳ ❷ خطبات بہاولپور: ص ۱۳۵

❸ الفهرست: الفن الثانى فى أخبار أبى حنيفة، ج ۱ ص ۲۵۳

❹ وفيات الأعيان: القاضى أبو يوسف، ج ٦ ص ۳۸۲

ترجمہ: سب سے پہلے امام ابو یوسف نے امام ابوحنیفہ کے مذہب پر اصولِ فقہ میں کتب تالیف کیں اور مسائل املاء کروائے، اور مختلف ملکوں میں امام ابوحنیفہ کے علم کو پھیلایا۔

إن أبا يوسف أول من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة. ❶

ترجمہ: بلا شبہ امام ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ میں پہلی کتاب تالیف کی۔

۴......امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اتفق الناس على أن أول من في هذا العلم (أى أصول الفقه) الشافعي، وهو الذى رتب أبوابها وميز بعض أقسام من بعض وشرح مراتبها في القوة والضعف. ❷

ترجمہ: لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے اس علم (اصولِ فقہ) میں امام شافعی رحمہ اللہ نے تصنیف کا آغاز کیا اور انہوں نے اس کے ابواب مرتب کئے، اس کی بعض اقسام کو بعض سے جدا کیا، قوت وضعف کے اعتبار سے اس کے مراتب کی تشریح کی۔

علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

الشافعي رضى الله عنه أول من صنف في أصول الفقه فيه كتاب الرسالة. ❸

ترجمہ: امام شافعی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصولِ فقہ میں کتاب تصنیف کی اور وہ تصنیف ''كتاب الرسالة'' ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے چونکہ ہزاروں مسائل کی تدوین کی ہے،

---

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة للمكي: ۲/ ۲۴۵

❷ كتاب مناقب الإمام الشافعي: ص ۵۵

❸ البحر المحيط: ج ۱ ص ۱۸

ان مدوّنہ مسائل کے لئے آپ کے اپنے اصول وقواعد تھے جو ''کتاب الرأی ''میں تھے، لیکن یہ کتاب ہم تک نہ پہنچ سکی۔ آپ ہی کے اصولوں کو پھر آپ کے تلامذہ نے اضافات کے ساتھ اپنی تصنیفات میں جمع کیا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان اصولوں کو ''کتاب الأصول ''کے نام سے اور امام محمد رحمہ اللہ نے بھی ان اصولوں کو ''کتاب الأصول ''کے نام سے جمع کیا۔[1]

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی یہ دونوں کتابیں مطبوعہ نہیں ہیں، مطبوعہ کتابوں میں پہلی کتاب امام شافعی رحمہ اللہ کی ''الرسالۃ'' ہے، (۵۹۸) صفحات پر مشتمل یہ کتاب مشہور محقق علامہ احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبہ حلبی''مصر سے شائع ہوئی ہے۔

کتبِ اصولِ فقہ کے تدوین کے طریقے

کتبِ اصولِ فقہ کی تدوین کے تین طریقے ہیں:

۱......علمائے متکلمین کا طریقہ

۲......علمائے حنیفہ کا طریقہ

۳......متاخرین اہلِ علم کا طریقہ

تیسرے طریقے میں پہلے اور دوسرے طریقے کی کتب کو یکجا کیا گیا ہے۔

علمائے متکلمین کے طریقے پر تدوین کی گئی کتب

۱......''العمد'' قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ)

۲......''المعتمد'' امام ابوالحسین بصری معتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)

۳......''البرھان فی أصول الفقہ'' امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ)

۴......''المستصفی'' امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ)

[1] الفہرست: ج ۱ ص ۲۵۳

یہ چار کتابیں امہات الکتب ہیں، بعد میں لکھنے والے تقریباً تمام اہلِ علم نے انہی سے استفادہ کیا ہے۔ ❶

پھر ان چار کتابوں کے مضامین کو دو اکابر اہل علم نے اپنی کتابوں میں یکجا کیا ہے، امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ٦٠٦ھ) نے ''**المحصول في أصول الفقه**'' میں اور علامہ آمدی (متوفی ٦٣١ھ) نے ''**الإحكام في أصول الأحكام**'' میں، پھر علامہ تاج الدین ارموی (متوفی ٦٥٦ھ) نے امام رازی رحمہ اللہ کی کتاب کا خلاصہ ''**الحاصل**'' کے نام سے کیا، جو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ٦٨٥ھ) کی ''**منهاج الوصول**'' کا ماخذ ہے۔ دوسری طرف علامہ ابن حاجب مالکی رحمہ اللہ (متوفی ٦٤٦ھ) نے علامہ آمدی رحمہ اللہ (متوفی ٦٣١ھ) کی کتاب ''**الإحكام في أصول الأحكام**'' کا خلاصہ ''**منتهى السؤل والأمل إلى علمي الأصول والجدل**'' کے نام سے کیا۔ ان مذکورہ بالا کتابوں میں دو کتابیں سب سے زیادہ مفید ہیں، اور ان کتابوں نے متقدمین کی کتابوں سے فی الجملہ مستغنی کر دیا ہے، اور ان میں متقدمین کی تقریباً تمام مباحث یکجا ہوگئی ہیں:

۱......**المحصول** ۲...... **الإحكام**

علمائے حنفیہ کے طریقے پر تدوین کی گئی کتب

۱......''**مأخذ الشرائع**'' امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ (متوفی ٣٣٠ھ)

۲......''**أصول الكرخي**'' امام عبیداللہ بن حسین الکرخی رحمہ اللہ (متوفی ٣٤٠ھ)

۳......''**الفصول في الأصول**'' امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ٣٧٠ھ)

۴......''**تقويم الأدلة**'' امام ابوزید عبداللہ بن عمر دبوسی رحمہ اللہ (متوفی ٤٣٠ھ)

۵......''**تأسيس النظر**'' امام ابوزید عبداللہ بن عمر دبوسی رحمہ اللہ (متوفی ٤٣٠ھ)

---

❶ مقدمة ابن خلدون: ص ٤٥٧

۶...... ''أصول البزدوی'' علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ)

اس کتاب کی شرح علامہ عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) نے ''کشف الأسرار فی شرح أصول البزدوی'' کے نام سے چار جلدوں میں لکھی۔

۷...... ''أصول السرخسی'' علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ)

۸...... ''المنار'' علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) اس کی شرح ملاجیون رحمہ اللہ نے ''نور الأنوار'' کے نام سے لکھی ہے۔

متاخرین اہلِ علم کے طریقے پر تدوین کی گئی کتب

۱ ...... بدیع النظام الجامع بین کتابی البزدوی والإحکام

علامہ مظفر الدین احمد بن علی المعروف ابن ساعاتی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ)

انہوں نے اس کتاب میں امام بزدوی رحمہ اللہ کی ''أصول البزدوی'' اور علامہ آمدی کی ''الإحکام فی أصول الأحکام'' کے مباحث کو یکجا کیا ہے۔

۲...... ''تنقیح الأصول'' علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) نے اس کی شرح خود ''التوضیح'' کے نام سے لکھی ہے۔

مصنف نے ''التنقیح'' میں ''أصول البزدوی، المحصول'' اور ''منتهی السؤل والأمل'' کے مضامین کو جمع کیا اور پھر خود اس کی شرح ''التوضیح'' کے نام سے لکھی، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) نے ''التلویح'' کے نام سے اس پر حواشی وتعلیقات لکھیں۔

۳...... ''جمع الجوامع'' علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) کی تصنیف ہے، علامہ بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) نے ''تشنیف المسامع'' کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔

۴......"التحرير فی أصول الفقه" علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) نے اصول فقہ پر "التحرير" کے نام سے یہ متن لکھا، جس میں حنفیہ اور شوافع کے اصولِ فقہ کی اہم مباحث کو یکجا کیا، لیکن اس کتاب کی عبارت بڑی مغلق اور پیچیدہ ہے بغیر شرح کے کما حقہ اس کا سمجھنا دشوار تھا تو علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے "التقرير والتحبير" کے نام سے تین جلدوں میں اس کی شرح لکھی۔ علامہ محمد بن امین المعروف امیر بادشاہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۲ھ) نے "تيسير التحرير" کے نام سے دو جلدوں میں اس کتاب کی شرح لکھی۔

۵......"مسلّم الثبوت" علامہ محبّ اللہ بہاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۹ھ)

انہوں نے علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ کی "جمع الجوامع" اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی "التحرير" کی مباحث کو نہایت اعجاز اور اختصار کے ساتھ یکجا کیا ہے، پھر علامہ بحر العلوم عبد العلی نے "فواتح الرحموت" کے نام سے دو جلدوں میں "مسلّم الثبوت" کی شرح لکھی۔ اب یہ کتاب "قدیمی کتاب خانہ" سے اس نام کے ساتھ طبع ہے، "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" اس میں متن اور شرح دونوں یکجا ہیں۔

۶......"إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من الأصول" علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)

۷......"حصول المامول من علم الأصول" علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) انہوں نے علامہ شوکانی کی کتاب کی تلخیص کی ہے۔

دورِ جدید میں مصر، شام، لبنان، سعودی عرب میں علم اصول فقہ پر کام ہوا اور بعض نہایت عمدہ اور معیاری کتابیں تصنیف ہوئیں، جن میں شیخ محمد الخضر می رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی "أصول الفقه" اور "تاريخ التشريع الإسلامي" اور علامہ محمد عبد الرحمٰن المحلاوی کی

کتاب ''تسهيل الوصول إلى علم الأصول ''اور شیخ عبدالوہاب خلاف (متوفی ۱۳۷۵ھ) کی کتاب ''علـم أصول الفقه ''اور حسن احمد خطیب کی کتاب ''فـقه الإسلام ''اور عمر بن عبداللہ کی ''سلم الوصول لعلم الأصول ''اور علی حسب اللہ کی ''التشريع الإسلامي '' اور شیخ محمد ابوزہرہ کی ''أصـول الفقه ''اور محمد سعید رمضان البوطی کی ''ضـوابـط المصلحة في الشريعة الإسلامية '' اور ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی کی ''نظرية الضرورة الشرعية ''اور مصطفیٰ احمد الزرقاء کی ''المدخل ''خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

کتبِ اصولِ فقہ کا تعارف

۱ ...... الرسالة

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی یہ کتاب اصولِ فقہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں پہلی مطبوعہ کتاب ہے، اصولِ فقہ کو باضابطہ طور پر اصطلاحات، تشریحات، اَمثلہ کے ساتھ مدوّن کرنے والے امام شافعی رحمہ اللہ ہی ہیں۔ جمہور کے قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ ہجری کو غزہ (شام) میں ہوئی، سلسلہ قریشی ہے، دس برس کی عمر میں مکہ آئے، تعلیم حاصل کی پھر مدینہ منورہ آکر امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) سے زانوئے تلمذ طے کیا، پھر آپ نے تقریباً دو سے تین سال تک امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی صحبت میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس مکہ لوٹ آئے اور نو سال تک مکہ ہی میں مقیم رہے، ۱۹۵ ہجری میں دوسری مرتبہ دو سال کے لئے بغداد آگئے، اسی سال قیام کے دوران آپ نے عبدالرحمٰن بن مہدی کی درخواست پر ''الرسالة'' تصنیف کی۔ ۱۹۸ ہجری میں تیسری بار ایک ماہ کے لئے بغداد آئے اور یہاں سے ۱۹۹ ہجری میں مصر پہنچے، وہاں ۵۴ سال کی عمر میں ۲۰۴ ہجری میں انتقال ہوا۔ (۱)

مصری دور آپ کے فکری نمو کی تکمیل اور آراءِ فقہیہ کی پختگی کا دور ہے یہاں آپ نے نئی چیزیں، عرف، حضارت، آثارِ تابعین دیکھے، اپنی سابقہ آراء کو اپنے تجربہ، پختگی سن اور نئے شہر سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں پھر پرکھا فنِ اصول میں جو ''الرسالة'' لکھی تھی اُسے حذف و اضافہ کے ساتھ دوبارہ قلمبند کیا اور فروع میں بھی آراء کا جائزہ لے کر بعض سے رجوع کر لیا اور بعض نئی آراء قائم کیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تالیف کے بعد برابر

(۱) الشافعي حياته وعصره وآراؤه وفقهه: ص ۲۰ تا ۲۶

تحقیق وتمحیص کرتے رہتے تھے، اور کتبِ قدیمہ کو نئے قالب میں ڈھالتے رہتے، چنانچہ آپ کا رسالہ جدیدہ بھی درحقیقت تحقیق وتمحیص اور حذف واضافہ کے ساتھ رسالہ قدیمہ کا خلاصہ ہے۔

اس کتاب میں امام شافعی رحمہ اللہ نے درج ذیل عناوین پر قدرے تفصیل سے بحث ذکر کی ہے:

"باب: كيف البيان" "بيان ما نزل من الكتاب عاما يراد به العام" "بيان فرض الله فى كتابه اتباع سنة نبيه" "الناسخ والمنسوخ" "باب خبر الواحد" "الحجة فى تثبيت خبر الواحد" "باب الإجماع" "باب الاجتهاد" "باب الاستحسان" "أقاويل الصحابة"

مشہور محقق شیخ احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ (۵۹۸) صفحات پر مشتمل یہ کتاب "**مكتبة الحلبى مصر**" سے طبع ہوئی ہے۔

۲...... أصول الكرخى

امام ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے ہمعصر ہیں، امام کرخی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں امام ابوبکر جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) بھی شامل ہیں جو "**أحكام القرآن**" اور "**الفصول فى الأصول**" کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے (۳۹) قواعد ذکر کئے ہیں۔ ان قواعد کی شرح علامہ نجم الدین ابوحفص عمر النسفی (متوفی ۵۳۷ھ) نے کی ہے، انہوں نے ہر قاعدہ کے تحت امثلہ، نظائر اور تفریعات ذکر کی ہیں، مثلاً "**أصول الكرخى**" میں پہلی اصل یہ ہے:

الأصل أن ما ثبت باليقين لا يزول بالشك.

امام نسفی رحمہ اللہ نے اس اصل کی تشریح میں فرمایا:

من مسائله أن من شک فی الحدث بعدماتیقن بالوضوء لم ینقض وضوئه. ❶

مولانا عبد القدوس ہاشمی کے بیان کے مطابق (۳۹) میں سے (۳۶) کلیات وہ ہیں جن کے ماتحت فقہ حنفی کی جزئیات آتی ہیں اور ان کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ فقہ کے جزئی مسائل کس طرح کلیات کے ماتحت آتے ہیں اور یہ کہ کسی خاص صورتِ حال پر حکم فقہی کی تطبیق میں کلیاتِ فقہ سے کس طرح استفادہ کیا جاتا ہے اور وہ کیا اصول ہوتے ہیں جن کے تحت استخراج مسائل کئے جاتے ہیں۔

مصطفیٰ احمد الزرقاء کی رائے کے مطابق امام کرخی رحمہ اللہ نے (۳۷) قواعد جمع کئے ہیں:

فقد جاء ت جموعة الکرخی بسبع و ثلاثین قاعدة. ❷

یہ کتاب چونکہ فن کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اس لئے اس میں تمام قواعد یکجا نہیں ہیں اور قواعد کی تعبیرات بھی جامع نہیں ہیں۔ اس رسالے کا اردو ترجمہ عبد الرحیم اشرف بلوچ صاحب نے کیا ہے، اس پر مفید مقدمہ مولانا عبد القدوس ہاشمی صاحب نے لکھا ہے، اصل کتاب ''میر محمد کتاب خانہ'' کراچی سے شائع ہوئی ہے، جبکہ ترجمہ ''ادارہ تحقیقاتِ اسلامی'' اسلام آباد سے شائع ہوا ہے۔

۳...... الفصول فی الأصول

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) کی معروف تصنیف ''أحکام القرآن'' ہے، یہ کتاب انہوں نے ''أحکام القرآن'' کے لئے بطورِ مقدمہ کے لکھی ہے۔ اس کتاب کے ماخذ دو ہیں، (۱) امام جصاص کے شیوخ اور اُن کی کتب (۲) اور وہ اصولی

❶أصول الکرخي: ص ۱۱، ط: میر محمد کتب خانہ کراچی

❷القواعد الکلیة مأخوذة من المدخل الفقهی العام إلی الحقوق المدینة: الباب الأول، الفصل الثانی، ص ۱۰

کتابیں جو ان کے زمانے میں دستیاب تھیں۔ امام جصاص رحمہ اللہ نے اس کتاب میں عام، خاص، محکم، مجمل، متشابہ، حقیقت، مجاز، امر، نہی، ناسخ ومنسوخ، بیان کی اقسام، خبرِ واحد، خبر مرسل، افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اقوالِ صحابہ، اجماع، قیاس واجتہاد، استحسان، عللِ شرعیہ، تقلید مجتہد اور دیگر کئی اہم موضوعات پر قدرے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

اس کتاب میں امام جصاص رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب ''الرسالة'' پر بھی بعض مقامات پر مناقشہ کیا ہے، خصوصاً ''باب البیان'' میں، اِن سے مناقشہ میں سخت اسلوب اختیار کیا ہے اور بیان کی تقسیم میں امام شافعی رحمہ اللہ سے مناقشہ کیا ہے۔ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک مفقود رہی ہے، اس لئے اس کے حوالے ''اصولِ سرخسی'' یا ''اصولِ بزدوی'' سے نقل کئے جاتے ہیں، براہِ راست اس کتاب سے نقل نہیں کئے جاتے۔ اس لئے ان چار صدیوں میں اصل مراجع کی طرف مراجعت کرنا نسخوں کے مفقود ہونے کی وجہ سے بظاہر ممکن نہیں تھا، اس لئے ان کے حوالے ان چار صدیوں کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ ۱۴۰۳ ہجری میں اس کا نسخہ پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس کا محقق نسخہ ۱۴۱۴ھ میں چار جلدوں میں ''وزارة الأوقاف'' کویت سے شائع ہوا ہے۔

۴......العمد

قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ) فقیہ، اصولی، متکلم اور اپنے زمانے کے اصول میں مذہبِ معتزلہ کے امام تھے، فروع مذہبِ شافعی سے اخذ کرتے ہیں، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمر رضا کحالہ نے لکھا ہے:

كان مقلد الشافعي في الفروع وعلى رأس المعتزلة في الأصول. [1]

صاحب ''الرسالة المستطرفة'' نے لکھا:

[1] معجم المؤلفين: ج۵ ص۷۸

ذی التصانیفی السائرة و ذکره شائع فی الأصول.❶

یہ کتاب اصول فقہ پر ہے، اس میں اصول فقہ کے تقریبا تمام اہم ابواب موجود ہیں (مصنف نے علم کلام پر ایک کتاب ''المغنی'' لکھی تھی جو (۲۰) جلدوں میں (۱۳۰۰۰) اوراق پر مشتمل ہے، اسکی ۱۴ جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں) اس کے تین ابواب ''الإجماع والقیاس والاجتهاد'' پر محمد جمال التطووانی نے تحقیق پیش کی، اور دراساتِ اسلامیہ میں اور دراساتِ علیا میں ڈپلومہ حاصل کیا۔❷

اسی طرح قاضی عبد الجبار کی کتاب ''العمد'' کے دوسرے نصف پر دکتور عبد الحمید زنید کی تحقیق جاری ہے۔❸

امام ابو الحسین بصری معتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) نے اس کتاب کی شرح ''المعتمد'' کے نام سے لکھی، اور اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنی سلکت فی ''الشرح'' مسلک الکتاب فی ترتیب أبوابه وتکرار کثیر من مسائله وشرح أبواب لا تلیق بأصول الفقه من دقیق الکلام.❹

ترجمہ: شرح ''العمد'' میں، میں نے کتاب کے ابواب کے طریقے کو اختیار کیا ہے، باوجود اس کہ کثیر مسائل میں تکرار تھا اور کئی ابواب کی شرح دقتِ کلام کے باعث اصولِ فقہ کے لائق نہیں تھی۔

باوجود تلاش کے اس کتاب کا مکمل مطبوعہ نسخہ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۱۶۰

❷ معجم الأصولیین: مظهر بقا، ج ۲ ص ۱۵۵

❸ معجم الأصولیین: مظهر بقا، ج ۲ ص ۱۵۵

❹ المعتمد فی أصول الفقه: ج ۱ ص ۳

۵...... تأسيس النظر ٦...... تقويم الأدلة فى الأصول

۷......الأنوار فى الأصول ۸......الأسرار فى الأصول والفروع

یہ کتابیں امام ابوزید دبوسی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی ہیں، علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

وهو أول من وضع علم الخلاف وأبرزه إلى الموجود. ❶

ترجمہ: انہوں نے سب سے پہلے علم الخلاف (اختلاف الفقہاء) کی بنیاد ڈالی اور اس کو باقاعدہ ایک منفرد علم کی حیثیت عطا کی۔

لیکن ابن خلکان رحمہ اللہ کی یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) کی ''**اختلاف الفقهاء**'' اور امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی ''**اختلاف الفقهاء**'' ان سے پہلے لکھی گئی ہیں، اس لئے ''**اختلاف الفقهاء**'' کا موجد علامہ دبوسی رحمہ اللہ کو قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ انہوں نے اس فن کو حسن ترتیب کے ساتھ مدوّن کیا ہے۔

''**تأسيس النظر**'' میں امام ابوالحسن کرخی اور ابوبکر جصاص رحمہما اللہ کے بیان کردہ مضامین کو قدرے تفصیل کے ساتھ لیا گیا ہے، اور حنفی فقہاء کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اصول کے ضمن میں مسائلِ جزئیہ کو تفریعات اور فقہی نکات پر مشتمل قواعد اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے، امام دبوسی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو مندرجہ ذیل نو اجزاء میں تقسیم کیا ہے:

۱......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے دو نامور شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے مابین فقہی اختلافِ آراء کی اساس کو بیان کیا ہے، اس حصہ میں وہ قواعد و اصول مذکور ہیں جن سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو زيد الدبوسي، ج۳ ص۴۸

۲......امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کی ان فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں امام محمد رحمہ اللہ نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۳......امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی ان فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۴......امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے مابین پائی جانے والی اختلافی آراء کے اصول وقواعد بیان کیے۔

۵......تین حنفی ائمہ امام محمد، امام حسن بن زیاد (اصل کتاب سے ایک نام ساقط ہے) ان کی فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں ان سے ان کے ایک اور نامور ساتھی امام زفر رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے۔

۶......حنفی ائمہ فقہ (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ وغیرہ) کی ان فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں امام مالک رحمہ اللہ نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۷......تین حنفی ائمہ فقہ (امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ) کی ان فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نامور معاصر قاضی ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کی آراء واقوال سے اختلاف کیا ہے۔

۸...... مذکورہ بالا حنفی ائمہ فقہ کی ان فقہی آراء کے اصول وقواعد جن میں انہوں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔

۹......متفرق اختلافی اقوال وآراء کے اصول وقواعد۔

ان نو اجزاء میں سے ہر ایک جز کو مختلف ابواب کے تحت تقسیم کیا گیا ہے، ہر باب میں اس موضوع سے متعلق یا اس سے ملتے جلتے امور سے متعلق اصول وکلیات بیان کیے گئے ہیں، ہر اصل اور کلیہ کی مثالیں اور تطبیقی نظائر بھی دی گئی ہیں تاکہ قانون کا منشا ومراد واضح ہو سکے، یہ رسالہ ''سعید کمپنی'' کراچی سے ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوا ہے۔

''**الأسرار في الأصول والفروع**'' اس کتاب کے بارے میں حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے، جس کا آغاز انہوں نے ''**الحمد لله رب العالمين**'' سے کیا ہے۔ ❶

''**الأنوار في الأصول**'' حاجی خلیفہ نے کہا کہ یہ ایک مختصر کتاب ہے جس کا آغاز ''**الحمد لله الذي أعلى منزلة المؤمنين**'' سے ہوتا ہے۔ ❷

''**تقويم الأدلة في الأصول**'' حاجی خلیفہ نے کہا کہ یہ کتاب ایک جلد میں ہے اس کا آغاز ''**الحمد لله رب العالمين**'' سے ہوا ہے۔ امام فخر الاسلام علی بن بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) نے اس کی شرح بھی لکھی ہے اور یہ ایک عمدہ شرح ہے اور یہ علمائے حنفیہ میں بہت معتبر سمجھی جاتی ہے، ابو بکر محمد بن حسین بن محمد الارسابندی حنفی (متوفی ۵۱۲ھ) نے اس کا اختصار کیا جس کا نام ''**مختصر تقويم الأدلة للدبوسي**'' ہے اور ابو جعفر محمد بن الحسین الحنفی نے اس کا اختصار کیا ہے۔ ❸

۹ ...... المعتمد

امام ابو الحسین بصری معتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) کی یہ کتاب قاضی عبد الجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ) کی ''**العمد**'' کی شرح ہے، اور اصول فقہ پر لکھی گئی ارکانِ اربعہ میں سے ایک کتاب ہے، کتبِ اربعہ مندرجہ ذیل ہیں:

''**العمد، المعتمد، البرهان، المستصفى**''

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۸۱ ❷ كشف الظنون: ج ۱ ص ۱۹۶

❸ كشف القناع عن مهمات الأسامي والكنى: ص۷۷/ كشف الظنون: ج ۱ ص۴۶۷/ هدية العارفين: ج۵ ص۶۴۸/ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ص ۱۰۹

وكتان من أحسن ما كتب فيه المتكلمون كتاب البرهان للإمام الحرمين والمستصفى للغزالى وهما من الأشعرية وكتاب العمد لعبد الجبار وشرحه المعتمد لأبى الحسين البصرى وهما من المعتزلة وكانت الأربعة قواعد هذا الفن. (۳)

ترجمہ: متکلمین کی کتابوں میں بہترین کتاب امام الحرمین کی ''**البرهان**'' اور امام غزالی کی ''**المستصفی**'' ہے، یہ دونوں حضرات اشاعرہ میں سے تھے، عبدالجبار کی کتاب ''**العمد**'' اور ابوالحسین بصری کی ''**المعتمد**'' جو ''**العمد**'' کی شرح ہے، یہ دونوں معتزلہ میں سے تھے، یہ چاروں کتابیں اس فن کی اصولی کتابوں میں سے ہیں۔

یہ کتاب معتزلہ کی آراء واستدلال کے مصادر میں سے ایک ہے، اس میں ماضی کے اصولیین کی ایک بڑی جماعت کی آراء کو منضبط کرلیا گیا ہے، ان کے ادلہ کو بیان کیا اور ان پر تنقید کی، اس کتاب میں اصول فقہ کے موضوع کو ایک ترتیبِ نو سے مرتب کیا گیا ہے، ''**العمد**'' میں پائے جانے والے تکرار سے اجتناب برتا ہے۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل عناوین کے تحت مفید مباحث ذکر کی گئی ہیں:

"الكلام فى الأوامر، الكلام فى النواهى، الكلام فى المجمل والمبين، الكلام فى الناسخ و المنسوخ، الكلام فى الإجماع، الكلام فى القياس والاجتهاد، الكلام فى الحظر والإباحة، الكلام فى المفتى والمستفتى" وغيرها.

یہ کتاب خلیل المیس کی تحقیق کے ساتھ دوجلدوں میں ''**دار الكتب العلمية**'' سے شائع ہوئی ہے۔

---

(۳) مقدمة ابن خلدون: ص ۴۵۵

۱۰ ...... الإحكام فی أصول الأحكام

علامہ ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) ابتداء میں شافعی المسلک تھے پھر ظاہریہ کی طرف آئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے استحسان کے بطلان پر جو دلائل دیئے تھے انہوں نے ان دلائل کو قیاس کے ابطال پر فٹ کیا، یہ قیاس اور استحسان کے منکر تھے، بعد میں فروع میں کسی کے مقلد بھی نہیں تھے۔ علامہ ابن حزم نے فقہی اصول وضع کئے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی طرح اپنے طرزِ استنباط اور طریقِ اجتہاد کو اپنے وضع کردہ اصول میں محدود و محصور کیا اور ان کے ذکر و بیان میں طوالت سے کام لیا، یہ اصول انہوں نے اپنی مشہور کتاب ''الإحكام فی أصول الأحكام'' میں بیان کئے، اس کتاب کے ساتھ ساتھ آپ نے ظاہری فقہ کے قواعد میں ایک مختصر کتاب بھی تحریر کی۔ یہ قیاس اور استحسان کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر کڑی تنقید کرتے ہیں، تقلید کی مذمت کرتے ہوئے اپنی کتاب ''المحلی'' میں لکھتے ہیں:

لا یحل لأحد أن یقلد أحدا لا حیا ولا میتا وعلی كل أحد من الاجتهاد حسب طاقته. [1]

ترجمہ: کسی شخص کے لئے کسی زندہ یا فوت شدہ کی تقلید کرنا جائز نہیں، ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق اجتہاد کرسکتا ہے۔

علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب ''النبذ فی أصول الفقه'' صفحہ (۷۳) پر تقلید کی بڑی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے ایک کتاب قیاس اور استحسان اور تقلید کے بطلان پر بھی لکھی ہے، جس کا نام ''إبطال القیاس والرأی والاستحسان والتقلید والتعلیل'' ہے، اس کتاب میں قیاس اور رائے کی پُرزور انداز میں مذمت کی ہے۔

علامہ ابن حزم کی کتاب ''الإحكام فی أصول الأحكام'' چالیس ابواب پر

[1] المحلی بالآثار: كتاب التوحید، مسائل من الأصول، ج ۱ ص ۸۵

مشتمل ہے، ان درج ذیل ''الباب الخامس و الثلاثون فی الاستحسان والاستنباط فی الرأي وإبطال كل ذلك، الباب السادس والثلاثون فی إبطال التقليد، الباب الثامن والثلاثون فی إبطال القياس فی أحكام الدين، الباب التاسع والثلاثون فی إبطال القول بالعلل فی جميع أحكام الدين''

ابواب کے تحت انہوں نے ائمہ فقہاء اور مقلدین کے خلاف بڑی نازیبا زبان استعمال کی ہے، جو اہلِ علم کی شایان شان نہیں ہے۔ یہ کتاب شیخ احمد محمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں ''دار الأوقاف الجديدة'' بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱ ...... كتاب الخلافيات

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم نقاد محدث تھے، آپ کی تصانیف میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

السنن الكبرى، شعب الإيمان، المدخل، دلائل النبوة، الزهد الكبير.

حصول علم کے لئے بغداد، خراسان اور حجازِ مقدس کے سفر کئے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے متعلق نقل کرتے ہیں:

لو شاء البيهقي أن يعمل لنفسه مذهبا يجتهد فيه لكان قادرا على ذلك لسعة علومه ومعرفته بالاختلاف.

ترجمہ: اگر امام بیہقی چاہتے تو اپنے لئے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دیتے، اس میں اجتہاد کرتے تو وہ وسعت علمی اور اختلافات کی معرفت رکھنے کی بناء پر ضرور قادر ہو جاتے۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ما من شافعي إلا وللشافعي عليه منة إلا لبيهقي فإن له على الشافعي

منة لتصانيفه في نصرة مذهبه وأقاويله. ❶

ترجمہ: شوافع میں سے امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان ہے کہ انہوں نے کثرتِ تصانیف سے اِن کے مذہب اور نظریات کی مدد کی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کی یہ کتاب باوجود تلاش کے مجھے اب تک نہیں مل سکی۔ ان کے تقریباً تمام سوانح نگاروں نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے خصوصاً امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے بلند پایہ نقاد محدث نے بھی۔

۱۲ ...... إحكام الفصول في أحكام الأصول

امام ابوالولید باجی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم محدث اور فقیہ تھے، حصولِ علم کے لئے بغداد، دمشق، موصل، مصر وغیرہ کا سفر کیا، وہاں کے جید علماء سے علم سیکھا، موصل میں فقہ واصولِ فقہ کی تعلیم وہاں کے قاضی ابوجعفر السمنانی رحمہ اللہ سے حاصل کی، تیرہ سال تک حصولِ علم میں مگن رہنے کے بعد واپس لوٹ کر علمی اور عملی میدان میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے لگے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، العلامة، الحافظ، ذو الفنون، القاضي.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی تفصیلی حالات اور تصانیف کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

یہ کتاب عبدالمجید ترکی کی تحقیق سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۱۳ ...... اللمع في أصول الفقه

یہ امام ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) کی تصنیف ہے، ان کی تصانیف

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، ج۱۸ ص۱۶۸، ۱۶۹/ تذكرة الحفاظ: ج۳ ص۲۲۰

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الوليد الباجي سليمان بن خلف، ج۱۸ ص۵۳۶ تا ۵۴۱

میں مشہور ''طبقات الفقهاء'' ہے۔ ''اللمع'' مندرجہ ذیل مباحث پر مشتمل ہے:

الكلام في الأمر والنهي، الكلام في المجمل والمبين، الكلام في النسخ، الكلام في الإجماع، الكلام في القياس، الكلام في التقليد، الكلام في الاجتهاد.

(۱۳۴)صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۴۲۴ھ میں ''دار الكتب العلمية'' سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی خود شرح لکھی، جو''شرح اللمع'' اور ''الوصول إلى مسائل الأصول'' کے نام سے شائع ہوئی ہے، یہ شرح دو جلدوں میں عبدالمجید ترکی کی تحقیق کے ساتھ ''دار الغرب الإسلامي'' بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

ان کی ایک تصنیف ''الملخص في الجدل'' ہے، جس میں انہوں نے عموم، خصوص، امر، نہی، ناسخ ومنسوخ، اصل، فرع، علت، استحسان، استصحاب اور استصلاح پر بحث کی ہے۔ محمد یوسف اخوند نے اس کتاب پر تحقیق وتعلیق کر کے ''جامعہ ام القریٰ'' سے ۱۴۰۷ھ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب کا اختصار ''المعونة في الجدل'' کے نام سے کیا، یہ اختصار عبدالمجید ترکی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۸ھ میں شائع ہوا ہے۔

۱۴ ...... البرهان في أصول الفقه

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) فقیہ، اصولی، متکلم اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے، اپنے والد الشیخ ابومحمد الجوینی اور قاضی حسین رحمہما اللہ سے تفقہ حاصل کیا، استاذ ابوالقاسم الاسکاف الاسفرائینی رحمہ اللہ سے علم الاصول کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقریباً چار سال تک درس دیا، اس وجہ سے ان کا لقب ''امام

الحرمین'' پڑ گیا۔ یہ کتاب نئے طریقے اور نئے اسلوب پر تالیف کی گئی، آٹھویں صدی ہجری کے شافعی عالم علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) جو ''البرھان'' سے قبل لکھی گئی کتب پر آگاہ تھے انہوں نے بھی اس کا اعتراف کیا اور کہا:

إن هذا الكتاب وضعه إمام الحرمين في أصول الفقه على أسلوب غريب لم يقتد فيه بأحد. [1]

ترجمہ: امام الحرمین نے اصولِ فقہ میں ایک انوکھے طرز پر کتاب تصنیف کی، اس میں انہوں نے کسی کی اقتداء نہیں کی (یعنی اپنی اختراعی ترتیب کی تصنیف کی ہے)۔

یہ کتاب اصول فقہ کی چار بنیادی کتابوں میں سے ایک ہے، اس کتاب میں مندرجہ ذیل پانچ عنوانات پر تفصیلی مباحث ہیں:

۱......البيان ۲......الإجماع ۳......القياس ۴......الاستدلال ۵...... الترجيح

علامہ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن علی بن عطیہ ابیاری تلکانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) نے ''**التحقيق والبيان في شرح البرهان**'' کے نام سے اس کتاب کی مفصل شرح لکھی۔ امام الحرمین رحمہ اللہ کی ایک تصنیف ''**الورقات**'' ہے، (۳۱) صفحات پر مشتمل اس رسالے میں امر، نہی، خاص، عام، مجمل، ظاہر، مؤول، نسخ، اجماع، قیاس اور اجتہاد کی تعریفات اور مختصر وضاحت ذکر کی ہے، اس کتاب کی کئی اہل علم نے شروحات لکھی ہیں، دیکھئے تفصیلاً: [2]

۱۵...... أصول البزدوي

علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) فروع واصول، فقہ وحدیث،

---

[1] طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبد الملك بن عبد الله بن يوسف، ج۵ ص۱۹۲

[2] كشف الظنون: ج۲ ص۲۰۰۵

مناظرہ وکلام، وغیرہ تمام علوم میں مہارتِ تامہ حاصل کر کے مرجع خلائق بنے، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

البزدوی الإمام الکبیر، الجامع بین أشتات العلوم، إمام الدین فی الفروع والأصول، له تصانیف کثیرة معتبرة، وکتاب کبیر فی أصول الفقه مشهور بأصول البزدوی معتبر معتمد. [1]

ترجمہ: امام بزدوی (اپنے دور کے) بڑے امام تھے، مختلف علوم کے جامع اور اصول وفروع میں امام تھے، ان کی بہت سی تصانیف ہیں جو معتبر ہیں۔ ان کی اصولِ فقہ میں مشہور کتاب ''أصول البزدوی'' ہے، جو معتبر اور قابلِ اعتماد ہے۔

امام فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ نے جس طرح ایک مشکل عبارت کے اسلوب کو اپنایا تو ان کی عبارت کے فہم میں صعب وعسر کی بناء پر ان کا لقب ''ابوالعسر'' پڑ گیا، مگر دوسری طرف ان کے ایک حقیقی بھائی جن کا نام محمد تھا، انہوں نے بھی اصول اور دیگر فنون میں کتب تالیف کیں مگر اپنے بھائی فخر الاسلام کے برعکس انہوں نے نہایت سلیس، صاف اور واضح عبارتوں میں بات کرنے کے اسلوب کو اختیار کیا، ان کا یہ اسلوب اہل علم کو اتنا آسان لگا کہ ان کا لقب ''ابوالیسر'' رکھا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ فخر الاسلام نے تعلیم اور اس اسلوب کو متعارف کرانے کی غرض سے ایسا کیا ہوا اور پھر انہی کے مشورے سے ان کے بھائی نے نہایت سلیس، صاف اور واضح عبارات میں اصولِ فقہ کے مسائل کو پیش کیا تا کہ دونوں طریقوں پر اصولِ فقہ میں خدمات کا شرف ان کے خاندان کو حاصل ہو جائے۔ علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وللإمام فخر الإسلام البزدوی أخ مشهور بأبی الیسر لیسر تصنیفاته

---

[1] الفوائد البهیة: ص ۱۲۴، ۱۲۵

كما أن فخر الإسلام مشهور بأبي العسر لعسر تصنيفاته. ❶

امام بزدوی رحمہ اللہ کی اصول بزدوی میں موجود روایات کی تخریج علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے "**تخريج الأحاديث من أصول البزدوي**" کے نام سے کی۔ اس کتاب پر لکھی گئی شروحات کی تعداد بیس سے زائد ہے، لیکن سب سے زیادہ معروف، مفصل ومدلل اور محقق شرح علامہ عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) کی "**كشف الأسرار شرح أصول البزدوي**" ہے۔

اس کتاب کی ایک شرح علامہ حسین بن علی المعروف حسام الدین سغناقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) کی "**الكافي شرح البزدوي**" ہے۔ شیخ محمد فخر الدین سید محمد قانت نے اس پر نہایت مفید تحقیق وتعلیق کر کے دکتورہ کی ڈگری حاصل کی ہے، یہ کتاب ۵ جلدوں میں "**مكتبة الرشد**" سے ۱۴۲۲ھ میں طبع ہوئی ہے۔ علامہ قوام الدین امیر کاتب اتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) نے "**الشامل**" کے نام سے مفصل شرح لکھی۔

علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) نے "**التقرير**" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔ ❷

۱۶...... أصول السرخسي

علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے یہ کتاب قید وبند کی صعوبتوں کے زمانے میں کنویں سے زبانی املاء کروائی ہے، کتاب کے مقدمہ میں اس کی صراحت موجود ہے:

---

❶ مفتاح السعادة: ج۲ ص ۱۴۱

❷ الفتح المبين: ج۲ ص ۱۷۲، ۲۰۱/ هدية العارفين: ج۲ ص ۱۷۱/ معجم الأصوليين: ج۱ ص ۲۸۵

قال الشيخ الإمام الأجل الزاهد شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي أملى في يوم السبت سلخ شوال سنة تسع وسبعين وأربع مائة في زاوية من حصار أوزجند.

اس کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات کا قدرے تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے:

امر، نہی، اسبابِ شرائع، عزیمت، رخصت، خاص، عام، الفاظِ عموم، حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ، سبب، رکن، اہلیت، شرط، علت، حروفِ مستعملہ، متواتر، مشہور، خبر واحد، اجماع، بیان کی اقسام، نسخ، افعال النبی، شرائع من قبلنا، استحسان، معارضہ، اہلیتِ اداء وغیرہ اہم موضوعات کو حسنِ ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب دکتور رفیق العجم کی تحقیق کے ساتھ ''قدیمی کتب خانہ'' سے دو جلدوں میں طبع ہے۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ فقیہ تھے، ان کی تصانیف فقہ اور اصول پر محیط ہیں، انہوں نے فقہ کی مشہور وضخیم کتاب ''المبسوط'' اپنے شاگردوں کو اس وقت املاء کرائی جب انہیں ایک کنویں میں قید کر دیا گیا تھا، اس زمانے میں ان کے تلامذہ کنویں کی منڈیر پر جمع ہو جاتے اور بغیر کسی کتاب ومراجع کے املاء کراتے جاتے اور شاگرد لکھتے رہتے۔ شمس الائمہ کو حاکم وقت خاقان نے کنواں نما گڑھے میں قید کیا تھا، ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے ''شرح السير الكبير'' کے مقدمہ میں ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ خاقان نے اپنی کنیز کو آزاد کر کے عدت سے پہلے ہی اس سے نکاح کر لیا تھا، امام سرخسی رحمہ اللہ نے ان کے اس فعل پر اعتراض کیا، جس کی پاداش میں اس ظالم وجابر شخص نے تکبر اور رعونت کے عالم میں ایسی مقدس شخصیت کو نہایت بربریت کے ساتھ قید کر لیا، کئی سال تک آپ اس کنویں میں قید رہے، اسی قید وبند کی صعوبتوں اور تکلیفوں کے دوران آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''المبسوط'' جو تیس (۳۰) جلدوں میں ہے زبانی محض اپنے حافظے سے املاء کروائی۔ کسی نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو تین سو کراسے (یعنی کاپیاں) حفظ تھیں،

آپ نے فرمایا''حفظ الشافعی زکوۃ محفوظی ''یعنی مجھے جتنا یاد ہے امام شافعی کو اس کی زکوۃ یاد تھی۔

علامہ طاش کبری زادہ فرماتے ہیں کہ انہیں بارہ ہزار کاپیاں حفظ تھیں۔❶

۱۷...... المنخول من تعليقات الأصول

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) نے اصولِ فقہ پر مندرجہ ذیل کتب اور رسالے لکھے ہیں:

المنخول، المستصفى، شفاء الغليل، منتخل في علم الجدل، تحصين المأخذ، مأخذ في الخلافيات، مفصل الخلاف في أصول القياس.

''المنخول ''امام غزالی رحمہ اللہ کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے، جو ان کی جوانی کے زمانے کی کتاب ہے۔ابتدائی زمانے میں ان میں مجادلہ، مناظرہ، نکتہ چینی، خود پسندی تھی۔امام غزالی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو اپنی علمی زندگی کے آغاز پر تصنیف کیا اور بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے زمانہ میں اپنے استاد امام الحرمین رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی یہ کتاب لکھ دی تھی، ابتدائی زمانے میں آپ مکمل طور پر دراساتِ فلسفہ کی طرف مائل تھے اور ''مقاصد الفلاسفة ''اور''تهافة الفلاسفة ''جیسی کتب کی تصنیف میں مشغول تھے۔ اس کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں امام غزالی رحمہ اللہ ایک مستقل شخصیت کی روپ میں نظر نہیں آتے بلکہ ان کی حیثیت زیادہ تر اپنے استاد کی آراء کے ناقل ومدافع کی نظر آتی ہے، مگر امام الحرمین رحمہ اللہ سے اس عقیدے وپیروی نے انہیں اپنی رائے کے اظہار سے روک نہیں دیا تھا، وہ''المنخول ''میں ان سے اعراض بھی کرتے ہیں اور ان کے مسلک کے خلاف کو بھی اختیار کرتے ہیں۔اس کتاب میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ

❶مفتاح السعادة: ترجمة: شمس الأئمة السرخسي، ج۲ ص ۱۶۶

اللہ پر سخت قلم چلایا ہے اور آپ کے خلاف بڑے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں، امام غزالی رحمہ اللہ نے ''المنخول'' کے آخر میں ایک فصل کے تحت مذہبِ امام شافعی رحمہ اللہ کی دیگر مذاہب پر تقدیم کی وجہ بیان کی اور پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کا بطلان کیا، جس کی تفصیلات ''المنخول'' میں ''**المسلک الثالث فی الکلام علی مخالفات مالک و أبی حنیفة رحمه الله**'' کے تحت صفحہ (۴۹۹) میں دیکھی جاسکتی ہیں، ان کو غیر مجتہد کہا اور کہا کہ وہ لغت سے ناواقف ہیں، اور انہوں نے جو مسائل فقہیہ بیان کئے وہ غلط ہیں۔ شاید امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ سب اپنے استاد امام الحرمین رحمہ اللہ کے منہج کی پیروی میں کہا، کیونکہ انہوں نے بھی اپنی کتاب ''**مغیث الخلق**'' میں ایسا ہی کیا تھا۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے زندگی کے اواخر میں فقہ حنفی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق ان اعتقادات سے رجوع کرلیا تھا جس کا اظہار ان کی کتب ''**المستصفی**'' اور ''**إحیاء علوم الدین**'' سے ہوتا ہے۔ ''**إحیاء علوم الدین**'' میں آپ نے فرمایا:

وأما أبو حنیفة فلقد کان أیضا عابدا زاهدا بالله تعالی، خائفا منه، مریدا وجه الله تعالی بعلمه.

امام غزالی رحمہ اللہ نے آپ کی عبادت، زہد، خوفِ خدا، خشیت، امانت و دیانت اور شب بیداری کے متعلق اقوال و حکایات بھی نقل کی ہیں، دیکھئے: (1)

''**المنخول**'' میں بعض مباحث نہایت مختصر ہیں جبکہ بعض بہت طویل ہیں، بعض جگہ تعبیرات نہایت سہل ہیں جبکہ بعض مقامات پر نہایت دقیق ہیں، کتاب میں ایک اسلوب نہیں اختیار کیا گیا ہے، ایک ثلث کتاب ان مباحث پر مشتمل ہے جن کا اصولِ فقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، بعض مقامات پر غیر مستند روایات ذکر کی ہیں، جبکہ بعض مقامات پر صحیح

(1) إحیاء علوم الدین: کتاب العلم، الباب الثانی، ج ۱ ص ۲۸، ۲۹

احادیث کو بھی قطعی طور پر کذب قرار دیا ہے:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (توبہ:۸۰)

اس آیت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''سأزيده على السبعين'' تو امام غزالی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جھوٹ لکھا ہے:

على أن ما نقل في آية الاستغفار كذب قطعا، إذا الغرض منه التناهي في تحقيق اليأس من المغفرة فكيف يظن برسول الله صلى الله عليه وسلم ذهولة. ❶

''سأزيده على السبعين'' کے حدیث نہ ہونے کے بارے میں امام غزالی رحمہ اللہ کو وہم ہوا ہے حالانکہ یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، دیکھئے۔ ❷

۱۸ ...... المستصفی

امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی یہ کتاب اصول فقہ پر لکھی گئی ارکانِ اربعہ میں سے ایک کتاب ہے، جس پر اس فن کے لکھنے والوں نے بنیاد رکھی، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اس کتاب کو اصول فقہ کی بنیادی کتب میں شمار کیا ہے۔ ❸

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی علمی زندگی کے آخری زمانہ میں اس کو تالیف کیا، جس کی وجہ

---

❶ المنخول: كتاب المفهوم، ص ۲۹۶

❷ صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب قوله: استغفر لهم او لا تستغفر لهم...... إلخ، ج۶ ص۶۷، رقم الحديث: ۴۶۷۰

❸ مقدمة ابن خلدون: ص ۴۵۵

سے یہ آپ کے علمی تجربہ کا نچوڑ ہے، جب آپ نے نیشا پور بغداد میں دوبارہ تدریس کا آغاز کیا تو یہ کتاب تالیف کی، اس کتاب کے مقدمہ سے یہ ہی ظاہر ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

ثم ساقني قدر الله تعالى إلى معاودة التدريس و الإفادة، فاقترح علی طائفة من محصلی علم الفقه تصنيفا فی أصول الفقه. ❶

اس کتاب میں آپ مستقل شخصیت کے مالک نظر آتے ہیں اور اپنی آراء بھی ذکر کرتے ہیں اور اس میں آپ اپنے استاذ امام الحرمین رحمہ اللہ کے اقوال کے ساتھ چمٹے ہوئے نظر نہیں آتے بلکہ بالکل آزاد نظر آتے ہیں۔ یہ کتاب حد درجہ اختصار اور طبیعت پر گراں گزرنے والی طوالت سے پاک ہے، اس میں ان دونوں کے درمیانی راستہ کا انتخاب کیا گیا ہے، اس میں ''المنخول'' کی طرح حد درجہ اختصار نہیں اور نہ ہی ''تهذيب الأصول'' کی طرح طوالت ہے، امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اقترح علی طائفة من محصلی علم الفقه تصنيفا فی أصول الفقه، اصرف العناية فيه إلى التلفيق بين الترتيب والتحقيق وإلى التوسط بين الإخلال والإملال على وجه يقع فی الفهم دون كتاب "تهذيب الأصول" لميله إلى الاستقصاء والاستكثار، وفوق كتاب المنخول لميله إلى الإيجاز والاختصار فأجبتهم إلى ذلک مستعينا بالله وجمعت فيه بين الترتيب والتحقيق لفهم المعانی. ❷

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''المستصفی'' کو ایک مقدمہ اور چار اقطاب پر مرتب کیا، مقدمہ تمہید کی مانند ہے، چار اقطاب مقصود کے خلاصہ وذکر پر مشتمل ہیں۔ اصولِ فقہ کی اس کتاب کا مقدمہ منطق کے متعلق ہے، آپ کی رائے یہ ہے ''من لا يحيط بها فلا ثقه

❶ المستصفی: مقدمة، ص ۴ ❷ المستصفی: مقدمة، ص ۴

بعلومہ أصلا'' جو اس منطقی مقدمہ کا احاطہ نہ کرے اس کے علم کا اہل علم کے یہاں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ اس کتاب کے مسائل بیان کرنے میں توازن نہیں رکھ پائے، بعض مسائل اور ان کے اعتراضات و جوابات اور شبہات کے ازالہ میں بھی طویل بحث کرتے ہیں، مثلاً قیاس کے مانعین کے شبہات کے ازالہ کے وقت ان کی یہی کیفیت نظر آتی ہے، جبکہ بعض مسائل کے بیان میں وہ انتہائی اختصار اور دقت سے کام لیتے ہیں، مثلاً مطلق و مقید کی مکمل بحث، اس کے مسائل و تشریح کو صرف نصف صفحہ میں بیان کر دیا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''المستصفی''میں ان آراء سے بھی گریز کیا جو گوشہ نشینی کے زمانے میں اختیار کی تھیں جب آپ عبادت و ریاضت میں مگن تھے اور تصوف کا غلبہ تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''المستصفی'' کو اپنی وفات سے ایک سال قبل یعنی ۵۰۴ہجری میں تصنیف کیا۔ یہ کتاب محمد عبد السلام عبد الشافی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۱۳ھ میں ''دار الکتب العلمیة'' سے شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب پر لکھی گئی شروحات، تعلیقات اور اختصارات کے لئے دیکھئے: [1]

اس کتاب کا معروف اختصار علامہ ابن رشد رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۵ھ) نے ''مختصر المستصفی'' کے نام سے کیا، جس کا تعارف ان شاء اللہ آگے آرہا ہے۔

۱۹ ...... الواضح فی أصول الفقه

امام ابو الوفاء بن عقیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۳ھ) نے ابو یعلی بن الفراء سے تفقہ حاصل کیا اور ابو الولید معتزلی سے اصول کی تعلیم حاصل کی، شروع میں مذہب معتزلہ کی جانب میلان رکھتے تھے بعد میں مذہب حنابلہ کو اختیار کر لیا، مگر اس کے باوجود بھی ان کے عقیدہ میں مذہب معتزلہ کا اثر باقی رہا، اپنے زمانے کے ''قطب الاعلام'' تھے۔ یہ کتاب تین

[1] کشف الظنون: باب المیم، ج ۲ ص ۱۶۷۳، ۱۶۷۴

قسموں پر مشتمل ہے:

القسم الأول: أصول الفقه، القسم الثانی: فی الجدل، القسم الثالث: مسائل الخلاف.

اصول فقہ کے مباحث نہایت تفصیل کے ساتھ فصول کی ترتیب پر قسم ثالث کے تحت ذکر کی ہیں، یہ کتاب دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی کی نہایت گراں قدر تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۴۲۰ھ میں پانچ جلدوں میں ''**مؤسسة الرسالة**'' سے شائع ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب ''**الفنون**'' ہے جس میں فقہ، اصول فقہ، علم کلام اور بہت سے علوم سے کثیر و عظیم فوائد جمع کئے، یہ کتاب ۴۰۰ سے زائد جلدوں پر مشتمل تھی، دنیا میں اس سے بڑی کوئی کتاب نہیں ہے:

لا تصنيف فی الدنيا أكبر من هذا الكتاب. ❶

۲۰...... المنهاج فی الأصول

علامہ جاراللہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی تصنیفات میں زیادہ معروف تفسیر کشاف ہے، باوجود تلاش کے مجھے ان کی کتاب ''**المنهاج فی الأصول**'' کہیں سے دستیاب نہیں ہوئی، البتہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❷

۲۱...... مختصر المستصفی

امام ابوالولید محمد بن رشد مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۵ھ) اپنے وقت کے ایک بلند پایہ عالم تھے، فقہاء اور قضاۃ کے گھرانے میں نشو و نما پائی، آباء و اجداد مالکی مذہب کے ائمہ میں

❶ إيضاح المكنون: ج۳ ص۸۵/ هدية العارفين: ج۵ ص۶۹۵/ الفتح المبين: ج۲ ص۱۲، ۱۳/ سير أعلام النبلاء: ج۱۹ ص۴۴۵

❷ كشف الظنون: ج۲ ص۱۸۷۷

سے تھے، علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب کا اختصار کیا ہے، اور مزید اضافات بھی کئے ہیں، علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے "مختصر المستصفی" کے مقدمہ میں اس کتاب کے لکھنے کا سبب ان الفاظ میں بیان کیا:

فإن غرضي في هذا الكتاب أن أثبت لنفسي على جهة التذكرة من كتاب أبي حامد في أصول الفقه المقلب بالمستصفى جملة كافية بحسب الأمر الضروري في هذه الصناعة. ❶

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے منہج اصولیہ کے میدان میں امام غزالی رحمہ اللہ کی نص پر اضافہ کر کے اس کی تہذیب و تکمیل کی۔ علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے اپنی اس مختصر میں "طریقة المتکلمین" اور "طریقة الفقهاء" کے بجائے ایک تیسرا طریقہ اپنایا جس کو "طریقة الفلاسفة" کا نام دیا جا سکتا ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے دو بنیادی امور ہیں جن میں دونوں کی مختلف آراء ہیں:

(ا) علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے منطق کو اصول فقہ میں داخل کرنے کی وجہ سے امام غزالی رحمہ اللہ پر اعتراض کیا۔ موصوف فرماتے ہیں:

ونحن فلنترك كل شيئ إلى موضعه، فإن من رام أن يتعلم أشياء أكثر من واحد في وقت واحد لم يمكنه أن يتعلم ولا واحدا منها. ❷

ترجمہ: ہم ہر شی کو اس کے مناسب و موزوں موقع کے لئے چھوڑ دیں اور جو چاہے کہ ایک وقت میں ایک سے زائد اشیاء سیکھے تو ان (سب) کا سیکھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہوگا اور وہ ایک بھی نہیں سیکھ سکے گا۔

---

❶ مختصر المستصفی: ص ۳۴

❷ مختصر المستصفی: مقدمة المصنف، ص ۳۸

(۲) فقہی نظریات وافکار کے اظہار میں دونوں ایک دوسرے سے جداگانہ طریقہ اختیار کرتے ہیں، کیونکہ ایک شافعی ہے اور دوسرا مالکی، یہ کتاب درحقیقت اختصار نہیں بلکہ جگہ جگہ امام غزالی رحمہ اللہ کے ساتھ مناظرہ ومناقشہ معلوم ہوتا ہے، علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے اس کتاب کو ۵۵۲ ہجری میں تالیف کیا، یہ ان کی ابتدائی مؤلفات میں سے ہے، اس کتاب کا ذکر علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے اپنی ایک اور کتاب ''بداية المجتهد'' میں کیا اور کہا:

وقد تكلمنا في العمل (عمل أهل المدينة) وقوته في كتابنا في الكلام الفقهي وهو الذي يدعى بأصول الفقه. ❶

محمد بن علی بن عفیف رحمہ اللہ نے علامہ ابن رشد رحمہ اللہ کی ''مختصر المستصفى'' کی ۶۰۶ھ میں تلخیص کی ہے۔ ❷

۲۲...... منهاج الوصول إلى علم الأصول

علامہ ابن جوزی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم محدث، فقیہ، واعظ، مؤرخ اور بہت سے علوم میں یدِ طولیٰ رکھنے والے تھے، فقہ کی تعلیم ابن زاغونی وغیرہ سے حاصل کی، خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا جن کا شمار ممکن نہیں، آپ کی مجلس وعظ میں تقریباً دس ہزار سامعین ہوتے تھے۔ آپ کی مؤلفات کی تعداد (۳۴۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، اصول فقہ پر ''منهاج الوصول إلى علم الأصول'' تصنیف کی، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❸

لیکن مجھے یہ کتاب نہیں ملی۔

❶ بداية المجتهد ونهاية المقتصد: كتاب الصلاة، الباب الأول، ج ۱ ص ۱۰۹

❷ مختصر المستصفى لابن رشد: مقدمة، ص ۶۷

❸ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۸۷۹

۲۳...... المحصول من أصول الفقه

امام فخر الدین رازی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ٦٠٦ھ) مفسر، فقیہ، اصولی، متکلم، ادیب، شاعر، حکیم، فیلسوف اور فلکی تھے، آپ امراء وعلماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے، فقہ واصول کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، حصولِ علم کے لئے خوارزم، ماوراء النہر اور خراسان کے سفر کئے، آپ کی اصول فقہ اور اُن پر متعلقات پر درج ذیل کتب ورسائل کے نام ملتے ہیں:

إبطال القياس، إحكام الأحكام، الجدل، رد الجدل، الطريقة في الجدل، الطريقة العلائية في الخلاف، عشرة آلاف نكتة في الجدل، المحصل في أصول الفقه، المعالم في أصول الفقه، المنتخب (أو) منتخب المحصول، النهائية البهائية في المباحث القياسية، أسرار التنزيل و أنوار التأويل، كتاب أحكام الأحكام، المحصول من أصول الفقه.

''**إبطال القياس**'' اس کتاب کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قیاس کے انکار پر ہے اسی وجہ سے مولانا عبدالسلام ندوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''امام رازی'' میں لکھا کہ یہ کتاب قیاس کے بطلان میں ہے اور نامکمل ہے۔ ❶

مگر درست بات یہ ہے کہ اس بارے میں امام رازی رحمہ اللہ کا موقف واضح ہے وہ قیاس کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ ''**المحصول**'' میں وہ قیاس کے بارے میں علماء کے مختلف مذاہب ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں، آخر میں اپنا مسلک وموقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والذى نذهب إليه وهو قول الجمهور من علماء الصحابة و التابعين أن القياس حجة في الشرع. ❷

❶ امام رازی: ص ۴۴

❷ المحصول من أصول الفقه: الكلام في القياس، المسألة الثالثة، ج٥ ص ٢٦

اسی طرح ''تفسیر کبیر'' بھی میں امام رازی رحمہ اللہ سے قیاس کا شرعی حجت ہونا ہی ظاہر ہوتا ہے، مثلاً وہ آیت ''فاعتبروا یا أولی الأبصار'' کے تحت فرماتے ہیں:

اعلم أنا قد تمسكنا بهذه الآية في كتاب المحصول من أصول الفقه على أن القياس حجة فلا نذكره ههنا. [1]

امام رازی رحمہ اللہ کی اصول فقہ یا اُن کے متعلقات پر لکھی گئی کتابوں میں مجھے صرف اُن کی دو کتابیں ''المحصول'' اور ''المعالم'' ملی ہیں، بقیہ شاید کوئی کتاب مطبوعہ نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

امام رازی رحمہ اللہ کی ''المحصول'' اصول فقہ کی اہم کتب میں سے ہے، اور اس کو شہرت بھی حاصل رہی، شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ امام رازی رحمہ اللہ نے اس فن میں سابقین سے جو کچھ منقول تھا سب کو اس میں جمع کر دیا، اور امام رازی رحمہ اللہ کے بعد جو اس فن میں لکھا گیا وہ اس سے منتخب اور محصول تھا، بالفاظ دیگر ''المحصول'' اصول فقہ کی ان اہم ترین کتب سے ماخوذ ہے جو امام رازی رحمہ اللہ سے قبل تعبیر کے افصح اسالیب اور ترتیب وتہذیب کے اعلیٰ طرق پر لکھی گئی تھیں، امام رازی نے صرف نقل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی آراء کا اضافہ کیا اور پھر ان افکار و آراء سے بہترین نتائج نکالے۔ یہ کتاب طٰہ جابر فیاض علوانی، عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ طبع ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو ۵۷۶ھ میں صرف ۳۲ سال کی عمر میں لکھا، امام رازی رحمہ اللہ کا ماخذ چار کتابیں ہیں ''العمد، المعتمد، البرهان، المستصفى'' اس کتاب کی جامعیت اور افادیت نے کافی حد تک متقدمین سے بے نیاز کر دیا ہے، اس میں سابقہ کتب کی وہ تمام مباحث تہذیب وترتیب کے ساتھ ہیں جن کی اصول فقہ پڑھنے

[1] التفسير الكبير: سورة الحشر آیت نمبر۲ کے تحت، ج ۲۹ ص ۵۰۱

پڑھانے والوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر تفصیلی مباحث ہیں:

حکم شرعی کی وضاحت، احکام شرعیہ کی تقسیم، اشیاء میں حسن وقبح، قبل الشرع اشیاء کا حکم، لغت، امر، نہی، عام، خاص، عام میں تخصیص، مجمل، مبین، مطلق، مقید، عصمت انبیاء، افعالِ رسول، ناسخ منسوخ، اجماع کی حجیت، مراتب، اجماع کا حکم، متواتر، مشہور اور خبر واحد پر تفصیلی گفتگو، مقدماتِ ترجیح، اجتہاد کی حقیقت، مجتہد کی ذمہ داریاں، مفتی ومستفتی سے متعلق تین اقسام پر مشتمل تفصیلی مباحث اور دیگر بھی کئی مفید مضامین عام فہم انداز میں جامعیت کے ساتھ یکجا ہیں۔ اس کتاب پر کثرت کے ساتھ شروحات، تعلیقات اور اختصارات لکھے گئے، تفصیلاً دیکھئے: [1]

اس کتاب کی معروف ومتداول شروحات دو ہیں:

۱...... "**نفائس الأصول في شرح المحصول**" علامہ شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۴ھ) نے تیس کتابوں سے استفادہ کر کے (۴۱۲۱) صفحات پر مشتمل ایک علمی ومحققانہ شرح لکھی، مصنف ایک جید مالکی عالم ہیں، آپ کی تین تصانیف اہل علم کے درمیان معروف ہیں:

(۱) **أنوار البروق في أنواء الفروق** (۲) **الذخيرة** (۳) **الإحكام في تمييز الفتاوى عن الأحكام وتصرف القاضي والإمام**، علامہ قرافی رحمہ اللہ کی "**نفائس الأصول**" شیخ عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ نو جلدوں میں "مکتبہ نزار مصطفی الباز" سے ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوئی ہے، نیز موصوف نے "**تنقيح الفصول**" کے نام سے "**المحصول**" کا اختصار بھی کیا ہے۔

---

[1] کشف الظنون: ج۲ ص ۱۶۱۵، ۱۶۱۶

(۲) "نهاية الوصول إلى علم الأصول" علامہ محمد بن عبدالرحیم بن محمد ارموی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۵ھ) یہ شرح صالح بن یوسف اور سعد بن کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں "مكتبة التجارية" مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ تاج الدین ارموی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) نے "المحصول" کا اختصار "الحاصل من المحصول" کے نام سے کیا، یہی "الحاصل" قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) کی "منهاج الوصول" کا ماخذ ہے، "الحاصل" عبدالسلام محمود ابو ناجی کی تحقیق کے ساتھ "جامعہ یونس" سے ۱۹۹۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۲۴...... المعالم في أصول الفقه

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے امام رازی رحمہ اللہ کی اصول فقہ پر تصانیف میں صرف دو کتابوں کا ذکر کیا ہے:

"وفي أصول الفقه المحصول و المعالم" ❶

علامہ طاش کبری زادہ اور حاجی خلیفہ رحمہما اللہ نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا۔ ❷

علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۹ھ) نے اس کتاب کا اختصار "اختصار المعالم في الأصول" کے نام سے کیا۔

"المعالم" کے رد پر کتاب ابوالمطرف احمد بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن عُمیرہ (متوفی ۶۵۸ھ) نے "رد على كتاب المعالم للإمام فخر الدين الرازي" تالیف کی۔ امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد خزرجی انصاری (متوفی ۷۰۹ھ) نے "رفع المظالم من كتاب المعالم" کے نام سے کتاب لکھی، دراصل یہ کتاب ابوالمطرف بن عمیرہ رحمہ

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: فخر الدين الرازي، ج ۴ ص ۲۴۹

❷ مفتاح السعادة: ۲/ ۵۹۹/ كشف الظنون: ۲/ ۱۷۲۶، ۱۷۲۷

اللہ کی کتاب ''رد علی کتاب المعالم'' کا جواب ہے، امام ابوالمطرف رحمہ اللہ نے امام رازی رحمہ اللہ کی ''المعالم'' پر اعتراضات کیے، امام ابواسحاق انصاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھ کر امام رازی رحمہ اللہ کا دفاع کیا، اور ان اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے، کتاب کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ❶

امام رازی رحمہ اللہ ''المعالم'' میں حد درجہ اختصار سے کام لیتے ہیں، اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ اس عبارت میں مطلوب بھی مکمل ادا ہو جائے اور اس کا کوئی پہلو چھوٹنے بھی نہ پائے، یہ کتاب دس ابواب پر اور ہر باب مسائل پر مشتمل ہے:

پہلا باب لغات کی بحث میں ہے، اس کے تحت نو مسائل لائے ہیں، پہلا مسئلہ تقسیمات الفاظ میں ہے۔

دوسرا باب اوامر و نواہی کے بیان میں ہے، اس کے ضمن میں بیس مسائل پیش کیے ہیں۔

تیسرا باب عام خاص کے بیان میں ہے، جس کے تحت دس مسائل ذکر کیے، پہلا مسئلہ مطلق و عام کے مابین فرق میں ہے۔

چوتھا باب مجمل و مبیّن کی بحث میں ہے۔

پانچواں باب افعال میں ہے جو دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

چھٹا باب نسخ سے متعلق ہے، اس کے تحت چار مسائل ذکر کیے، پہلا مسئلہ اس میں ہے کہ نسخ کے جواز پر مسلمانوں کا اتفاق ہے جبکہ یہود نے اس کی مخالفت کی ہے۔

ساتواں باب اجماع سے متعلق ہے اس کے ضمن میں چار مسائل بیان کیے، پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ امت کا اجماع حجت ہے نظام و خوارج کا اس میں اختلاف ہے۔

آٹھواں باب اخبار کے بیان میں ہے جو دس مسائل پر مشتمل ہے، پہلے مسئلے میں یہ

---

❶ الدیباج المذھب: ص ۱۴۷ / معجم الأصولیین: ج ۱ ص ۴۸

ہے کہ جمہور کے مطابق خبر صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہے، مگر امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ باطل ہے۔

نواں باب قیاس کی بحث میں ہے جو آٹھ مسائل پر محیط ہے۔

دسواں باب کتاب کا آخری باب اس علم کے بقیہ مباحث پر کلام کے لئے مختص ہے جس میں صرف تین مسائل ہیں۔

یہ کتاب شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد معوض کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۴۱۴ھ میں ''دار المعرفة'' قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۵...... روضة الناظر وجنة المناظر

علامہ ابن قدامہ المقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) اپنے زمانے کے مشہور فقیہ و محدث تھے اور کئی فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ حنبلی فقہ کی مشہور کتاب ''المغني في شرح مختصر الخرقي'' دس جلدوں میں تالیف کی، نیز چار جلدوں میں ''الكافي في فقه الإمام أحمد'' تالیف کی، آپ کی تصنیفات میں ''التوابين'' اور ''الرقة والبكاء'' بھی اہل علم کے درمیان معروف ہے۔ کثیر الصیام والقیام تھے، اسی برس کی عمر میں عید الفطر کے دن انتقال ہوا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ما دخل الشام بعد الأوزاعي أفقه من ابن قدامة.

امام ابوبکر محمد بن معالی بن غنیمہ بغدادی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ما أعرف أحدا في زماننا أدرك درجة الاجتهاد إلا الموفق.

یہ کتاب حنبلی مذہب کے اصولِ فقہ پر مشتمل ہے، اس کتاب کا آغاز مقدماتِ منطقیہ سے ہوتا ہے، یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے:

الباب الأول: فی حقیقة الحکم و أقسامه

الباب الثانی: فی أدلة الأحکام

الباب الثالث: النسخ

الباب الرابع: الأصل الثانی من الأدلة سنة النبی صلی اللہ علیه وسلم

پھر اس کے بعد اجماع، قیاس اور اجتہاد سے متعلق تفصیلی مباحث ذکر کئے ہیں۔

نہایت علمی و تحقیقی معلومات پر مشتمل یہ کتاب دو جلدوں میں ''مؤسسة الرسالة'' سے شائع ہوئی ہے۔ راقم کی رائے کے مطابق فقہ کے طالب علم کے لئے مصنف کی ان دو کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری ہے:

۱ ...... المغنی ۲ ...... روضة الناظر

اس کتاب کی مفید شرح شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ بدران دمشقی کی ''نزهة الخاطر العامر'' ہے، جو اصل کتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ نیز علامہ نجم الدین طوفی صرصری رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۶ھ) نے ''روضة الناظر'' کا اختصار ''مختصر روضة الموفق فی الأصول علی طریقه ابن الحاجب'' کے نام سے کیا، پھر اس اختصار کی شرح علامہ احمد ابراہیم بن نصر اللہ عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۶ھ) نے ''شرح مختصر الطوفی'' کے نام سے کی۔ ❶

۲۶ ...... الإحکام فی أصول الأحکام

علامہ سیف الدین الآمدی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) فقیہ اور اصولی تھے، شروع میں حنبلی تھے پھر بغداد جا کر شافعی مسلک اپنایا، آپ کی تصانیف میں زیادہ معروف ''الإحکام فی أصول الأحکام'' ہے۔

❶ الفتح المبین: ج۲ ص ۱۲۰، ۱۲۱ / معجم الأصولیین: ج ۱ ص۷۸، ۷۹

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ان چار کتابوں کا اختصار ہے، جو اِس فن کی امہات کتابیں ہیں یعنی عبد الجبار کی ''**العمد**'' ابوالحسین البصری کی ''**المعتمد**'' امام الحرمین کی ''**البرھان**'' اور امام غزالی کی ''**المستصفی**'' کا۔ ❶

''**الإحکام**'' میں انہوں نے اولاً کلامی ولغوی مبادیات بیان کئے، لفظ کی انواع اور اس کی حقیقت پر کلام کیا، پھر مبادیاتِ فقہ اور احکام شرعیہ اور حکم کی اقسام اور ادلّہ احکام پر گفتگو کی، پھر عام، خاص، دلالت، مفہوم وتخصیص اور ان کی انواع پر بحث کی، مطلق، مقید، مجمل، ناسخ ومنسوخ، قیاس کی اقسام وانواع اور پھر شافعیہ وغیرہ کے نزدیک حدود وکفارات کے قیاس سے اثبات پر بحث کی، پھر استصحاب، قولِ صحابی، استحسان، مصالح مرسلہ اور اجتہاد وتقلید پر گفتگو کی۔

یہ کتاب بنیادی طور پر چار قواعد پر مشتمل ہے:

القاعدة الأولی فی تحقیق مفهوم أصول الفقه و موضوعه و غایته و ما منه استمداده.

القاعدة الثانیة فی بیان الدلیل و أقسامه و ما یتعلق به من أحکامه.

القاعدة الثالثة فی المجتهدین و أحوال المفتین و المستفتین.

القاعدة الرابعة فی الترجیحات.

علامہ آمدی رحمہ اللہ ۶۲۵ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) کی ''**المحصول**'' اور علامہ آمدی رحمہ اللہ کی ''**الإحکام**'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فابن الخطیب أمیل إلی الاستکثار من الأدلة و الاحتجاج و الآمدی

❶ مقدمة ابن خلدون: ص ۴۵۵

مولع بتحقيق المذاهب وتفريع المسائل. ❶

ترجمہ: ابن الخطیب (امام رازی) نے ادلہ کثرت سے بیان کئے اور ان پر استدلال واحتجاج کا رنگ غالب رہا، علامہ آمدی کو تحقیقِ مذاہب سے بڑی وابستگی رہی اور وہ تخریج مسائل کی طرف زیادہ مائل رہے۔

یہ کتاب عبدالرزاق عفیفی کی تحقیق سے ''**المكتب الإسلامي**'' دمشق سے چار جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔

۲۷...... المنتخب الحسامي

علامہ حسام الدین حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۴ھ) فقیہ اور اصول وفروع کے امام تھے، آپ کی تصانیف میں ''**المنتخب الحسامي**'' اصول فقہ کی اہم ترین کتاب ہے، جس کا شمار جامع اور مشکل متون میں ہوتا ہے، بہت سے مسائل کو مختصر عبارت میں بیان کرنا مصنف کی امتیازی خصوصیت ہے، اسی لئے اس پر کثرت سے شروح اور حواشی لکھے گئے ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

له المختصر في أصول الفقه المعروف بالمنتخب الحسامي...... وقد طالعت مختصره المعروف بالمنتخب الحسامي نسبة إلى لقبه حسام الدين وهو مختصر متداول معتبر عند الأصوليين، قد شرحه جمع غفير من الفقهاء و الكاملين. ❷

ترجمہ: اصول فقہ میں ان کی ایک مختصر (کتاب ہے) جو ''**المنتخب الحسامي**'' کے نام سے معروف ہے، میں نے ان کے مختصر کا جو اُن کے لقب حسام الدین کی نسبت سے

❶ مقدمة ابن خلدون: ص ۴۵۵

❷ الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن محمد بن عمر حسام الدين، ص ۳۱۰

''المنتخب الحسامی'' کے نام سے معروف ہے مطالعہ کیا،ان کی کتاب اصولیین کے ہاں متداول اور معتبر ہے،فقہائے کاملین میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کی شرحیں لکھیں۔

اس کتاب پر لکھی گئی شروحات میں دو شرحیں زیادہ معروف ہیں:

ا......علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) کی ''التحقیق'' یا ''غایة التحقیق''

۲......علامہ امیر کاتب اتقانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۹ھ) کی ''التبیین شرح مختصر الحسامی''

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان دونوں شروحات کا مطالعہ کیا ہے:

وقد طالعت من شروحه شرح أمير كاتب الاتقانى المسمى ''التبيين'' وشرح عبد العزيزى البخارى المسمى ''التحقيق'' [1]

اس کتاب پر لکھے گئے حواشی میں دو حاشیے زیادہ معروف ہیں،ایک حاشیہ علامہ عبد الحکم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) کا ہے۔[2]

ایک حاشیہ مولانا عبدالحق بن محمد میر دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۴ھ) کا ''النامی شرح الحسامی'' کے نام سے ہے،جو اصل کتاب کے ساتھ بطورِ حاشیہ کے طبع ہے۔

۲۸ ...... منتهى السول والأمل فى علم الأصول والجدل

علامہ ابن حاجب مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۶ھ) فقیہ،اصولی،متکلم،محقق،شاعر وادیب تھے،شام و دمشق کے کئی سفر کئے۔۶۱۷ ہجری میں آخری بار دمشق آئے اور تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ نے اصولِ فقہ کی تعلیم شارح ''البرھان

[1] الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن محمد بن عمر حسام الدين، ص ٣١٠

[2] معجم الأصوليين: ج٢ ص١٦٧

لـلجوینی ''امام ابوالحسن الابیاری مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۸ھ) سے حاصل کی۔ علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلے ''منتھی السول و الأمل'' تالیف کی، پھر اس کا اختصار ''مختصر المنتھی'' کے نام سے کیا، دونوں کتابیں ہر زمانے میں شارحین وغیرہ کے لئے توجہ کا مرکز رہیں اور ان پر کثرت سے شروح، حواشی و تعلیقات وغیرہ لکھے جاتے رہے۔

علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلے ''منتھی السول'' تالیف کی اور پھر تقریباً ایک چوتھائی حذف کر کے اسے علامہ آمدی رحمہ اللہ کی ''الإحکام'' کی ترتیب پر مختصر کیا۔ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے قطب الدین محمود شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کے حوالے سے ذکر کیا ہے، ''مختصر المنتھی'' تالیف کرنے کی وجہ وہ خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

لما رأيت قصور الهمم عن الإكثار، وميلها إلى الإيجاز والاختصار، صنفت مختصرا في أصول الفقه. ثم اختصرته على وجه بديع وينحصر في المبادي والأدلة السمعية والاجتهاد والترجيح. ❶

ترجمہ: جب میں نے دیکھا کہ طوالت سے ہمتیں پست ہوگئی ہیں، اور طبیعتیں اختصار و ایجاز کی طرف مائل ہوگئی ہیں، تو میں نے اصولِ فقہ پر ایک مختصر کتاب تصنیف کی، میں نے اس کا اختصار انوکھے انداز پر کیا، یہ کتاب مبادیات، ادلّہ سمعیہ (قرآن وسنت) اجتہاد اور ترجیح پر مشتمل ہے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس مختصر کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وهو مختصر غريب في صنعه، بديع في فنه، لغاية إيجازه يضاهي الإلغاز، ولحسن إيراده يحاكي الإعجاز واعتنى بشأنه الفضلاء. ❷

❶ كشف الظنون: ۲/ ۱۸۵۳

❷ كشف الظنون: ج۲ ص۱۸۵۳

ترجمہ: یہ مختصر ایک بے مثل کتاب ہے اور اس فن میں انتہائی اختصار کے باوجود معمہ کے مشابہ ہونے اور اکتاہٹ پیدا کرنے والے بیان سے پاک ہے اور اس کا پرکشش انداز فضلاء کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔

ان دونوں کتابوں پر لکھے گئے حواشی، شروحات، اختصارات وتعلیقات کا تفصیلاً تذکرہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ''کشف الظنون'' کے چار صفحات میں کیا ہے، دیکھئے: ❶

۲۹...... المسودة فی أصول الفقه

علامہ عبدالسلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۲ھ) مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، مقری اور نحوی تھے، آپ فقہ واصول سمیت متعدد علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے، اصول فقہ میں ''المسودة'' کے نام سے آپ کی کتاب موجود ہے، بعد میں ان کے صاحب زادہ علامہ عبد الحلیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۲ھ) اور پوتے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اس میں اضافے کئے، مذکورہ تینوں حضرات کی تحریر کردہ ''المسودة'' کی جمع، ترتیب وتبییض کا کام شیخ الاسلام کے ایک شاگرد شہاب الدین ابو العباس احمد بن احمد الحرانی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۵ھ) نے انجام دیا۔ ''المسودة'' شیخ شہاب الدین کی تبییض کے ساتھ ''دار الکتاب العربی'' بیروت سے ایک جلد میں طبع ہے، اس کتاب پر محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق ہے۔

''المسودة'' امتیازی خصوصیات کی حامل ایک بہترین کتاب ہے، اس کی دو امتیازی خصوصیات نمایاں ہیں:

(ا) مختلف فیہ مسائل میں اقوال تحقیق کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جس سے ایک طرف تو اس فن میں ان کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ایک ہی لحظہ میں ان

❶ کشف الظنون: باب المیم، ج۲ ص۱۸۵۳ تا ۱۸۵۷

کی قوت وضعف کا اندازہ کرنے میں مدد حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) علمائے اصول نے جو "تحریر محل النزاع" کی اصطلاح استعمال کی یہ کتاب اسی موضوع پر دکھائی دیتی ہے کیونکہ وہ ائمہ ثلاثہ کے مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں، اس میں علماء کے مذاہب کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، پھر نفس موضوع پر لگاتار ایک مسئلہ کے بعد دوسرا مسئلہ لاتے ہیں اور ہر مسئلہ میں مختلف علماء کے اقوال فرق کے ساتھ پیش کرتے چلے جاتے ہیں، اور اس موضوع پر مسائل پورے ہونے کے ساتھ ہی اقوال کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے، اور مراد معلوم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں ان دقیق مقامات کی تعیین آسانی سے ہو جاتی ہیں جہاں اصحابِ اقوال کا اتفاق واختلاف واقع ہوا ہو۔

اس کتاب میں ہر بحث کو "مسئلہ" کے عنوان کے ساتھ ذکر کیا ہے، عنوانات کی کثرت کی وجہ سے مطلوبہ بات بآسانی مل جاتی ہے، ہر بحث کے ذیل میں متقدمین اصولیین کے اقوال ذکر کرتے ہیں، ائمہ اربعہ کے متبعین کے اقوال، مختلف فیہ مسائل دلائل سے ذکر کرتے ہیں، بسا اوقات اپنی آراء بھی ذکر کرتے ہیں، کتاب کا انداز نہایت عام فہم ہے، اہل علم حضرات کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

۳۰...... الحاصل من المحصول فی أصول الفقه

قاضی تاج الدین الارموی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ یا ۶۵۶ھ) فقیہ، اصولی، منطقی اور فلسفی تھے۔ کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے، امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ آپ کے استاذ ہیں، آپ کی تصانیف میں "الحاصل من المحصول فی أصول الفقه" زیادہ معروف ہے، مصنف نے اپنی اس کتاب میں امام رازی رحمہ اللہ کی کتاب "المحصول" کا اختصار کیا ہے۔

اس کتاب میں ان مسائل اصولیہ کو جمع کیا گیا ہے جس کی ہر عالم و متعلم کو احتیاج ہوتی ہے۔ یہ کتاب مختصر و موجز ہونے کے باوجود علمی فوائد سے پُر ہے، امام ارموی رحمہ اللہ نے ذی الحجہ ۶۱۴ھ میں اس کتاب کی تالیف کو مکمل کیا۔ امام رازی رحمہ اللہ کی ''**المحصول**'' اصول فقہ کی چار اساسی کتب ''**البرهان للجويني، المستصفى للغزالي، العمد لعبد الجبار، المعتمد لأبي الحسين البصري**'' کا نچوڑ ہے۔ تو ''**الحاصل**'' دراصل ''**المحصول**'' کا خلاصہ ہے، اس طرح ''**الحاصل**'' نے ان چاروں کتبِ بالا سے بالواسطہ اثرات قبول کئے۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۵ھ) کی کتاب ''**منهاج الوصول إلى علم الأصول**'' کا ماخذ یہ ''**الحاصل**'' ہے۔ بعد میں آنے والے اہل علم حضرات نے زیادہ تر توجہ کا مرکز قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کی ''**منهاج الوصول**'' کو بنایا اور اُس کے ماخذ ''**الحاصل**'' کے ساتھ اس قدر اعتناء نہیں کیا گیا، اس لئے یہ اہل علم حضرات کے درمیان زیادہ معروف نہ ہوسکی۔

۱۳...... التحصيل من المحصول

علامہ سراج الدین الارموی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۲ھ) فقیہ، اصولی، جدلی، شاعر اور متکلم تھے۔ آپ کی اصول پر تصانیف میں ''**التحصيل من المحصول، رسالة في أمثلة التعارض في أصول الفقه، أسئلة أوردها القاضي محمود بن أبي بكر الأرموي على المحصول للإمام الرازي**'' قابل ذکر ہیں۔ یہ کتاب امام رازی رحمہ اللہ کی کتاب کا اختصار ہے، ساتویں صدی ہجری کا دور جس میں اصول فقہ کی ایک عظیم کتاب ''**المحصول**''، لکھی گئی، اس دور میں متکلمین طرز پر اصول فقہ میں کتب تالیف کی جارہی تھیں اور ان کی اکثریت کتب سابقہ کا اختصار، شرح یا تعلیق پر مشتمل ہوتیں۔ علامہ ارموی رحمہ اللہ نے اسی مناسبت سے امام رازی رحمہ اللہ کی ''**المحصول**'' کے اختصار کی

طرف توجہ کی، اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ امام ارموی رحمہ اللہ فن منطق، حکمت اور علم الکلام میں کامل دسترس رکھتے تھے اور ''المحصول'' کے اختصار کے لئے ان فنون میں کمال بھی ضروری تھا، اس لئے آپ اس کے اختصار کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی بناء پر ''التحصیل'' دوسری مختصرات کے مقابلہ میں ایک منفرد مقام کی حامل کتاب ہے۔ کتاب کے شروع میں قوانین وضوابط کی بندش کے جس اسلوب کو اپنایا ہے وہ تصنیف، ترتیب، تقسیم ابواب اور فصول میں اہتمام آپ کی وسعت علمی، مہارت وذکاوت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی یہ مختصر ترتیب وتنظیم مشکلات پر آگاہی اور ان کا حل اور ادلّہ وحدود پر وارد ہونے والے وہم دور کرنے اور سوالات کے جوابات دینے میں دیگر تمام مختصرات پر فوقیت رکھتی ہے، کتاب ''التحصیل'' کے مطالعہ کے دوران امام ارموی رحمہ اللہ نہ صرف اصولی بلکہ متکلم بھی نظر آتے ہیں، جس میں وہ کلامی مسائل علی سبیل التبع پیش کر کے ان کے اور بعض مسائل اصول فقہ کے درمیان ارتباط پیدا کرتے ہیں اور یہ بات ''التحصیل'' میں بہت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں: تحسین، تقبیح کا عقلی ہونا، عصمتِ انبیاء، منعم کا شکر عقلاً یا شرعاً، صفت موصوف کا عین ہے یا غیر اور تکلیف مالا یطاق اور اس کے علاوہ بہت سے مسائل کو امام ارموی رحمہ اللہ نے مکمل تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے، اور مذاہب کے ادلّہ پر خاص کر معتزلہ کے ادلّہ پر مناقشہ کیا اور ان معتزلہ کی تحسین وتقبیح کے عقلی ہونے کے بارے میں مشہور قاعدہ سے مکمل اجتناب ظاہر کیا۔ اختصار کے باوجود یہ کتاب تمام مباحث کو جامع ہے، کئی جگہ امام رازی رحمہ اللہ پر بھی نقد کیا ہے۔ یہ کتاب عبد الحمید علی ابو زنید کی تحقیق کے ساتھ ''مؤسسة الرسالة'' بیروت سے ۱۴۰۸ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۱) رسالة فی أمثلة التعارض فی أصول الفقه

امام ارموی رحمہ اللہ کی یہ کتاب اب تک مخطوطہ کی صورت میں ''تیموریہ لائبریری''

میں موجود ہے، جو ''دار الکتب مصریہ'' سے ملحق ہے، اس کا نمبر ۱۰۴ ہے، یہ رسالہ (۱۳) صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحے پر ۷ اسطریں ہیں، اور ہر سطر میں تقریباً دس کلمات ہیں۔ ❶

(۲) أسئلة أوردها القاضي محمود بن أبي بكر الأرموي على المحصول للإمام الرازي

اس کتاب میں امام ارموی رحمہ اللہ نے امام رازی رحمہ اللہ کی کتاب ''المحصول'' پر سوالات کئے ہیں، یہ مخطوطہ کی صورت میں ''دار الکتب مصریہ'' میں موجود ہے، اس کا نمبر ۳۰ ہے، تقریباً چالیس بڑے صفحات پر محیط ہے، جس کا ہر صفحہ ۲۷ سطور پر اور ہر سطر تقریباً ۲۲ کلمات پر مشتمل ہے، اور ابتداء میں یہ عبارت تحریر ہے:

كراريس من كلام الشيخ سراج الدين الأرموي على المحصول لفخر الدين الخطيب. ❷

۳۲...... تنقيح الفصول في اختصار المحصول

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۴ھ) مفسر، فقیہ اور اصولی ہیں، آپ نے اصول فقہ پر مندرجہ ذیل کتب ورسائل لکھے:

تنقيح الفصول في اختصار المحصول، شرح تنقيح الفصول، شرح المحصول للرازي، العقد المنظوم في الخصوص والعموم، العموم ورفعه، التعليقات على المنتخب، أنوار البروق في أنواء الفروق.

''**التنقيح الفصول**'' ان کی کتاب ''**الذخيرة في الفقه**'' کا مقدمہ ہے، جس میں انہوں نے امام رازی رحمہ اللہ کی ''**المحصول**'' کا اختصار کیا ہے، اور قاضی عبد الوہاب

❶ هدية العارفين: ج ۲ ص ۴۰۶

❷ التحصيل من المحصول: مقدمة المحقق، ص ۲۴

مالکی رحمہ اللہ کی کتاب ''الإفادة'' کے مسائل سے اضافہ بھی شامل کیا ہے اور اس کو سو فصلوں اور بیس ابواب میں مرتب کیا۔

علامہ قرافی رحمہ اللہ نے ''تنقیح الفصول'' کی شرح ''شرح تنقیح الفصول'' کے نام سے لکھی، اس شرح میں نہایت تفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل بیس ابواب پر بحث کی گئی ہے:

الباب الأول: فی اصطلاحات

الباب الثانی: فی معانی حروف یحتاج إلیها الفقیه

الباب الثالث: فی تعارض مقتضیات الألفاظ

الباب الرابع: فی الأوامر

الباب الخامس: فی النواهی

الباب السادس: فی العمومات

الباب السابع: فی أقل الجمع

الباب الثامن: فی الاستثناء

الباب التاسع: فی الشروط

الباب العاشر: فی المطلق والمقید

الباب الحادی عشر: فی دلیل الخطاب

الباب الثانی عشر: فی المجمل والمبین

الباب الثالث عشر: فی فعله علیه الصلاة والسلام

الباب الرابع عشر: فی النسخ

الباب الخامس عشر: فی الإجماع

الباب السادس عشر: في الخبر

الباب السابع عشر: في القياس

الباب الثامن عشر: في التعارض و الترجيح

الباب التاسع عشر: في الاجتهاد

الباب العشرون: في جمع أدلّة المجتهدين وتصرفات المكلفين

یہ محققانہ شرح طٰہٰ عبدالرؤف سعد کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''**شركة الطباعة القنية المتحدة**'' سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ قرافی رحمہ اللہ نے امام رازی رحمہ اللہ کی ''**المحصول**'' کی شرح لکھی جس کا نام ''**نفائس الأصول في شرح المحصول**'' رکھا۔ امام قرافی رحمہ اللہ نے اس شرح کی امتیازی خصوصیات کو اس کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے، جس کے مطابق انہوں نے اس تصنیف میں متقدمین ومتاخرین میں سے اہل سنت، معتزلہ اور ارباب مذاہب اربعہ کی تقریباً تیس مصنفات اصولیہ سے استفادہ کیا، اسی طرح انہوں نے اپنے آپ کو ''**المحصول**'' کے مشکل کو بیان کرنے اور اس کے مہمل کی تقیید کرنے اور اس کی فہرست مسائل میں کمی کو ضبطِ تحریر میں لانے اور اس کے متن پر وارد سوالات کے جوابات دینے میں ملتزم رکھا۔

یہ مفصل شرح نو جلدوں میں عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز'' سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ قرافی رحمہ اللہ نے (٥٤٨) قواعد پر مشتمل ایک علمی کتاب ''**أنوار البروق في أنواء الفروق**'' کے نام سے لکھی، آپ اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وسميته لذلك أنوار البروق في أنواء الفروق، وجمعت فيه من

القواعد خمسمائة وثمانية وأربعين قاعدة أوضحت كل قاعدة بما يناسبها في الفروع. ❶

ترجمہ: اور میں نے اس کا نام "**أنوار البروق في أنواء الفروق**" رکھا، اور میں نے اس میں قواعد میں سے (۵۴۸) قاعدے جمع کئے ہیں، میں نے فروع کے ہر قاعدے کی اس کی شایان شان وضاحت کی۔

یہ علمی، تحقیقی اور فنی کتاب چار جلدوں میں "**عالم الكتب**" بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۳۲۳...... منهاج الوصول إلى علم الأصول

قاضی بیضاوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، ادیب، نحوی، مفتی اور قاضی تھے۔ شیراز کے قاضی رہے مگر شدتِ حق کی وجہ سے عہدہ چھوڑ کر واپس تبریز چلے گئے اور اپنے علم ومعارف سے تشنگانِ علم کو سیراب کرنے لگے۔ آپ کی تصانیف اصول میں "**المنتخب في أصول الفقه، شرح مختصر ابن الحاجب في الأصول، منهاج الوصول إلى علم الأصول، شرح منهاج الوصول**" قابل ذکر ہیں۔

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا ماخذ "**الحاصل**" ہے جو علامہ تاج الدین ارموی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اور "**الحاصل**" اختصار ہے "**المحصول**" کا اور "**المحصول**" کا ماخذ "**العمد، المعتمد، البرهان، المستصفى**" ہے، یہ کتاب ایک مقدمہ اور سات مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل ہے:

الكتاب الأول: في الكتاب والاستدلال به يتوقف على معرفة اللغة

الكتاب الثاني: في السنة

---

❶ الفروق: ج ۱ ص ۴

الكتاب الثالث: في الإجماع

الكتاب الرابع: في القياس

الكتاب الخامس: في دلائل اختلف فيها

الكتاب السادس: في التعادل والتراجيح

الكتاب السابع: في الاجتهاد والإفتاء

کتاب کی جامعیت اور افادیت کے پیشِ نظر کئی اکابر اہلِ علم نے اس کتاب کی شروحات لکھیں، لیکن ان میں معروف شروحات تین ہیں:

۱......''شرح منهاج الوصول'' قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ)

۲......''معراج الوصول في شرح منهاج الوصول'' علامہ مجد الدین محمد بن ابی بکر شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۷ھ)

۳......''نهاية السؤل في شرح منهاج الوصول'' علامہ جمال الدین اسنوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۲ھ)

مؤخر الذکر شرح کا معیارِ تحقیق وتدقیق کے اعتبار سے نہایت بلند ہے، یہ شرح ایک جلد میں ۱۴۲۰ھ میں ''دار الكتب العلمية'' سے طبع ہے۔ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) نے اس کتاب کی احادیث کی تخریج کی ہے، موصوف کی کتاب کا نام ''المعتبر في تخريج أحاديث المنهاج والمختصر'' ہے۔ علامہ علاء الدین قونوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۹ھ) نے اس کتاب کا اختصار ''مختصر المنهاج'' کے نام سے کیا ہے۔ علامہ عبد الرحیم بن حسین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے ''النكت على المنهاج'' لکھی، نیز آپ نے ''النجم الوهاج'' کے نام سے ''منهاج الوصول'' کو (۳۶۷) ابیات میں منظوم کیا اور آپ کے صاحبزادے احمد نے ان ابیات کی توضیح کی۔

اس کتاب پر لکھے گئے حواشی، شروحات، اختصارات، تعلیقات، منظومات، اعتراضات اور تخریج حدیث کے لئے تفصیلاً ''کشف الظنون'' کا مطالعہ کریں، دیکھئے: [1]

۳۴...... بديع النظام

علامہ ابن الساعاتی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ) آپ فقیہ، اصولی، حافظ اور اپنے زمانے میں علوم شرعیہ میں ثقہ مانے جاتے تھے، ادیب وکاتب بھی تھے، آپ اصلاً بعلبکی تھے، فقہ واصول میں ان کی تالیفات اس فن میں یدطولیٰ اور وسعت علمی پر دلالت کرتی ہیں، جو حنفی وشافعی اصول کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں۔ علامہ ابن الساعاتی رحمہ اللہ نے اپنی اس تالیف ''بديع النظام'' میں علامہ آمدی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب ''الإحكام'' کے طریقے سے قواعد کلیہ کے بیان میں اور امام بزدوی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲) کی ''أصول البزدوی'' سے جزئی فرعی شواہد میں مدد لی جیسا کہ کتاب کے خطبے میں انہوں نے اس کا اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کی اچھی شرح مصلح الدین ابوالفتح موسی بن محمد التبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۶ھ) نے ''الرفيع في شرح البديع'' کے نام سے لکھی، اور مولانا زادہ محبّ الدین رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۹ھ) نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

۳۵...... عنوان الوصول في الأصول

علامہ ابن دقیق العید شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) محدث، فقیہ اور اصولی تھے، مسلکاً مالکی تھے مگر پھر شافعی بن گئے، آپ کے والد مالکی مسلک کے بڑے علماء وفضلاء میں سے تھے، آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے، اصول فقہ پر آپ کی تصانیف میں ''مقدمة المطرازي في الأصول، شرح مقدمة المطرازي في الأصول، شرح منتهى

[1] كشف الظنون: باب الميم، ج۲ ص ۱۸۷۹ تا ۱۸۸۴

السول والأمل لابن الحاجب، عنوان الوصول فی الأصول، شرح عنوان الوصول فی الأصول'' قابل ذکر ہیں۔ ❶

علامہ قطب الدین رحمہ اللہ نے آپ کے علمی تفوق کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

کان ابن دقیق العید ممن عرف بالعلم و الزهد، عارفا بالمذهبین، إماما فی الأصلین.

ترجمہ: علامہ ابن دقیق العید علم وزہد میں معروف لوگوں میں سے تھے، دونوں مذہب (شافعی اور مالکی) کے عارف اور اصلین (اصولِ دین اور اصولِ فقہ) میں امام تھے۔

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ اپنے وقت کے ''شیخ الاسلام'' کہلاتے تھے، اللہ تعالی نے انہیں اصول حدیث، حدیث اور فقہ میں خوب دسترس دی تھی، آپ کی تصانیف میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱...... **إحکام الأحکام شرح عمدة الأحکام** ۲...... **الإلمام بأحادیث الأحکام** ۳...... **الاقتراح فی بیان الاصطلاح** ۴...... **تحفة اللبیب فی شرح التقریب** ۵...... **شرح الأربعین للنوویة**

ان کی یہ سب کتابیں مطبوعہ ہیں، مجھے ان کی اصول فقہ پر لکھی گئی کتابوں میں کوئی کتاب نہیں ملی، ان کے سوانح نگاروں نے ان کتابوں کے نام تو لکھے ہیں لیکن ان میں شاید مطبوعہ کتاب کوئی نہیں ہے۔ البتہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ان کی کتاب ''عنوان الوصول'' کا تذکرہ مصنف کے الفاظ میں کیا ہے:

فهذه فصول مشتملة علی تعریفات ومسائل لا غنیة عنها للفقیه فی معرفة الأحکام، أوردتها علی سبیل الإیجاز مقتصرا علی رؤوس المسائل،

❶ الفتح المبین: ج۲ ص ۱۰۲، ۱۰۳ / هدیة العارفین: ج۲ ص ۱۴۰

مکتفیا بالأنموذج من نکت الدلائل، جردتها للمبتدعین فی الفن وهو عشر ورقات. ❶

ترجمہ: یہ کتاب تعریفات اور احکام کی معرفت کے مسائل پر مشتمل ہے، جن سے فقیہ کسی صورت چشم پوشی نہیں کرسکتا، میں نے ان کو مختصراً تحریر کیا اور بنیادی مسائل پر اکتفاء کیا، اور دلائل سے نکات بیان کرنے میں صرف ضروری مسئلہ پر اکتفاء کیا۔ میں نے اس کتاب کو فن کے مبتدعین کے لئے لکھا ہے اور یہ کتاب دس اوراق پر مشتمل ہے۔

٣٦...... منار الأنوار فی أصول الفقه

امام ابو البرکات حافظ الدین نسفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، مفسر، محدث اور متکلم تھے، شمس الائمہ محمد بن عبد الستار الکروی سے تفقہ حاصل کیا، علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

کان إماما کاملا عدیم النظیر فی زمانه رأسا فی الفقه والأصول.

آپ کی اصول پر تصانیف میں ''منار الأنوار فی أصول الفقه، کشف الأسرار، شرح المنتخب للحسامی'' ہے۔ ''منار الأنوار'' متن کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت عطا کی، کئی اہل علم نے اس متن کی شروح، حواشی اور تعلیقات لکھیں، جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱...... ''کشف الأسرار شرح منار الأنوار'' یہ مصنف نے خود اپنی کتاب کی شرح لکھی۔

۲...... ''تبصرة الأسرار'' شیخ شجاع الدین ترکستانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۳ھ)

۳...... ''جامع الأسرار'' علامہ قوام الدین کاکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹ھ)

❶ کشف الظنون: باب العین، ج۲ ص۱۱۷۶

۴......''اقتباس الأنوار ''علامہ جمال الدین خراطی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۲ھ)

۵......''منهاج الشريعة''علامہ جلال الدین تبانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ)

۶......''نور الأنوار ''ملاجیون رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) کی اس شرح کو اللہ تعالی نے زیادہ مقبولیت عطا کی، یہ درس نظامی میں نصاب میں شامل ہے، اس شرح پر علامہ محمد بن عبدالحلیم لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۵ھ) نے ''قمر الأقمار ''کے نام سے حاشیہ لکھا۔

۳۷...... أصول الفقه

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) اپنے وقت کے ایک بلند پایہ مفسر، محدث، اصولی، متکلم اور خطیب تھے۔ اپنے والد سے فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی، بیس برس سے کم عمر میں تدریس وفتوی کی اہلیت حاصل کر لی تھی، اور جمع وتالیف کا کام شروع کر دیا تھا، آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ''مجموعة الفتاوى ''جو (۳۷) جلدوں میں طبع ہے، اس کی انیسویں اور بیسویں جلد اصول فقہ پر ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے جو اصول فقہ کی مباحث سے متعلق چھوٹے بڑے رسائل لکھے ہیں ان کی تعداد تقریباً (۲۳) ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قاعدة كبيرة في أصول الفقهه غالبها نقل أقوال الفقهاء.

(۲) قاعدة في الاجتهاد والتقليد في الأسماء التي علق الشارع بها من الأحكام.

(۳) قاعدة فيما شرعه الله تعالى بقطعي العموم والإطلاق وهل يكون شروعا بلفظ الخصوص والتقييد.

(۴) قاعدة في تقليد مذهب معين هل يجب على العامي أو لا؟

(۵) جواب في ترك التقليد فيمن يقول مذهبي مذهب النبي

ولست أنا التقليد مذاهبه الأربعة.

(٦) قاعدة في المخطى في الاجتهاد هل يأثم وهل المصيب.

(٧) قاعدة فيما يظن من تعارض النص والإجماع.

(٨) قاعدة في الإجماع وأنه ثلاثة أقسام.

(٩) وجواب في الإجماع والخبر المتواتر.

(١٠) نقد مراتب الإجماع التي ألفها ابن حزم.

(١١) قاعدة في كيفية الاستدلال على الأحكام بالنص والإجماع في الرد على من قال إن الدلالة اللفظية لا تفيد اليقين.

(١٢) قاعدة في تقرير القياس في مسائل عدة الرد على من يقول هل خلاف القياس في الشرع.

(١٣) جواب تقليد الحنفي الشافعي في المطر والوتر.

(١٤) قاعدة في لفظ الحقيقة والمجاز والبحث مع الآمدي.

(١٥) رفع الملام من أئمة الأعلام.

(١٦) قاعدة في أن جنس الفعل المأمور به أعظم من جنس ترك المنهي عنه.

(١٧) قواعد في النهي هل يقنى فساد المنهي عنه.

(١٨) قاعدة أخرى كل حمد وذم من الأقوال والأفعال لا يكون إلا بالكتاب والسنة.

(١٩) قاعدة في شمول النصوص للأحكام.

(٢٠) رسالة في جواب هل كل مجتهد مصيب.

(۲۱) رسالة فی حقیقة الحکم الشرعی و أنواعه.

(۲۲) رسالة فی التقلید الذی حرمه الله ورسوله وشرح أول المحصول للرازی.

(۲۳) معارج الوصول فی أن الأصول والفروع قد بینها الرسول.

مندرجہ بالا رسائل میں سے اکثر وہ ہیں جو"مجموعة الفتاوی"میں شامل ہیں، بعض رسائل الگ سے بھی طبع ہیں۔"مجموعة الفتاوی"اوران کی دیگر تصانیف میں موجود رسائل اور اختلافی مباحث پر مشتمل تحریرات پانچ جلدوں میں محمد رشید رضا کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ"مجموعة الرسائل والمسائل"کے نام سے"جنة التراث العربی"سے شائع ہوئی ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب"أسماء مؤلفات شیخ الإسلام ابن تیمیة"میں"الکتب الفقهیة"کے عنوان کے تحت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے (۵۵) رسائل کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (ص ۲۷ تا ۲۹) تیس صفحات پر مشتمل اس رسالے میں ان کے علوم وافکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کی (۳۲۸) کتب ورسائل کے نام ذکر کئے ہیں۔کئی ایک رسائل ایسے ہیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں، یا کسی سوال کا جواب ہیں جسے رسالے کی صورت دے دی گئی ہے۔ان میں دوثلث سے زیادہ رسائل وکتب وہ ہیں جو فتاوی میں موجود ہیں۔

۳۸...... کشف الأسرار شرح أصول البزدوی

علامہ عبدالعزیز بخاری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) اپنے وقت کے نامور عالم تھے، فن اصولِ فقہ اور فقہ میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔اہل علم کے درمیان ان کی دو کتابیں زیادہ معروف ہیں، علامہ بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) کی"أصول البزدوی"کی

شرح ''کشف الأسرار''اور''الحسامی'' کی شرح''غایة التحقیق''

اصول بزدوی کی سب سے جامع، مدلل اور محقق شرح یہی ہے، اس میں کثرت سے فقہی احکام اور مذہب حنفی کے دلائل کا تذکرہ ہے۔ اصول فقہ کی کوئی اہم بحث ایسی نہیں ہے جو مصنف سے چھوٹی ہو، یہ کتاب جامعیت اور حسن ترتیب میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بہت اعلیٰ، انفع اور مدلل ہے، جو ایسی تحقیقات وتفریعات پر مبنی ہے جو دیگر کتب اصولیہ میں نہیں ملتیں۔ شوافع میں علامہ زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کی ''البحر المحیط فی أصول الفقه'' حنابلہ میں علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) کی ''روضة الناظر وجنة المناظر'' حنفیہ میں علامہ عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) کی ''کشف الأسرار شرح أصول البزدوی'' اور مالکیہ میں علامہ شاطبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) کی ''الموافقات'' اگر کوئی عالم ان چاروں مکتب فکر کے علماء کی مندرجہ بالا چاروں کتابوں کا مطالعہ کرے تو اس فن کے نشیب وفراز سے خوب واقفیت ہو جائے گی اور اس فن میں خوب تفوق اور عمق حاصل ہوگا۔

''کشف الأسرار'' چار جلدوں میں ''دار الکتاب الإسلامی'' اور پاکستان میں ''قدیمی کتب خانہ'' سے شائع ہوئی ہے۔

۳۹...... التنقیح والتوضیح

صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، جدلی، لغوی، ادیب، مناظر، متکلم اور منطقی تھے، علمی گھرانے میں آنکھ کھولی، تاج الشریعہ محمود سے تعلیم حاصل کی، اپنے دادا کی کتاب ''الوقایة'' کی ایک عمدہ شرح ''شرح الوقایة'' کے نام سے لکھی اور پھر اس کا ''النقایة'' کے نام سے اختصار لکھا۔ اصول فقہ پر آپ کی تصنیفات میں ''التنقیح'' اور ''التوضیح فی حل غوامض التنقیح'' ہے۔

''التنقیح'' متن ہے اور ''التوضیح'' اس متن کی شرح ہے، مصنف نے یہ شرح خود لکھی ہے۔ یہ کتاب لغتِ عربیہ، علم المعانی، بیان اور منطق کی ابحاث پر بھی مشتمل ہے، مقدمہ قواعد اصولیہ کے بیان میں ہے، اس میں خاص، عام، مطلق، مقید، حقیقت ومجاز، حروف المعانی، مشکل، مجمل اور متشابہ شامل ہیں، اور لفظ کی دلالت، صریح، کنایہ اور معتزلہ کے نزدیک حسن وقبح پر بحث، کتاب وسنت، اجماع اور قیاس اور ان کے متعلقات اور ادلّہ اصولیہ سے متعلق ابحاث بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور دو قسموں پر مشتمل ہے، قسم اول مندرجہ ذیل چار ارکان پر مشتمل ہے:

الركن الأول: في الكتاب

الركن الثاني: في السنة

الركن الثالث: في الإجماع

الركن الرابع: في القياس

قسم ثانی تین ابواب پر مشتمل ہے:

الباب الأول: في الحكم

الباب الثاني: المحكوم به

الباب الثالث: في المحكوم عليه

اس متن اور شرح کی بے پناہ مقبولیت کی وجہ سے متعدد اہل علم نے اس پر حواشی، شروحات اور تعلیقات لکھیں، لیکن ان میں زیادہ مقبولیت علامہ تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) کی ''التلویح'' کو ہوئی۔ اس متن اور شرح کا کچھ حصہ درس نظامی میں نصاب میں شامل ہے۔ یہ حاشیہ حل غوامض، تنقیح، مغلقات کی توضیح میں بے نظیر ہے، اس کو سمجھ کر پڑھنے سے استعداد میں خوب اضافہ ہوتا ہے اور ایک تحقیقی ذہن بنتا ہے، البتہ قیل وقال اور

غیر متعلقہ مباحث کی وجہ سے فن سمجھنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔

''التوضیح'' اور ''التلویح'' پر لکھے گئے حواشی اور تعلیقات کے لئے تفصیلاً دیکھیں: ❶

۴۰...... إعلام الموقعين عن رب العالمين

علامہ ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم مفسر، محدث، فقیہ، اصولی اور متکلم عالم تھے، اصول فقہ میں آپ کی یہ کتاب بہت مشہور ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی اس کتاب میں دوران بحث کثرت سے دلائل دیتے ہیں، وہ فقہاء کی آراء کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں، اوران کی صحت اور عدم صحت کا تجزیہ کرنے کے بعد جسے حق سمجھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں بصورت دیگر چھوڑ دیتے ہیں، بعض اوقات وہ اپنے مختار مذہب پر دلائل دینے کے بعد مخالف کی آراء پیش کر کے اس کا بطلان ثابت کرتے ہیں، مخالف آراء کی تغلیط وتردید کے بعد اپنے موقف کے لئے دلائل نقل کرتے ہیں، نصوص ان کی بحث کا مرکز ومحور ہوتا ہے۔ یہ کتاب نصوصِ شرع، فقہ، اصولِ فقہ، مقاصد شریعت، سیاستِ شرعیہ سب کو جامع ہے، اس میں زیادہ زور اتباع شریعت اور احادیث پر دیا گیا ہے، مصادر شریعت کا بھی تفصیلی بیان ہے۔ اس کتاب میں قرآن وسنت، اجماع، فتاوی صحابہ کرام، قیاس، استصحاب، مصالحہ مرسلہ اور سد الذرائع سے متعلق اہم معلومات یکجا ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ خط جو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اس کی بھی خوب وضاحت کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں فتوی دینے والے صحابہ اور تابعین کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے، اور ان کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں، فقہاء مکہ، مدینہ، کوفہ اور بصرہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، اور آخر میں فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاوی بھی

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۴۹۸، ۴۹۹

ذکر کئے ہیں، کتاب میں جابجا اپنے شیخ کے نظریات وافکار کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں، خصوصاً تقلید، حیلہ، رائے، طلاق غیرہ کی مباحث میں جمہور اہل علم کی رائے سے متجاوز نظر آتے ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں محمد عبدالسلام ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ ''دار الکتب العلمیۃ'' سے طبع ہے۔

۴۱...... الإبھاج فی شرح المنھاج

علامہ تقی الدین سبکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) مفسر، فقیہ، اصولی، نحوی، مقری اور جدلی تھے، اصول فقہ کی تعلیم امام علاء الباجی رحمہ اللہ سے حاصل کی، آپ نے کئی گراں قدر کتابیں تصنیف کیں، ان کی تصانیف میں ''فتاوی السبکی، السیف المسلول علی من سب الرسول، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام ''اور'' الإبھاج فی شرح المنھاج ''زیادہ معروف ہیں۔ اس شرح کو مصنف نے لکھنا شروع کیا اور جب آپ امام بیضاوی رحمہ اللہ کے قول ''المسألۃ الرابعۃ وجوب الشیٔ ما لا یتم إلا بہ وکان مقدورا الواجب أن یتناول کل واحد فھو فرض عین '' تک کی شرح لکھ سکے تھے کہ آپ کا انتقال ہوگیا، تو پھر آپ کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے اسے مکمل کیا، یہ شرح مصر سے طبع ہے۔

۴۲...... رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فقیہ، اصولی اور مؤرخ تھے، اپنے والد علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) سے تعلیم حاصل کی، صرف اٹھارہ برس کی عمر میں مسند افتاء پر بیٹھے، کم عمری سے ہی مختلف علوم وفنون میں تصنیف وتالیف کا آغاز کردیا تھا۔ آپ کی مشہور

تصانیف میں ''طبقات الشافعیة الکبری، جمع الجوامع، الأشباہ و النظائر''
اور ''رفع الحاجب'' ہیں۔ اصول فقہ پر مصنف کی جس تصنیف کو زیادہ شہرت ملی وہ
''جمع الجوامع فی أصول الفقه'' ہے۔

یہ کتاب اصولِ فقہ کے جمیع مسائل پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں مصنف کا منہج درج ذیل ہے:

(۱) مباحث، فصول اور مسائل کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۲) جمیع مسائل اصول فقہ بیان کرتے ہوئے بعض ایسی اشیاء کا بھی اضافہ کر دیتے ہیں جنہیں ان سے پہلے کے اصولیین نے بیان نہیں کیا ہوتا۔

(۳) مصطلحاتِ اصولیہ کی تعریف اور ان کی تبیین بغیر طوالت کے کرتے ہیں۔

(۴) ان مسائل اصولیہ کو ذکر کرتے ہیں جن میں اصولیین کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

(۵) بعض مسائل میں اقوال کے ساتھ ساتھ قائل کا بھی ذکر کر دیتے ہیں مگر وہ ایسا کم ہی کرتے ہیں۔

(۶) صرف اقوال کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں اور بہت کم ہی ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

(۷) اگر کہیں اختلافِ لفظی ہو تو اس کو ذکر کرتے ہیں۔

(۸) صرف کتب اصولیہ کے اصل مراجع سے ہی نقل کرنے کی پابندی کرتے ہیں اور کسی قول کو کسی شخص کی طرف اس وقت تک منسوب نہیں کرتے جب تک کہ قائل نے خود اپنی کتاب میں اسے نقل نہیں کیا ہوتا، یا اس کے کسی شاگرد نے ان کا قول نقل نہیں کیا ہوتا۔

یہ کتاب اصولِ فقہ کے جمیع مسائل پر مشتمل ہے، مختصر ہونے کی وجہ سے اس کا حفظ بھی آسان ہے، البتہ قواعد استدلال و استنباط کے اسلوب سے خالی ہیں۔اس کتاب پر لکھی گئی

شروحات وحواشی کی تعداد ۴۱ ہے،ان میں سے چند معروف شروحات درج ذیل ہیں:

۱......علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) نے ''تشنیف المسامع'' کے نام سے شرح لکھی۔

۲......امام ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶ھ) نے ''الغیث الهامع'' کے نام سے شرح لکھی۔

۳......علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۲ھ) نے ''البدر الطالع بشرح جمع الجوامع'' کے نام سے شرح لکھی۔

۴......جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ''همع الهوامع'' کے نام سے شرح لکھی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ''الکوکب الساطع'' کے نام سے پہلے اس کتاب کو منظوم کیا پھر خود اس منظوم کی شرح لکھی۔امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۵ھ) نے ''الدرر اللوامع'' کے نام سے اس کتاب کو منظوم کیا۔

اس کتاب کو اہل علم کے درمیان خاصی مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کے حواشی، شروحات،تعلیقات،منظومات اور اختصارات بھی بہت ہوئے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: [1]

۴۳...... مفتاح الأصول في بناء الفروع على الأصول

علامہ محمد الشریف التلمسانی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فقہ، اصول، قراءت، ادب،لغت اور تاریخ کے عالم تھے۔اپنے زمانے کے مشہور اور فن کے ماہر اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کیا۔''الوصول'' پر فروع کی تخریج کا مقصد اس سوال کا جواب دینا ہے کہ فرعی مسائل پر اصول کا کیا اثر پڑتا ہے، یہ کتاب فقہاء کے طرز پر لکھی جانے والی ان

[1] کشف الظنون: ج ۱ ص ۵۹۶، ۵۹۷

اولین کتب میں سے ایک ہے جن میں فروع پر اصول کے اثرات کے موضوع کو چھیڑا گیا ہے۔ تخریج الفروع علی الاصول کے موضوع پر تاریخی اعتبار سے یہ کتاب اس فن میں تیسرے نمبر پر لکھی جانے والی کتاب ہے۔ اس فن کی پہلی کتاب علامہ دبوسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی ''تاسیس النظر'' ہے اور دوسری کتاب علامہ زنجانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) کی ''تخريج الفروع عن الأصول'' ہے، اور یہ تاریخی ترتیب کے اعتبار سے اس فن پر تیسری کتاب ہے۔

اس کتاب میں علامہ تلمسانی رحمہ اللہ نے ان اصولی مسائل کا تذکرہ کیا ہے جن کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس کے بعد فقہ حنفی، فقہ مالکی اور فقہ شافعی پر ان اصولوں کے اثرات کی وضاحت کی ہے، یہ کتاب اگرچہ ضخامت کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن فن کے اعتبار سے ایک عمدہ اور کثیر الفائدہ کتاب ہے، اس کتاب کا یہ خاص امتیاز ہے کہ اس میں تینوں ائمہ کی فقہ پر اصولی قواعد کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں مذکور ہے کہ امام تلمسانی رحمہ اللہ اس کتاب کی تالیف سے ۷۵۴ ہجری میں فارغ ہوئے تھے۔ یہ کتاب احمد عز الدین عبد اللہ خلف اللہ کی تحقیق وتخریج احادیث اور وضع فہارس وغیرہ کے ساتھ ''مطبعة السعادة'' سے پہلی مرتبہ ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوئی۔

۴۴...... نهاية السول فی شرح منهاج الأصول

علامہ عبد الرحیم الاسنوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۲ھ) مفسر، فقیہ، مؤرخ، اصولی، لغت اور عروض کے عالم تھے۔ فقہ میں خاص شہرت حاصل کی، آپ نے اصول فقہ پر تین مشہور کتابیں تصنیف کیں، ''نهاية السول فی شرح منهاج الأصول، التمهيد فی تنزيل الفروع علی الأصول، زوائد الأصول'' یا ''زيادات علی شرح منهاج البيضاوی''

یہ کتاب قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) کی ''**منہاج الوصول إلی علم الأصول**'' کی مفصل شرح ہے۔اس شرح کی تالیف کا آغاز ان کے بھائی محمد نے کیا اور اس کو امام جمال الدین اسنوی رحمہ اللہ نے مکمل کیا،امام اسنوی رحمہ اللہ نے ۷۴۰ہجری میں اس کی تالیف کا آغاز کیا اور ۷۴۱ہجری یعنی صرف ایک سال کی مدت میں اس کو مکمل کرلیا۔کتاب متوسط الحجم ہونے کے ساتھ سہل العبارت بھی ہے،اس میں ان اعتراضات وسوالات کے جوابات بھی دیئے ہیں جن کے دیگر شارحین نے سرے سے یا تو جواب ہی نہیں دیئے تھے یا وہ جوابات ضعیف تھے۔جن مقامات میں صاحب کتاب سے نقل کی غلطی ہوتی تھی ان مقامات سے آگاہ کردیا۔مذہب شافعی کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا اور وجہ یہ بتائی کہ اصول فقہ کے مدون اور ان کے امام کا مسلک متعارف ہوجائے،وہ کہتے ہیں کہ انہیں مسئلہ سے متعلق کتب شافعیہ مثلاً ''**الأم، الأمالی، الإملاء، مختصر المزنی**'' اور ''**مختصر البویطی**'' میں تلاش کرنے سے کچھ مل جاتا تو وہ شافعیہ کا مسلک اکثر ان ہی کے الفاظ میں بیان کردیتے ہیں جو ان کی کتب میں ان سے منقول ہوتا ہے۔

امام اسنوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر انہیں اس مسئلہ کی بابت بلاواسطہ ان کی کتاب سے کچھ میسر نہیں آتا تو وہ اس کلام کی نسبت اس کے ناقل کی طرف کردیتے ہیں۔یہ کتاب قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کی کتاب ''**منہاج الوصول**'' کے ایک مقدمہ اور سات کتب کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے،سات کتب کا تذکرہ ماقبل میں اصل متن کے تعارف میں گزرچکا ہے۔یہ شرح تحقیق وتدقیق اور تفصیل کے اعتبار سے منہاج کی تمام شروح میں نمایاں ہے۔ (۴۰۸)صفحات پر مشتمل یہ شرح ۱۴۲۰ھ میں ایک جلد میں ''**دار الکتب العلمیة**'' سے طبع ہوئی ہے۔

مصنف کی دوسری بلند پایہ تصنیف ''التمهيد فی تخريج الفروع على الأصول'' ہے۔

اصول کی فروع پر تخریج، اس کتاب کا مقصد اس سوال کا جواب دینا ہوتا ہے کہ فرعی مسائل پر اصول کا کیا اثر پڑتا ہے، بالفاظِ دیگر اس میں اصول وفروع کے درمیان تطبیق لاکر یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اصول کے فروع پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ تاریخی ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والی چوتھی اہم ترین کتاب شمار کی جاتی ہے، اس سے قبل ''تأسيس النظر'' علامہ دبوسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) ''تخريج الفروع على الأصول'' امام زنجانی رحمہ اللہ (متوفی ٦٥٦ھ) ''مفتاح الوصول إلى بناء الفروع على الأصول'' امام تلمسانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) '' تالیف ہو چکی تھیں۔

علامہ اسنوی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں کوئی اصولی قاعدہ خالی نہیں چھوڑا، بلکہ تقریباً ہر قاعدہ کو ذکر کر کے اس کی کوئی فقہی فرع درج کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اس میں صرف انہی اصولی قواعد کا احاطہ کیا جو شوافع کے یہاں مختلف فیہ تھے، دوسرے فقہی مذاہب سے تعرض نہیں کیا۔ ''التمهيد'' کے مطالعے کے دوران یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ اصولی قواعد کے اثرات کی وضاحت کے لئے انہوں نے جن فقہی جزئیات کا ذکر کیا ان میں سے بیشتر طلاق اور الفاظِ طلاق سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ایک عالم کے لئے نہایت ضروری ہے، اس سے جہاں ''تخريج الفروع على الأصول '' پر ملکہ حاصل ہوگا وہیں فقہ سے گہری مناسبت اور فقہائے کرام سے عقیدت بھی پیدا ہوگی۔ کاش کوئی صاحب علم طلبہ کی استعداد اور ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ کر دے تو یہ ایک مفید کاوش ہوگی۔

یہ کتاب دکتور محمد حسن ہیتو کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''مؤسسة الرسالة '' بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۴۵...... التقرير فی شرح أصول البزدوی

علامہ اکمل الدین البابرتی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) مفسر، فقیہ، اصولی، ادیب، نحوی اور متکلم تھے، امام قوام الدین محمد بن محمد الکاکی رحمہ اللہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اصول فقہ پر آپ نے "شرح مختصر ابن الحاجب فی الأصول، التقرير فی شرح علی أصول البزدوی، الأنوار فی شرح المنار للنسفی" تصنیف کی ہے۔ ❶

۴۶...... الموافقات

امام ابو اسحاق شاطبی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، لغوی، محقق اور نظار تھے، "الموافقات" امام شاطبی رحمہ اللہ کی معروف اور اہم تصنیف ہے جو چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ مصنف نے پہلے اس کا نام "عنوان التعريف بأسرار التكليف" رکھا، پھر اس کا نام بدل کر "الموافقات" رکھا، اس سے بعض نے یہ سمجھا کہ یہ دو الگ الگ کتابوں کے نام ہیں جیسا کہ عمر بن رضا کحالہ نے یہی گمان کیا۔ ❷

تقریباً سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ "علم المقاصد" کے مبتدع ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح کہ امام سیبویہ رحمہ اللہ کو علم نحو اور خلیل بن احمد فراہیدی رحمہ اللہ کو علم عروض میں مبتدع کی حیثیت حاصل ہے۔

شیخ علی حسب اللہ لکھتے ہیں:

وقد جاء أبو إسحاق الشاطبی فی كتابه "الموافقات" بما لم يسبق به، فعنى ببيان قواعد الأصول وتوضيح مقاصد الشارع مع سهولة فی العبارة ووضوح فی الغرض. ❸

❶ هدية العارفين: ج ۲ ص ۱۷۱ / الفتح المبين: ج ۲ ص ۲۰۱

❷ معجم المؤلفين: ج ۱ ص ۱۱۸ ❸ أصول التشريع الإسلامی: ص ۷

ترجمہ: امام ابو اسحاق شاطبی کی کتاب ''المـوافقات'' سے پہلے کسی نے (اس علم کی طرف) سبقت نہیں کی، انہوں نے اصولی قواعد بیان کئے اور سہل عبارت کے ساتھ مقاصد شرع اور غرض کی وضاحت کی ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ ''**علـم المقـاصد**'' کے موجد ہیں، اگرچہ مقاصد کا ظہور پہلے ہو چکا تھا مگر وہ سرسری تھا۔امام غزالی رحمہ اللہ نے ''**المـستصفی**'' میں علم المقاصد پر مختصراً گفتگو کی، پھر ان کے بعد علامہ عز الدین شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے ''**قـواعـد الأحـكام في مصالح الأنام**'' تالیف کی، پھر نجم الدین طوفی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۶ھ) نے ''**المـصـالـح المرسلة**'' تالیف کی، لیکن اس کام میں وسعت، تفصیلی مباحث، عمدہ مضامین، عقلی دلائل سے احکام شرعیہ کا ثبوت کرنے میں علامہ شاطبی رحمہ اللہ سب سے آگے ہیں۔اہل علم حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان کی تحقیق کے ساتھ سات جلدوں میں یہ کتاب ''**دار ابن عفان**'' سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۴۷...... التلويح في كشف حقائق التنقيح

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) اصولی، فقیہ، متکلم، بلاغی اور ادیب تھے۔آپ نے اصولِ فقہ میں ''**التـلـويـح فـي كشف حـقـائق التنقيح**'' اور ''**حـاشية عـلـى شـرح الـعـضـد عـلى مختصر ابن الحاجب في الأصول**'' تصنیف کی۔علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ نے دیباچہ ''**فتـح الـغـفـار شـرح مـنـار الأنوار**'' میں ان کو حنفی لکھا ہے، لیکن صاحب ''**كشف الظنون**'' اور ملا حسن چلپی رحمہ اللہ نے ''**حـاشية مطول**'' کی بحث متعلقاتِ فعل میں ان کو شافعی لکھا ہے۔اس کتاب پر لکھے گئے حواشی کی تعداد سات ہے، دیکھئے تفصیلاً: [1]

[1] كشف الظنون: ج ۱ ص ۴۹۸، ۴۹۹

۴۸...... البحر المحيط أصول الفقه

علامہ بدر الدین زرکشی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) فقیہ، اصولی اور متکلم تھے، آپ تیس سے زائد کتب کے مصنف تھے، اصول فقہ میں آپ نے ''البحر المحيط في الأصول، تشنيف المسامع شرح جمع الجوامع، لقطة العجلان وبلة الظمآن في أصول الفقه والحكمة والمنطق'' لکھی۔

یہ کتاب اصول فقہ کی اہم اور کبیر الحجم کتابوں میں سے ایک ہے، یہ آٹھ جلدوں میں ''دار الکتب'' مصر سے شائع ہوئی ہے، اس پر تحقیق وتخریج احادیث ''لجنة علماء أزهر'' نے کی ہے۔ اس میں مصنف نے بہت سی ایسی مباحث جمع کی ہیں جسے اس سے قبل جمع نہیں کیا گیا تھا۔ امام زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو (۱۰۰) سے زائد امہات الکتب سے استفادہ کرکے تالیف کیا ہے۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں ہر مسئلہ کے بارے میں مذاہب متفرقہ کو جمع کیا گیا ہے۔

کسی مسئلے سے متعلق جتنے مذاہب کا علم ہوسکا امام زرکشی رحمہ اللہ نے انہیں اس مسئلے کے تحت یکجا کرکے بیان کردیا اور ان نقول غریبہ سے جن فوائد کو جان سکے ان کو اور ان فوائد سے نایاب موتیوں اور ان کی ایک خاص صورت سے اظہار کو ایک مسئلے کے تحت بیان کردیتے ہیں۔ اکثر مسائل میں تصور کشی، توضیح، تدلیل اور تعلیل کا اہتمام کرتے ہیں۔ علمائے شافعیہ کے حوالہ سے اقوال ذکر کرتے ہیں تو اس کے لئے ''عندنا'' یا کبھی ''عند أصحابنا'' استعمال کرتے ہیں، عمومی طور پر وہ ہر قول کی نسبت قائل کی طرف کرتے ہیں، مگر بعض مسائل میں وہ قول کی نسبت قائل کی طرف کئے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔

امام زرکشی رحمہ اللہ نے بہت سی دقیق مباحث کو سابقین کی کتب سے انہی کے الفاظ

کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل کیا مگر کئی مواقع پر کتب سابقین سے نقل باللفظ نظر نہیں آتا، شاید اس کی وجہ نسخہ کا اختلاف ہو۔ امام زرکشی رحمہ اللہ کی عبارت اور صیاغت میں کچھ صعوبت بھی پائی جاتی ہے لیکن قدرے تأمل سے وہ دشواری دور ہو جاتی ہے، کیونکہ ان کی عبارت میں شدید قسم کی پیچیدگی نہیں پائی جاتی جس طرح اس علم میں بعض لکھنے والوں کی شان رہی۔

امام زرکشی رحمہ اللہ نے ان کتابوں سے بھی استفادہ کیا جو اَب مفقود ہو چکی ہیں، ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں:

(۱) امام ابن العارض معتزلی کی کتاب ''النکت''

(۲) امام ابو یوسف عبدالسلام رحمہ اللہ کی کتاب ''الواضح''

''البحر المحیط'' کے مقدمہ میں امام زرکشی رحمہ اللہ نے مراجع کی جس فہرست کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں سے صرف بیس فیصد کتب دستیاب ہیں باقی کتب یا تو مفقود ہیں یا مفقود کے حکم میں ہیں۔ [1]

امام زرکشی رحمہ اللہ نے اس میں اصول فقہ کی تقریباً تمام مباحث یکجا کر دی ہیں، ہر مسئلے میں اہل علم کے اقوال ذکر کئے ہیں، علماء کے مذاہب اور ان کے اقوال میں موازنہ کر کے درست اقوال کی نشاندہی بھی کی ہے، مسائل اور دلائل دونوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اسبابِ اختلاف کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ائمہ کے اقوال تحقیق سے ذکر کرتے ہیں، اور ان مراجع کی بھی صراحت کرتے ہیں جہاں سے وہ قول لیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتب سے لے کر اپنے دور تک تمام اہم کتب سے استفادہ کر کے ایک جامع کتاب مرتب کی، موصوف نے صرف فقہی کتب سے ہی نہیں بلکہ عقائد، تفسیر، حدیث اور لغت کی کتابوں سے

[1] البحر المحيط: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۷ تا ۱۸

بھی استفادہ کیا ہے۔ کتاب کی جامعیت، افادیت اور اہمیت کے پیش نظر جامعہ از ہر قاہرہ کلیہ شریعہ والقانون سے نو طلبہ نے ایم اے اور پی ایچ ڈی کے مقالات اس کتاب کے مختلف موضوعات پر لکھے ہیں، اُن مقالات کی تفصیلات جاننے کے لئے ''البحر المحیط'' پر محقق کے تحقیقی مقدمے کا مطالعہ کریں۔ راقم کی ناقص رائے کے مطابق اصول فقہ میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں۔

یہ کتاب لجنۃ علماء از ہر کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں مکتبہ ''دار الکتب'' مصر سے ۱۴۱۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۴۹...... القواعد الکبری

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) نے اس کتاب میں فقہ حنبلی کے قواعد کو جمع کیا ہے، جس طرح مالکی قواعد کو ''الفروق'' میں اور احناف کے قواعد کو ''الأشباہ والنظائر'' میں اور شوافع کے قواعد کو ''قواعد الأحکام'' میں جمع کئے گئے ہیں۔ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ان کی مذکورہ کتاب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

وھو کتاب نافع من عجائب الدھر حتی أنہ استکثر علیہ وزعم بعضھم أنہ وجد قواعد مبدوءۃ الشیخ الإسلام ابن تیمیہ فجمعھا ولیس الأمر کذلک بل کان رحمہ اللہ فوق ذلک کذا قیل. [1]

ترجمہ: یہ بڑی مفید کتاب ہے، یہ دنیا کے عجائبات میں سے ایک ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علامہ ابن رجب نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے متفرق قاعدوں کو صرف جمع کر دیا خود کوئی اضافہ نہیں کیا، لیکن بات اس طرح نہیں ہے، اللہ تعالی اُن پر رحم کرے وہ ان باتوں سے بہت بلند ہیں۔

---

[1] کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۳۹۵

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے یہ قواعد مجتہدانہ شان سے اور اس انداز سے لکھے ہیں کہ مسائل کی طرف مراجعت اصول کے ماتحت کی جاسکے اور تاکہ وہ سب ایک لڑی میں پروئے جاسکیں، چنانچہ وہ کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

أما بعد فهذه قواعد مهمة، وقواعد جمة، تضبط للفقيه أصول المذهب، وتطلعه من مأخذ الفقه على ما كان قد تغيب، وتنظم له منثور المسائل في سلك واحد، وتقيد الشوارد وتقرب عليه كل متباعد. ❶

ترجمہ: امابعد! یہ قاعدہ مہمہ اور فوائد جمہ ایک فقیہ کے لئے مذہب کے اصول فراہم کرتے ہیں اور فقہ کے جو ماخذ اس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں انہیں واضح اور نمایاں کرتے ہیں اور بہت سے بکھرے ہوئے مسائل کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں (۱۶۰) قواعد کو جمع کیا ہے، اور ہر قاعدے کے تحت متعدد تفریعات نقل کی ہیں، ان قواعد وتفریعات کے مطالعے سے علم فقہ اور اصول سے عمیق مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ (۴۲۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ایک جلد میں ''دار الكتب العلمية'' سے شائع ہوئی ہے۔

۵۰...... النجم الوهاج

علامہ عبدالرحیم العراقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ عظیم محدث تھے، آپ اصول فقہ میں عمدہ کلام و بحث پر بھی قدرت رکھتے تھے، آپ کی تصنیفات میں ''ألفية العراقي'' ایک ہزار (۱۰۰۰) اشعار میں فن اصولِ حدیث کو بیان کیا ہے) ''التبصرة والتذكرة'' (اس کتاب میں ان اشعار کی تشریح کی ہے) امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب ''إحياء علوم الدين'' کی احادیث کی تخریج ''المغني عن حمل الأسفار في الأسفار

❶ القواعد الكبرى: ص ۳

فی تخریج ما فی الإحیاء من الأخبار ‘‘ کے نام سے کی۔مصنف نے ’’النجم الوھاج‘‘ میں قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) کی کتاب ’’منھاج الوصول‘‘ کو نظم کی صورت میں لکھا ہے جو (۳۶۷) ابیات پر مشتمل ہے،آپ کے بیٹے احمد نے ان اشعار کی شرح کی ہے۔

یاد رہے ’’النجم الوھاج ‘‘نام کی ایک اور کتاب بھی ہے جو علامہ دمیری رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) صاحب ’’حیاۃ الحیوان ‘‘ کی ہے،جو امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی فقہ شافعی پر لکھی گئی ’’دقائق المنھاج ‘‘ کی شرح ہے۔

۵۱...... التحریر فی أصول الفقہ

محقق علی الاطلاق علامہ ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ محدث،فقیہ،اصولی اور متکلم تھے۔حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) اور علامہ عینی (متوفی ۸۵۵ھ) رحمہما اللہ کے ہم عصر ہیں اور علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کے استاذ ہیں۔آپ کی تصانیف میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

’’فتح القدیر، التحریر فی أصول الفقہ، المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ، زاد الفقیر‘‘

’’التحریر ‘‘احناف اور شوافع دونوں کی اصول فقہ کی اصطلاحات پر ایک جامع، معروف اور مفید کتاب ہے،لیکن اس کتاب میں حد درجہ اختصار کی وجہ سے اس کا سمجھنا اور اس سے استفادہ کرنا بہت مشکل ہے،اسی طرح بغیر شرح کے مصنف کی مراد کو سمجھنا بھی دشوار ہے،اس کتاب کا اسلوب نہایت صعب ہے،اور جگہ جگہ مفہوم میں پیچیدگی نظر آتی ہے۔شیخ محمد خضری نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وھذہ الکتب التی عنیت بأن تجمع کل شیٔ استعملت الإیجاز فی

عباراتها حتى خرجت إلى حد الإلغاز والإعجاز وتكاد لا تكون عربية المبنى، وأدخلها في ذلك كتاب التحرير لابن الهمام لأنك إذا جردته من شروحه وحاولت أن تفهم مراد قائله فكأنما تحاول فتح المعميات، ومن الغريب أنك إذا قرأت قبل أن تنظر فيه شروح ابن الحاجب ثم عدت إليه وجدته قدأخذ عبارتهم فأدمجها إدماجا بوزنها حتى اضطربت العبارة واستغلقت. ❶

ترجمہ: اور وہ کتابیں جن میں ہر چیز جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ان کی عبارتوں میں اس حد تک ایجاز واختصار سے کام لیا گیا ہے کہ یہ کتابیں چیستان بن کر رہ گئی ہیں، ایجاز نویسی میں غلو کی وجہ سے قریب تھا کہ یہ کتابیں عربی زبان کے دائرے سے خارج ہو جائیں، اس میں سب سے بڑھی ہوئی ابن ہمام کی کتاب ''التحریر'' ہے، اگر آپ اس کتاب کو اس کی شرحوں سے الگ کر دیں اور مصنف کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ معمے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اگر آپ ''التحریر'' کا مطالعہ کرنے سے پہلے ابن حاجب کی کتاب کی شرحوں کا مطالعہ کریں پھر آپ ''التحریر'' کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مصنف نے ابن حاجب کے شارحین کی عبارتیں لے کر انہیں ضم کر دیا ہے اور عبارتوں کا توازن اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ عبارت مضطرب اور پیچیدہ ہوگئی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) نے ''التحریر'' کا اختصار ''لب الأصول'' کے نام سے کیا، موصوف نے اس کا اظہار اپنی دوسری کتاب ''فتح الغفار بشرح المنار'' کے صفحہ ۶ پر کیا ہے۔ اس کتاب کی سب سے مفصل، مدلل اور محقق شرح علامہ ابن

❶ أصول الفقه للشيخ خضري: ص ١١

امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی ''التقریر و التحبیر''ہے، یہ شرح تین جلدوں میں ''دار الکتب العلمیۃ''سے شائع ہوئی ہے۔اس کتاب کی دوسری شرح علامہ محمد امین المعروف امیر بادشاہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۲ھ) کی ''تیسیر التحریر''ہے، جو چار جلدوں میں طبع ہے۔

۵۲...... الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی أصول الفقه

امام ابو العباس الیزلطینی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۵ھ) مفسر، فقیہ، اصولی، متکلم اور نحوی ہیں۔ یہ کتاب علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) کی ''جمع الجوامع'' کی تفصیلی شرح ہے۔مصنف نے یہ کتاب ''البدر الطالع''کے بعد تصنیف کی ہے۔اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دونوں مذاہب (شوافع اور مالکیہ) کی اس فن سے متعلق تفصیلات قاری کو بیک وقت حاصل ہو جاتی ہیں اس لئے کہ ماتن شافعی تھے اور شارح مالکی ہیں۔ نیز شارح نے اپنی اس شرح میں کثرت سے متقدمین کے اقوال اُن کتب سے جمع کئے ہیں جن میں سے کئی ایک اب دستیاب نہیں ہیں۔ مذہب مالکی کے ذکر میں خصوصی اہتمام کیا ہے اور اپنے مذہب کے علماء کی نقول کثرت سے پیش کرتے ہیں، مثلاً امام مالک، امام ابن القاسم، امام اشہب، امام اصبغ، امام ابن عرفہ، امام قرافی، امام ابیاری، امام ابن الحاجب، امام خلیل، امام ابن العربی، امام ابن رشد اور علامہ شاطبی رحمہم اللہ وغیرہ، اس طرح یہ کتاب مالکی مذہب کے اصول وفقہی آراء کا اور اقوال کی حفاظت کا ایک اہم مرجع بن گئی۔ مصطلحات اور تعریفات کے مابین فرق بیان کرتے ہیں، مثلاً جس طرح انہوں نے ''الشکر''اور''الحمد''کے مابین شروع میں شرح کرتے ہوئے فرق کیا۔مسائل اصولیہ کا بعض امثلہ فقہیہ سے ربط بیان کرتے ہوئے خاص طور پر فقہ مالکی ان کے پیش نظر رہتی ہے، اور اس طرح باحثین اور قارئین کے لئے مسئلہ اصولیہ کی منظر کشی ہو جاتی ہے۔ان

اصطلاحاتِ اصولیہ کی تعریفات بیان کیں جنہیں مصنف نے نہیں بیان کیا تھا۔

کتاب سہل العبارت اور اس کے الفاظ واضح ہیں، ایسی پیچیدگی سے خالی ہے جو مبتدی کے فہم اور منتہی کے استفادہ میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

مصنف نے ''جمع الجوامع'' کے بعض شارحین مثلاً علامہ زرکشی، علامہ محلی، علامہ ولی الدین ابن العراقی رحمہم اللہ سے استفادہ کیا، اس لئے یہ کتاب ان سب کی معلومات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

یہ کتاب عبدالکریم بن علی بن محمد النملہ کی تحقیق کے ساتھ ١٤١٤ھ میں ''جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ'' ریاض سے شائع ہوئی ہے۔

٥٣...... غاية الوصول فی شرح لب الأصول

شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی رحمہ اللہ (متوفی ٩٢٦ھ) تفسیر، تجوید، حدیث، فقہ، اصول، تصوف، منطق، جدل، فرائض اور دیگر علوم وفنون کے عالم تھے، کئی فنون پر بہت سی کتب تصنیف کیں، ان کی تصانیف میں مطبوعہ کتب درج ذیل ہیں:

١...... **الغرر البهية فی شرح البهجة الوردية** ٢...... **أسنی المطالب فی شرح روض الطالب** ٣...... **منهج الطلاب** ٤...... **شرح ألفية العراقی** ٥...... **غاية الوصول فی شرح لب الأصول**

مصنف نے علامہ سبکی رحمہ اللہ (متوفی ٧٧١ھ) کی ''**جمع الجوامع**'' کا اختصار ''**لب الأصول**'' کے نام سے کیا، پھر خود اس اختصار کی شرح ''**غاية الوصول**'' کے نام سے لکھی۔ یہ شرح مندرجہ ذیل سات موضوعات کی تفصیلات پر مشتمل ہے:

١...... کتاب اللہ ٢...... سنتِ رسول ٣...... اجماع ٤...... قیاس ٥...... استدلال ٦...... تعادل اور ترجیح ٧...... اجتہاد۔ اور خاتمہ میں تصوف کے مبادیات کا ذکر ہے۔

(۱۷۶) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''دار الکتب المصریة '' سے شائع ہوئی ہے، نیز مصنف نے علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کے مختصر متن ''لقطة العجلان '' کی شرح ''فتح الرحمن '' کے نام سے لکھی ہے۔ یہ کتاب شیخ یاسین کے حاشیہ کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں ''مطبعة النیل '' قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

۵۴...... مشکاة الأنوار فی أصول المنار

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ فقیہ اور اصولی گزرے ہیں، آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں، مطبوعہ معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱......البحر الرائق شرح کنز الدقائق. ۲......الأشباه والنظائر.
۳......الرسائل الزینة المعروف رسائل ابن نجیم (اس میں ۴۱ رسائل ہیں)
۴......مشکاة الأنوار. ۵......لب الأصول، یہ تمام تصانیف فقہ اور اصول فقہ سے متعلق ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے اصول فقہ میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) کی کتاب ''التحریر فی أصول الفقه '' کا اختصار ''لب الأصول '' کے نام سے کیا، یہ کتاب انہوں نے ''مشکاة الأنوار '' سے قبل تالیف کی تھی، اس بات کی تصریح مصنف نے خود ''مشکاة الأنوار '' کے مقدمہ صفحہ ۶ پر کی ہے، اس کتاب کا نسخہ ''دار الکتب المصریة'' میں موجود ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کی کتاب ''منار الأنوار '' کی شرح ''مشکاة الأنوار '' کے نام سے لکھی۔ ''ھدیة العارفین: (ج ۱ ص ۳۷۸) '' میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کی تصانیف میں اس کتاب کا نام ''فتح الغفار فی شرح المنار '' ذکر کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ مصنف نے خود اپنی اسی

کتاب کے مقدمہ صفحہ ٦ پر اس کا نام ''مشکاۃ الأنوار '' بتلایا ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے مصنف چار شوال ۹۲۵ھ کو فارغ ہوئے۔

اس شرح کا ماخذ چار اہل علم کی کتب ہیں، علامہ صدر الشریعہ، علامہ اکمل الدین، علامہ تفتازانی، علامہ ابن الہمام رحمہم اللہ (مقدمہ: ص٦) یہ کتاب ''جامعہ ازہر کلیہ شریعہ اسلامیہ'' کے دوسرے سال کے کورس میں شامل ہے۔ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ میں ''مصطفیٰ البابی حلبی'' مصر سے شائع ہوئی ہے۔

مصنف کی ایک تصنیف ''الأشباه و النظائر ''ہے، جو سات فنون پر مشتمل ہے:

الفن الأول: القواعد الكلية

الفن الثانی: فن القواعد

الفن الثالث: الجمع و الفرق

الفن الرابع: الألغاز

الفن الخامس: الحيل

الفن السادس: الفروع

الفن السابع: الحكايات و المراسلات

یہ کتاب شیخ زکریا عمیرات کی تحقیق وتعلیق اور تخریج کے ساتھ ۱۴۱۹ھ میں ''دار الكتب العلمية '' سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی شروحات میں سب سے مفید شرح علامہ حموی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۸ھ) کی ''غمز عيون البصائر فی شرح الأشباه و النظائر ''ہے، چار جلدوں پر مشتمل یہ مفصل شرح ''دار الكتب العلمية '' سے طبع ہے۔

یاد رہے کہ ''الأشباه و النظائر '' کے نام سے دو مطبوعہ کتابیں اور بھی ہیں:

۱......''الأشباه و النظائر'' علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ)

۲......’’الأشباه و النظائر‘‘ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۵۵...... حاشية على التلويح على المقدمات الأربع فقط

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) ہند کے بادشاہ شاہ جہاں کے یہاں رئیس العلماء تھے، بادشاہ وقت آپ کے بڑے قدر دان تھے، دو مرتبہ آپ کا وزن کیا اور ہر مرتبہ آپ کو (۶۰۰۰) ہزار روپے اُس دور کے مطابق انعام میں دیئے۔ [1]

آپ نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ان پر تحقیق و تدقیق کا حق ادا کیا، آپ کی زیادہ تر تصانیف حواشی و تعلیقات کی صورت میں ہیں۔ علامہ اسماعیل بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے آپ کے سات حواشی کا تذکرہ کیا ہے:

۱ ...... حاشية على أنوار التنزيل للبيضاوى

۲ ...... حاشية على حاشية عبد الغفور للفوائد الضيائية فى النحو

۳...... حاشية على شرح العقائد للتفتازانى

۴...... حاشية على شرح العقائد للخيالى

۵ ...... حاشية على شرح العقائد العضدية المدوانى

۶ ...... حاشية على المطول

۷...... حاشية على مقدمات التلويح [2]

نیز حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ’’المواقف‘‘ پر بھی ان کے حاشیہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: [3]

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے ان کے علاوہ مزید

---

[1] أبجد العلوم: القسم الثالث، علماء الهند، ج ۱ ص ۷۰۱

[2] هدية العارفين: ترجمة: عبد الحكيم بن شمس الدين السيالكوتى، ج ۱ ص ۵۰۴

[3] كشف الظنون: باب الميم، ج ۲ ص ۱۸۹۳

حواشی اور تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے:

۱ ...... **حاشية على شرح الشمسية** ۲ ...... **حاشية على شرح المطالع**

۳...... **الدرة الثمينة في إثبات الواجب**

نیز مندرجہ ذیل تین کتابوں کے شروح وحواشی پر بھی حاشیے لکھے:

۱ ...... **شرح حكمة العين** ۲ ...... **شرح هداية الحكمة للميبذي**

۳...... **حاشية على هوامش مراح الأرواح**[1]

راقم نے ان کے حواشی اور تصانیف کا اس لئے ذکر کیا کہ اکثر اہل علم اِن سے اور اِن کے حواشی اور تصانیف سے ناواقف ہیں۔ان کی اصول فقہ پر تصنیف ''**حاشية على التلويح على المقدمات الأربع فقط**'' ہند سے ۱۲۲۹ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۵۶ ...... إفاضة الأنوار على أصول المنار

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) مفسر، فقیہ، اصولی اور نحوی تھے،تفسیر،فقہ،اصول،نحو وغیرہ میں عمدہ کتابیں تالیف کیں،آپ کی تصنیفات میں ''**الدر المختار، الدر المنتقى، إفاضة الأنوار، شرح قطر الندى**'' معروف ہیں۔

مصنف نے علامہ نسفی رحمہ اللہ کے معروف متن ''**منار الأنوار**'' کی شرح ''**إفاضة الأنوار**'' کے نام سے لکھی۔علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے اس شرح پر حاشیہ ''**نسمات الأسحار**'' کے نام سے لکھا،یہ شرح اور حاشیہ دونوں ۱۳۹۹ھ میں مکتبہ ''**مصطفى البابي حلبي**'' مصر سے طبع ہو چکے ہیں۔

۵۷ ...... مسلم الثبوت في أصول الفقه

علامہ محبّ اللہ بہاری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۹ھ) کو اصول فقہ اور منطق میں نمایاں

[1] أبجد العلوم: ج ۱ ص ۲۰۷

مقام حاصل تھا،آپ کی معروف تصانیف تین ہیں:

ا ...... **مسلم العلوم** ۲ ...... **مسلم الثبوت** ۳...... **الجوهر الفرد فی مسألة الجزء الذی لا يتجزأ.**

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ ان تینوں کتابوں کے متعلق فرماتے ہیں:

وهذه الثلاثة مقبولة متداولة فی مدارس العلماء. ❶

اس کتاب کی سب سے مفید شرح علامہ عبد العلی محمد بن نظام انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) کی "**فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت**" ہے،جو دو جلدوں میں طبع ہے۔عبد اللہ محمود محمد عمر کی تحقیق کے ساتھ "قدیمی کتب خانہ" کراچی سے بھی طبع ہے۔علمی استعداد میں ترقی کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔اس کتاب کی ایک شرح علامہ محمد بشیر الدین قنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۶۴ھ) نے "**کشف المبهم مما فی السلم**" کے نام سے تالیف کی۔ ❷

۵۸ ...... نور الأنوار فی شرح المنار

یہ ملا جیون حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) کی تصنیف ہے،شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۸ھ) نے ان سے زانوئے تلمذ طے کئے،اِن کی تصانیف میں مطبوعہ دو کتابیں ملتی ہیں:

ا ...... **التفسيرات الأحمدية فی بيان الآيات الشرعية** ۲ ...... **نور الأنوار**

"**نور الأنوار**" علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کی "**منار الأنوار**" کی شرح

❶ أبجد العلوم: القسم الثالث، علماء الهند، ج ۱ ص ۷۰۴/ هدية العارفين: ترجمة: محب الله البهاری، ج ۲ ص ۵

❷ هدية العارفين: ج ۲ ص ۳۷۲/ نزهة الخواطر: ج ۷ ص ۹۳۶/ الفتح المبين: ج ۳ ص ۱۵۱

ہے۔ مصنف نے چالیس ایام میں یہ کتاب تصنیف کی، اللہ تعالی نے اس کتاب کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی، ہندوستان، پاکستان میں یہ کتاب درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔ اس پر مفید حاشیہ علامہ عبدالحلیم لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۵ھ) نے ''قمر الأقمار'' کے نام سے لکھا، جو اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

۵۹ ...... عقد الجید فی أحکام الاجتهاد و التقلید

محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم مفسر، فقیہ اور اصولی تھے۔ آپ نے علوم ظاہرہ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور صرف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ ۱۱۴۴ھ میں حرمین کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے مستفید ہوئے، پھر واپس دہلی لوٹ آئے۔ آپ کی تصانیف میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱ ...... فتح الرحمن ۲ ...... الفوز الکبیر ۳...... حجة الله البالغة ۴......تراجم أبواب البخاری ۵...... المصفی شرح الموطا ۶ ...... المسوی شرح الموطا ۷...... التفهیمات الإلهیة ۸...... إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء ۹ ...... الدر المثین فی مبشرات النبی الأمین ۱۰ ...... الإنصاف فی أسباب الاختلاف.

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اصول فقہ کے جمیع ابواب پر مشتمل کوئی مکمل کتاب نہیں لکھی سوائے ''عقد الجید'' کے۔ اس میں ابوابِ اصولِ فقہ میں سے ایک باب ''الاجتهاد و التقلید'' کو زیر بحث لائے ہیں، اس کتاب میں اجتہاد کا حکم، اس کی شرائط اور اقسام، مجتہد کی صفات، مذاہب اربعہ کی تقلید اور دیگر اجتہاد و تقلید سے متعلق مفید مباحث ذکر کی ہیں۔ مسائل اصولِ فقہ میں آپ کی آراء منتشر صورت میں موجود ہیں، ڈاکٹر مظہر صاحب نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ بعنوان ''اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ'' میں ان آراء کو

یکجا کیا ہے، اور اس پر کراچی یونیورسٹی پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری آپ نے حاصل کی، یہ مقالہ کتابی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

آپ نے فقہائے کرام کے درمیان فقہی مسائل میں اختلاف کے اسباب ''**الإنصاف فی أسباب الاختلاف**'' میں بیان کئے۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ یہ کتاب ''**دار النفائس**'' بیروت سے طبع ہوچکی ہے۔ شیخ صدرالدین اصلاحی نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

۶۰...... إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول

علامہ محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فقیہ، اصولی، مقری اور نظار تھے، تفسیر، حدیث اور تاریخ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، مختلف فنون پر آپ کی کتب کی تعداد سو سے زائد بیان کی جاتی ہے، جس میں بیالیس کتب و رسائل مطبوعہ ہیں باقی سب مخطوطات کی شکل میں ہیں۔ مصنف کی معروف تصانیف میں ''**فتح القدیر، نیل الأوطار، السیل الجرار، إرشاد الفحول، البدر الطالع**'' اور ''**القول المفید فی أدلۃ الاجتھاد و التقلید**'' ہیں۔ مصنف نے ''**إرشاد الفحول**'' کو ایک مقدمہ، سات مقاصد اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

(مقدمہ) میں اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض وغایت، استمداد، احکام اور اس کی اقسام، مبادی لغویہ اور الفاظ کی تقسیمات پر کلام کیا۔ کتاب کے سات مقاصد درج ذیل ہیں:

پہلا مقصد کتاب عزیز میں ہے۔

دوسرا مقصد سنت اور اس کے متعلقات کے مباحث میں ہے۔

تیسرا مقصد اجماع اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چوتھا مقصد اوامر ونواہی، عموم وخصوص اور دلالت کے بارے میں ہے۔

پانچواں مقصد قیاس اور اس کے متلقات میں ہے۔

چھٹا مقصد اجتہاد، تقلید اور افتاء میں ہے۔

ساتواں مقصد تعادل وترجیح میں ہے۔

خاتمۃ الکتاب مندرجہ ذیل دو مسائل پر مشتمل ہے:

پہلا مسئلہ وہ اصل جس میں اختلاف واقع ہوا، کیا وہ اباحت ہے یا منع؟

دوسرا مسئلہ اس میں منعم کے شکر کا عقلاً وجوب ہونے پر بحث کی ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ ہر مسئلے میں صاحب رائے کی رائے کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، آراء ذکر کرنے کے بعد اس پر مناقشہ کرتے ہیں اور پھر راجح قول کی نشاندہی کرتے ہیں، کبھی کبھار ان کی رائے تمام علماء کی آراء سے منفرد ہوتی ہے۔ محقق دکتور شعبان محمد اسماعیل ان کے منہج پر ان کلمات کے ساتھ اظہارِ خیال فرماتے ہیں:

وبالجملة فإن كتاب "إرشاد الفحول" قد فتح آفاقا واسعة للبحث والمناقشة، وأضاف إلى علم الأصول إضافات جديدة، وفتح أمام العلماء أبوابا من البحث والاجتهاد من خلال عرضه لآراء العلماء ومستندهم في كل مسألة، بعد تحرير محل الخلاف ومنشئه ثم بمناقشة كل دليل وبيان الراجع من المرجوح. [1]

ترجمہ: مجموعی طور پر کتاب "**إرشاد الفحول**" نے نئے نئے باب کھولے اور بحث ومناقشہ کے میدان کو وسعت دی اور علم الاصول میں نت نئے اضافے کئے اور علماء کے سامنے بحث واجتہاد کے دروازے کھولے۔ اپنے بیان کی توضیح میں علماء کی آراء پیش کیں اور ہر مسئلہ میں محل اور مظہر خلاف تحریر کرنے کے بعد دلیل لائے اور دلیل پر مناقشہ کیا اور ان

[1] إرشاد الفحول: مقدمة المحقق، ص ۳۱

میں سے راجح قول بیان کیا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کا ''إرشاد الفحول ''میں منہج یہ ہے کہ انہوں نے تقلید کے بجائے اجتہاد کا راستہ اپنایا اور اپنے لئے ایک جداگانہ فقہی مذہب اختیار کیا۔

مصنف ابتداء میں امام زید بن علی بن حسین رحمہ اللہ کے مذہب پر کاربند ہونے کی وجہ سے زیدیہ کہلاتے تھے۔ بعد میں انہوں نے تقلید ترک کر کے اجتہاد کا دعوی کیا، اور ایک قدم آگے بڑھ کے تقلید کی مذمت وحرمت اور اپنے لئے اجتہاد کے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے ایک رسالہ لکھا ''القول المفید فی أدلة الاجتهاد و التقلید ''اس رسالے کے چند عنوانات ملاحظہ کریں:

أقوال العلماء فی النهی عن التقلید.

أقوال الأئمة الأربعة فی النهی عن التقلید.

القول بانسداد باب الاجتهاد بدعة شنیعة.

إبطال التقلید.

عناوین میں جب اس قدر شدت ہے تو کتاب کے مشمولات کا کیا کہنا؟ مصنف اپنی کتاب ''نیل الأوطار ''اور ''السیل الجرار ''میں بھی اسی رَوش پر چلے ہیں۔ صحابہ وتابعین، فقہاء وعلماء کے اقوال ودلائل بیان کرنے کے بعد اپنی ایک خاص رائے کے بیان پر کلام ختم کرتے ہیں۔ نیز علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کے لئے اجتہاد آسان ہے:

فإنه لا یخفی علی من له أدنی فهم أن الاجتهاد قد یسر الله للمتاخرین تیسیرا لم یکن المسابقین لأن التفاسیر للکتاب العزیز قد دونت، وصارت فی الکثرة إلی حده یمکن حصره و کذلک السنة المطهرة وتکلم الأئمة

فی التفسیر و الترجیح و التصحیح و التجریح بما هو زیادة علی ما یحتاج إلیه المجتهد.❶

ترجمہ: بلا شبہ تھوڑی سی بھی عقل رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے متاخرین کے لئے اجتہاد آسان فرمادیا ہے، اور یہ آسانی سابقین کو میسر نہیں تھی۔ کیونکہ کتاب اللہ کی تفاسیر اتنی کثرت سے مدوّن ہوچکی ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح سنتِ مطہرہ بھی مدوّن ہوچکی ہے، ائمہ کرام نے بھی تفسیر، ترجیح، تصحیح، تجریح سے متعلق بہت کچھ لکھ دیا ہے، جس سے اجتہاد کرنے میں سہولت پیدا ہوگئی ہے۔

یہ کتاب دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں ''دار الکتب'' مصر سے طبع ہے، یہ نسخہ محققانہ ہے۔

۶۱...... حصول المأمول من علم الأصول

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی یہ کتاب علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی کتاب ''إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول'' کا اختصار ہے، ''حصول المأمول'' پہلی مرتبہ ۱۴۰۶ھ میں ''دار الصحوة'' قاہرہ سے مقتدی حسن الازہری کی تعلیق کے ساتھ شائع ہوئی۔

۶۲...... علم أصول الفقه

شیخ عبدالوہاب خلاف رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۵ھ) کی یہ کتاب چار قسموں پر مشتمل ہے:

۱...... ''القسم الأول: فی الأدلة الشرعیة'' اس قسم کے تحت انہوں نے قرآن، سنت، اجماع، قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، عرف، استصحاب، شرائع من قبلنا،

❶ إرشاد الفحول: المقصد السادس، الفصل الأول، ج۲ ص ۲۱۴

قولِ صحابی کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

۲......"القسم الثانی: فی الأحکام الشرعیة "اس قسم کے تحت انہوں نے حاکم، حکم، محکوم فیہ، محکوم علیہ کا تذکرہ کیا ہے۔

۳......"القسم الثالث: فی القواعد الأصولیة اللغویة"اس کے تحت انہوں نے خاص، عام، مشترک، مؤول، عبارت النص، اشارۃ النص، دلالت النص، اقتضاء النص، خفی، مشکل، مجمل، متشابہ، مفہوم مخالف، مفہوم موافق وغیرہ اصطلاحات بمع امثلہ کے بیان کی ہے۔

۴......"القسم الرابع: فی القواعد الأصولیة التشریعیة"اس قسم کے تحت انہوں نے پانچ اہم قواعد قدرے تفصیل سے بیان کئے ہیں۔اس کتاب میں نہایت عام فہم اور مربوط انداز میں اصطلاحات، توضیح اور امثلہ بیان کی ہیں۔(۲۳۲)صفحات پر مشتمل یہ کتاب"مکتبة الدعوة"سے شائع ہوئی ہے۔

۶۳ ...... أصول الفقه الإسلامی

دکتور وہبۃ الزحیلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۶ھ) جامعہ دمشق میں فقہ اور اصول فقہ کے کبار اساتذہ میں سے تھے، آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف اہل علم کے درمیان معروف ہیں:

۱ ...... الفقه الإسلامی و أدلته

۲ ...... أصول الفقه الإسلامی

۳...... آثار الحرب فی الفقه الإسلامی

۴...... الفقه الإسلامی فی أسلوبه الجدید

۵ ...... العلاقات الدولیة فی الإسلام

۶ ...... العقوبات الشرعیة و أسبابها

مصنف کی ''أصول الفقه الإسلامی ''ایک تمہید اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ تمہید میں مبادیاتِ فقہ سے متعلق مباحث ہیں:

الباب الأول: الأحكام الشرعية

الباب الثاني: طرق استنباط الأحكام من النصوص

الباب الثالث: مصادر الأحكام الشرعية

الباب الرابع: النسخ

الباب الخامس: تعليل النصوص

الباب السادس: مقاصد الشرعية العامة

الباب السابع: الاجتهاد و التقليد

الباب الثامن: التعارض و الترجيح

جامعیت، تحقیق وتدقیق اور استیناد کے لحاظ سے یہ کتاب بے نظیر ہے۔ یہ کتاب متقدمین، متاخرین کی کتب اصولِ فقہ کا نچوڑ ہے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ صحیح معنوں میں کرے تو اُسے اِس فن پر فی الجملہ کسی اور کتاب کے مطالعے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس فن کو پڑھانے والے اہل علم حضرات سے خصوصی درخواست ہے کہ اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ (۱۲۳۰) صفحات پر مشتمل یہ جامع اور محقق کتاب ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے بھی دو جلدوں میں طبع ہے۔

اردو فتاویٰ کا تعارف

۱......فتاویٰ عزیزی

یہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی طرف منسوب فتاویٰ ہے۔

آپ کا اَصلی نام "عبد العزیز" اور تاریخی نام "غلام حلیم" ہے، سلسلہ نسب اَمیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی وِلادت ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ بمطابق ۳۱ ستمبر ۱۷۴۶ء بروز جمعرات کو ہوئی۔ حافظہ اور ذہانت خداداد تھی، قرآنِ مجید کے ساتھ فارسی بھی پڑھ لی اور گیارہ برس کی عمر میں عربی کا اِنتظام ہوا، پندرہ برس کی عمر میں جملہ علوم رسمیہ سے فراغت حاصل کی، علومِ عقلیہ کی تکمیل اپنے والد محترم کے بعض شاگردوں سے کی اور علومِ اَصلیہ یعنی حدیث وفقہ کا حصول اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) سے کیا۔ ابھی آپ سترہ برس کے تھے کہ والد ماجد اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اِس بنا پر جو علوم باقی رہ گئے تھے اُن کی تکمیل آپ نے اپنے والد ماجد کے شاگردِ رشید شاہ محمد عاشق پھلتی سے کی۔ آپ چونکہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بڑے فرزند تھے، لہٰذا مسندِ درس وخلافت آپ ہی کے سپرد ہوئی اور آپ درس و تدریس، ہدایت و اِرشاد اور تصنیف و تالیف میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کو تمام علومِ عقلیہ ونقلیہ میں کامل مہارت تھی، حافظہ بلا کا تھا، تقریر اِنتہائی مرتب ودِل نشین کرتے تھے، اَندازِ سحر اَنگیز اور نصیحت معنی خیز ہوتی تھی، اِس چیز نے آپ کو مرجع عوام وخواص بنا دیا تھا۔ علوِ سند کی وجہ سے دُور دُور سے طلبہ آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کے حلقہ درس میں شرکت کرتے اور سند فراغت حاصل کرتے۔ حضرت کی ذات

سے ہندوستان میں علومِ اِسلامیہ خصوصاً حدیث و تفسیر کا خوب چرچا ہوا، مسلمانوں کی اِصلاح ہوئی اور فتنوں کا سد باب ہوا، آپ ہی کی اخلاص وتقویٰ، للّٰہیت اور علوم و مصارف نے شاگردوں اور مریدوں میں وہ رُوح پھونکی جس نے مسلمانوں میں اِنقلاب برپا کردیا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی نے شیخ محمد تھانوی شاگردِ رشید حضرت شاہ محمد اِسحاق محدثِ دہلوی سے نقل کیا ہے کہ (اُنہوں نے) حضرت شاہ صاحب کی نسبت فرمایا اِن کو چھ ہزار اَحادیث کے متن یاد تھے۔ ❶

علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:
حضرت شاہ صاحب اپنے وقت میں علماء اور مشائخ کے مرجع تھے، تمام علومِ متداولہ و غیر متداولہ میں اُن کو جو مقام حاصل تھا وہ بیان سے باہر ہے، باطنی کمال کے ساتھ صوری جاہ و عزت اور ظاہری تعظیم و احترام بھی حاصل تھا، اَمیر المجاہدین سیّد اَحمد شہید کو اِن ہی سے بیعتِ طریقت حاصل تھی، بلادِ ہند میں علم و عمل کی سیادت اِن پر اور اِن کے بھائیوں پر ختم تھی، اِن کی کتابیں فضلاء کی معتمد علیہ ہیں، اِن کا خاندان علومِ حدیث اور فقہ حنفی کا خاندان ہے، اِس علم شریف کی خدمت جیسی اِس خاندان سے اِقلیم ہند میں بن آئی کسی دُوسرے خاندان کی بابت مشہور و معلوم نہیں، درحقیقت اِس سرزمین میں عمل بالحدیث کی تخم ریزی اِن کے والد ماجد نے کی اور اُنہوں نے اِس کو برگ و بار بخشے اور پروان چڑھایا۔ ❷

حضرت مولانا سیّد عبدالحیٔ حسنی رحمہ اللہ نے حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اِن الفاظ سے شروع کیا ہے:

الشیخ الامام، العالم الکبیر، العلامۃ، المحدث عبد العزیز بن ولی اللّٰہ

❶ الاضافات الیومیہ من الافادات القومیہ ص ۲۷۰، اِدارہ اَشرفیہ ملتان

❷ ماخوذ اَز اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین: ص ۲۹۶ مطبع نظامی کانپور

بن عبد الرحيم العمرى الدهلوى سيّد علمائنا فى زمانه ابن سيّدهم لقبه بعضهم سراج الهند وبعضهم بحجة اللّٰه.

اور آگے تحریر فرماتے ہیں :

وكان رحمه اللّٰه أحد أفراد الدنيا بفضله، وآدابه، وعلمه، وذكائه وفهمه، وسرعة حفظه اشتغل بالدرس والافادة وله خمس عشرة سنة، فدرس وافاد حتى صار فى الهند العلم المفرد وتخرج عليه الفضلاء وقصدته الطلبة من اغلب الارجاء وتها فتو عليه تهافت الظمآن على الماء...... ولعلك تتعجب انه كان مع هذه الأمراض المولمة والأسقام المفجعة، لطيف الطبع حسن المحاضرة جميل المذاكرة فصيح المنطق مليح الكلام ذا تواضع وبشاشة كثير البحث عن الحقائق، قوى التصور و تود ولا يمكن الاحاطة بوصفه ومجالسته هى ترهة الأذهان والعقول بما لديه من الأخبار التى تنشف الأسماع والأشعار المهذبة للطبائع. ❶

حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی معروف تصانیف

(ا) ''تحفہ اِثنا عشریہ'' ۱۲۴۰ھ کی تصنیف ہے، فارسی زبان میں ردِّ روافض پر اِنتہائی بہترین کتاب ہے، جس کے بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) فرمایا کرتے تھے کہ تحفہ تو تحفہ ہے۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ''ہدیۃ الشیعہ'' نامی جو کتاب قلمبند فرمائی تو مدار ''تحفہ اِثنا عشریہ'' ہی کو بنایا، غالبًا یہی وہ کتاب تھی جس کی پاداش میں روافض کی طرف سے حضرت شاہ صاحب کو دو مرتبہ زہر دیا گیا، ایک دفعہ تو چھپکلی کا اُبٹن دیا گیا جس سے حضرت پر بیماریوں کا ہجوم ہوا، علامہ سیّد عبد الحیٔ رحمہ اللہ حسنی نے

❶ نزهة الخواطر : ۷/ ۲۶۸

''نزھۃ الخواطر ''میں آپ کے ترجمہ میں کئی بیماریوں کا ذکر کیا ہے، جن میں برص اور جذام جیسی جان لیوا بیماریاں بھی تھیں، صرف اِسی پر روافض کے کلیجے ٹھنڈے نہ ہوئے بلکہ اُس وقت دہلی پر تسلط دُشمنِ اَولیاء اللہ نجف علی خاں کا تھا، جس نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے پہنچے نکلوا کر ہاتھوں کو بیکار کروادیا تا کہ آئندہ وہ کوئی تحریر نہ لکھ سکیں اور حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کو شہید کروادیا تھا، اِسی نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کو مع اہل وعیال وحضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے اپنے قلمرو سے نکلوادیا تھا اور سوار ہونے کی اِجازت بھی نہ دی تھی، حضرت پیدل شاہدرہ اور پھر جونپور تشریف لے گئے تھے، اِس سفر میں حضرت کو لُو لگی جس سے حضرت کی طبیعت میں حدّت پیدا ہوگئی۔ (اَرواحِ ثلاثہ)

(۲) ''تفسیر عزیزی'' ہے، جس کا نام ''فتح العزیز'' ہے، شدید بیماری کی حالت میں آپ نے اس کا املاء کروایا تھا، یہ کئی ضخیم جلدوں میں تھی لیکن انقلابِ ہند کے زمانے میں اس کی پہلی اور آخری جلد کے علاوہ بقیہ تمام تفسیر ضائع ہوگئی:

وأما مصنفاته فأشهرها: تفسير القرآن المسمى بفتح العزيز صنفه في شدة المرض ولحوق الضعف إملاء وهو في مجلدات كبار...... ضاع معظمها في ثورة الهند وما بقي منها إلا مجلدان من أول و آخرَ. ❶

اگر یہ مکمل تفسیر موجود ہوتی تو کتبِ تفاسیر میں اس کی ایک نمایاں شان ہوتی، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) اس تفسیر کے متعلق فرماتے ہیں:

یا لیت! لو كمل هذا التفسير على هذا النمط البديع لقضى عنا حق تفسير القرآن العظيم حسب المقدور البشرى. ❷

❶ نزهة الخواطر: ج۷ ص۲۶۸ ❷ يتيمة البيان: ص۴۵

ترجمہ: اے کاش! کہ یہ تفسیر اگر اسی انداز میں مکمل ہوجاتی تو بشری وسعت وطاقت کے مطابق قرآن عظیم کی تفسیر کا ہماری طرف سے حق ادا ہوجاتا۔

(۳) ''بستان المحدثین'' اس کتاب میں اختصار کے ساتھ محدثین کرام اور اہم کتب حدیث کا تعارف ہے۔

(۴) ''عجالہ نافعہ'' اس کتاب کی نہایت عالمانہ اور محققانہ شرح محقق العصر حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہٗ نے ''فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ'' کے نام سے لکھی ہے۔

(۵،۶) علم بلاغت میں ان کا رسالہ ''میزان البلاغة'' ہے اور علم کلام میں ''میزان الکلام'' ہے۔ان کی ایک تصنیف ''فتاوی عزیزی'' ہے۔

(۷) ''فتاوی عزیزی'' یہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی طرف منسوب مختلف مضامین اور فتاوی کا بیش بہا علمی مجموعہ ہے، اس فتاوی میں فقہ، عقائد، تصوف اور کلام کے مضامین شامل ہیں، اس فتاوی میں حضرت شاہ صاحب کے مختلف رسائل بھی شامل ہیں، اس فتاوی میں درج ذیل پانچ بڑے ابواب کے تحت مسائل ہیں:

۱...... ''باب التفسیر و التشریح'' اس کے تحت قرآنی کریم کی مختلف آیات کی تفسیر ہے۔

۲...... ''باب التصوف'' اس کے تحت تصوف، وحدت الوجود، توحید وجودی، کشف، الہام، استعانت بالا رواح، استمداد از اہل قبور اور دیگر بدعات ورسومات سے متعلق مسائل کے جوابات ہیں۔

۳...... ''باب الخلافة'' اس کے تحت تفضیل شیخین، بارہ خلفاء، ائمہ اثنا عشریہ، خلافت علی منہاج النبوۃ اور دیگر امامت وخلافت سے متعلق مباحث ہیں۔

۴...... ''باب العقائد'' اس کے تحت عقیدہ بداء، رؤیت باری تعالی، شفاعتِ انبیاء

وشہدا و علماء کی وضاحت، عدالتِ صحابہ، واقعہ معراج، عصمت انبیاء، تکفیر اہلِ قبلہ، فرقہ امامیہ اور دیگر گمراہ فرقوں کا ذکر ہے۔

۵...... "**باب الفقه**" اس کے تحت طہارت، نماز، روزہ، حج، جنازہ، نکاح، طلاق، بیع وشراء، رہن، ہبہ اور سود سے متعلق اہم فقہی مسائل کا ذکر ہے۔

یہ فتاوی فارسی زبان میں ہے، ان کا اردو ترجمہ مولانا عبدالواحد صاحب غازی پور رحمہ اللہ نے ۱۳۲۲ھ میں کیا، اب یہ ترجمہ مختلف ومتنوع عناوین کے تحت "ایچ ایم سعید" کراچی سے (۶۳۱) صفحات پر طبع ہے۔ اس فتاوی پر اب تک کوئی علمی وتحقیقی کام نہیں ہوا، اگر اس ترجمہ کو تعلیق وتحقیق اور تخریج کے ساتھ عمدہ طباعت میں شائع کیا جائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی۔

"فتاوی عزیزی" میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بہت سے اضافے کئے گئے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعض سوانح نگاروں نے اس فتاوی کو آپ کی تصانیف میں شمار کیا ہے، جیسے صاحبِ "**نزهة الخواطر**" نے (ج ۷ ص ۱۰۱۷) میں، لیکن بعض محققین اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اسے مستقل تصنیف نہیں کیا، بلکہ متعدد اوقات میں آپ سے مسائل پوچھے گئے، آپ نے کسی کو تحریری اور کسی کو زبانی جواب دیا، بعد میں کسی نے ان مسائل کو جمع کر کے طبع کیا، اب وہ جامع کون ہے، بالتحقیق اس کے بارے میں علم نہیں، اس فتاوی میں خصوصاً عقائد اور بدعات ورسومات سے متعلق بعض جوابات ایسے ہیں جو جمہور اہلِ علم کے نقطہ نظر سے ہٹ کر ہیں، اس میں بہت سے اضافے اور الحاقات ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

"الفتاوى العزيزية" المنسوبة إلى الشيخ عبد العزيز المحدث

الدهلوی رحمه الله، فإن هذا الكتاب ليس من تأليفه، وإنما جمع رجل فتاواه بعده، والجامع لا يعرف، وقد سمعتُ من والدی الشيخ المفتی شفيع قدّس سره أنه يوجد فی هذا الكتاب إلحاقات لا تصح نسبتها إلى الشيخ الدهلوی رحمه الله، فلا ينبغی الاعتماد عليها ما لم يتأيد مضمونه بدليل آخر. ❶

ترجمہ: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ''الفتاوی العزیزی'' ان کی تالیف نہیں ہے، ان کے بعد کسی شخص نے ان کے فتاوی کو جمع کیا اور یہ شخص معلوم نہیں ہے، میں نے اپنے والد حضرت مفتی محمد شفیع قدس سرہ سے یہ سنا ہے کہ اس کتاب میں بعد میں کئے گئے بہت سے ایسے اضافے موجود ہیں جن کی نسبت حضرت شاہ عبد العزیز کی طرف کرنا درست نہیں ہے، لہذا جب تک اس کے مضمون کی تائید کسی اور دلیل سے نہ ہو جائے صرف اس پر اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے۔

۲......مجموعۃ الفتاوی

یہ محقق العصر علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کے فتاوی ہیں، آپ نہایت وسیع النظر اور وسیع المطالعہ عالم تھے، آپ کو علم حدیث، فن رجال، اصول حدیث اور فقہ میں ید طولی حاصل تھا، آپ نے اپنی چالیس سالہ عمر میں مختلف علوم وفنون پر چھوٹے بڑے ایک سو دس (۱۱۰) کتب ورسائل تصنیف کئے۔ آپ نے اکیلے وہ علمی وتحقیقی کام کئے جو اکیڈمیاں صدیوں میں نہیں کر سکتیں ''**فكل ميسّر لما خلق له**'' آپ کی فقہی خدمات میں نمایاں ''**السعاية، عمدة الرعاية**'' اور ''ہدایہ'' کی چاروں جلدوں پر حواشی اور ''**مجموعة الفتاوی**'' ہیں، یہ فتاوی تین اجزاء پر مشتمل ہیں، اس میں درج ذیل

❶ أصول الإفتاء وآدابه: الأصل الخامس، الوجه الخامس، ص ۲۱۶، ۲۱۷

موضوعات پر سوالات کے جوابات ہیں:

کفر وایمان، عقائد، سنت وبدعت، قرآن وحدیث، جنت وجہنم، علم وعلماء، طہارت ونجاست، صلوۃ وزکوۃ، جمعہ وعیدین، تجہیز وتکفین، نکاح وطلاق، بیع وشراء، قرض ورشوت، اکل وشرب، لباس وزینت، وصایا ودعوی، قضاء وشہادت، بیعت وخلافت، صلح وغصب، رہن واجارہ، حدود وتعزیرات، صید واضحیہ اور جہاد وغنیمت سے متعلق عنوانات کے تحت سوالات کے جوابات ہیں۔

اس فتاوی میں اکثر سوالات کے جوابات عربی اور فارسی میں تھے، تو حضرت مولانا مفتی محمد برکت اللہ فرنگی محلی رحمہ اللہ نے اس فتاوی کا اردو ترجمہ کیا، اور اس فتاوی کے منتشر مسائل کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔ پھر حضرت مولانا مفتی محمد وصی علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے ان تمام مسائل کی ازسرِنو مفصل ومکمل فہرست مرتب کی، جس سے اس بحر بے کنار سے استفادہ آسان ہوگیا، یہ فتاوی تحقیق وتدقیق، گہرائی وگیرائی کا اور بیش بہا علمی وتدقیقی معلومات کا ایک نادر خزانہ ہے، لیکن افسوس کہ اس فتاوی کی اب تک علمی وتحقیقی اعتبار سے کوئی خدمت نہیں کی گئی۔ اگر اس فتاوی کو تعلیق وتحقیق اور تخریج کے ساتھ کمپوز کر کے جدید اسلوب میں شائع کیا جائے تو فقہ اور فتوی سے منسلک حضرات کے لئے ایک گراں قدر علمی سرمایہ ہوگا۔

موجودہ فتاوی کا یہ ترجمہ تین حصوں میں ہے، جو تقریباً (۱۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، یہ فتاوی ''ایچ ایم سعید'' کراچی سے طبع ہے۔

فائدہ: علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی خودنوشت سوانح اور تصانیف کے اسماء کے لئے ''**النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير**'' کے صفحہ ۶۴ تا ۷۴ کا مطالعہ کریں۔

۳......فتاوی رشیدیہ

یہ فقیہ النفس علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے فتاوی کا مختصر سا

مجموعہ ہے، جو ایک ہزار اکتیس (۱۰۳۱) فتاوی پر مشتمل ہے۔

حدیث اور فقہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے دو خاص موضوع تھے، چنانچہ قیام گنگوہ کے زمانہ میں درس حدیث کے ساتھ فقہ و فتاوی کا سلسلہ بھی جاری تھا اور ہندوستان کے علاوہ بیرونِ ملک سے بھی کثرت سے استفتاء آپ کی خدمت میں آتے تھے، فقہ و فتاوی میں آپ کے مقام کا یہ حال تھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) کے پاس جو استفتاء آتے تھے حضرت نانوتوی عموماً وہ استفتاءات حضرت گنگوہی کے سپرد کر دیتے تھے اور آپ ان کے جوابات لکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت نانوتوی کی وفات کے بعد بھی دار العلوم دیوبند میں آنے والے اہم استفتاء آپ ہی کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے، اور آپ ان کے جواب عنایت فرماتے تھے اور کبھی خود دار العلوم تشریف لاکر استفتاء کے جواب تحریر فرمایا کرتے تھے، نیز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) بھی اپنے قیام تھانہ بھون کے زمانہ میں اہم مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ کی فقہی بصیرت کا اعتراف کرتے ہوئے محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) آپ کو "فقیہ النفس" کہا کرتے تھے، اور آپ کو علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) پر بھی ترجیح دیا کرتے تھے، علامہ کشمیری رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اب سے ایک صدی پہلے تک اس شان کا فقیہ النفس جماعتِ علماء میں نظر نہیں آتا ہے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ چونکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ہم عصر تھے، اس لئے آپ کے پاس بدعات و رسومات سے متعلق زیادہ استفتاء آتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کے بیشتر فتاوی انہیں موضوعات پر مشتمل ہیں۔

یہ فتاوی آپ نے زندگی کے مختلف اوقات میں اور خصوصاً دار العلوم دیوبند کے سرپرست ہونے کی حیثیت سے آنے والے استفتاء کے جواب میں لکھے ہیں، اس میں وقت کے لحاظ

سے بدعات ورسومات اور عقائد سے متعلق بھی بہت سے فتاوی ہیں، ابتداء میں آپ کے فتاوی کے نقول محفوظ رکھنے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا، اس لئے آپ کے بہت سے فتاوی اب تک پردہ خفا میں ہیں۔ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ مولانا نور الحسن کاندھلوی صاحب نے مولانا گنگوہی کے غیر مطبوعہ فتاوی کی ایک مناسب تعداد حاصل کی ہے، جسے وہ مستقل مجموعے کی شکل میں شائع کرنے والے ہیں، راقم الحروف کو بھی اِسے دیکھنے کا موقع ملا ہے، امید ہے کہ یہ مجموعہ کم و کیف دونوں اعتبار سے پہلے مجموعہ سے بڑھ کر ہوگا۔ (۱)

اس فتاوی میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات، تقلید واجتہاد، نکاح وطلاق، صید وذبائح اور حظر واباحت وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اہم مسائل کے جوابات ہیں۔

آپ کے سینکڑوں فتاوی ''تذکرۃ الرشید'' اور ''مکاتیبِ رشیدیہ'' میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی جزائے خیر دے حضرت مولانا مفتی محمد طیب یوسف صاحب کو جنہوں نے مختلف کتب سے حضرت کے فتاوی کو تبویب وتخریج کے ساتھ فتاوی رشیدیہ میں جمع کیا۔ مرجوح اور متعارض فتاوی کی نشاندہی کر کے جمہور علمائے احناف اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کا مفتی بہ قول ذکر کیا ہے، فتاوی کے شروع میں حضرت گنگوہی کی مختصر سوانح بھی ذکر کی ہے، اب یہ فتاوی تبویب، ترتیبِ جدید اور تخریج وتحقیق کے ساتھ ''اشاعت اکیڈمی'' پشاور سے شائع ہوئے ہیں۔

۴......فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) متعدد علوم وفنون کے متبحر عالم تھے، تاہم حدیث وفقہ سے آپ کو خاص مناسبت تھی، اور یہ مناسبت حضرت مولانا

(۱) کتاب الفتاوی: ۲۳۹/۱، ۲۴۰

رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ جیسی فقیہ النفس شخصیت کی سرپرستی اور شفقت وعنایت کی وجہ سے آپ میں پیدا ہوئی تھی۔ آپ کی شانِ تفقہ اور فقہی بصیرت کا سب سے پہلا نمونہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے فقہی اشکالات وجوابات ہیں، جن میں فقہ کی بعض اہم ترین کتابوں خصوصاً ہدایہ کی بعض عبارتوں اور دقائق کو حل کرنے کی درخواست کی گئی تھی، چنانچہ آپ کے خطوط کے جواب میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شبہات ہدایہ آپ نے کیا لکھے، اجتہادیات کی لِم (حقیقت) کا استفسار ہے، یہ وہ مقام ہے کہ بندہ اس مقام پر طلبہ سے بیان کرتا ہے اور طلبہ آج تک قبول کرتے رہتے ہیں، مگر تم ماشاء اللہ ذکی آدمی ہو، اگر کوئی شبہ، خدشہ کرو گے تو پھر شروح کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ ❶

اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ آپ کی باریک بینی اور ہدایہ کی عبارت پر شبہات کی قوت کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں:

تم جیسے ذکی کا جواب مجھ جیسے مٹھے (کند ذہن) سے کیسے ہوگا؟

استفسارات آپ کے سب کے سب قوی ہیں، ہر ایک کا جواب نہیں دے سکتا۔ ❷

ماضی قریب کے مشہور عالم ومفکر حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ آپ کی شانِ تفقہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہمارے اس عہد میں جن چیدہ اور برگزیدہ علماء کو اس دولت علم وحکمتِ دین سے بہرہ وافر ملا، جس کو حدیث صحیح میں ''مَن يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ'' ❸ کے عمیق وجامع الفاظ سے ادا کیا گیا ہے، ان میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری

❶ تذکرۃ الخلیل: ص ۸۳ ❷ تذکرۃ الرشید: ۱/۱۶۲

❸ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقهه فی الدین، ۱/ ۲۵، رقم الحدیث: ۷۱

رحمہ اللہ خاص مقام رکھتے ہیں۔ اور اس کے حامل ومتصف کو فقیہ النفس کے لفظ سے ہماری قدیم کتابوں میں یاد کیا گیا ہے۔ (1)

یہ فتاوی علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہیں، یہ آپ کے اُن فتاوی کا مجموعہ ہے جو آپ نے مظاہر علوم کے دار الافتاء سے جاری فرمائے تھے، اسی لئے اس کو ''فتاوی مظاہر علوم'' کہتے ہیں، اور آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو ''فتاوی خلیلیہ'' بھی کہتے ہیں۔ ان فتاوی کو مولانا سید خالد صاحب نے مرتب کیا ہے، اس فتاوی کے شروع میں حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا قیمتی پیش لفظ ہے، مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری نے مقدمہ وتعارف کے عنوان سے (۴۰) صفحات پر حضرت شیخ کی تفصیلی سوانح اور اس فتاوی کا تعارف کرایا ہے۔ مرتب نے فقہی ابواب کی ترتیب پر تعلیق وتخریج کے ساتھ اس کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے، فتاوی کا یہ مجموعہ ایک جلد میں (۴۷۲) صفحات اور ایک سوستر (۱۷۰) فتاوی پر مشتمل ہے۔ یہ فتاوی ''مکتبۃ الشیخ'' بہادر آباد سے طبع ہے۔

۵......فتاوی دار العلوم دیو بند

یہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ قاسم العلوم والخیرات علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو ایک دینی ادارہ کی ''مدرسہ اسلامی عربی'' کے نام سے داغ بیل ڈالی، یہی ادارہ آگے چل کر ''دار العلوم دیو بند'' کے نام سے مشہور ومعروف ہوا۔ ابتداء میں چند دن افتاء کی خدمت علامہ محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے کی۔ فقیہ النفس علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) پیش آمدہ مسائل اور اہم استفتاءات کے جوابات لکھا کرتے تھے، آپ کے فتاوی کا مجموعہ ''فتاوی رشیدیہ'' کے نام سے طبع ہے۔ حضرت مولانا

---

(1) مقدمہ فتاوی خلیلیہ: ۱/۴

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) ۱۳۱۰ھ سے رجب ۱۳۴۶ھ تک مسلسل چھتیس (۳۶) سال افتاء کے عہدہ پر فائز رہے، آپ کے ابتدائی اٹھارہ سال کے فتاوی ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۲۸ھ تک بالکل محفوظ نہیں رہ سکے، ابتدا میں نقلِ فتاوی کا کوئی اہتمام نہیں تھا، اس لئے اٹھارہ سال کا یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہوگیا۔ ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۴۶ھ تک کے فتاوی چودہ ضخیم رجسٹروں میں محفوظ ہیں، بارہ رجسٹروں کے فتاوی حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ نے فقہی ترتیب پر نہایت عمدہ تعلیق وتخریج اور مقدمہ کے ساتھ ۱۲ ضخیم جلدوں میں مرتب کئے، ان کی اس طویل محنت سے فتاوی کے استنادو اعتماد پر اور بھی اضافہ ہوگیا۔

فتاوی کا یہ مجموعہ (۱۲) جلدوں، چار ہزار نوسو اٹھاون (۴۹۵۸) صفحات اور آٹھ ہزار چار سو چوراسی (۸۴۸۴) فتاوی پر مشتمل ہے۔ فتاوی کا یہ مجموعہ اب بھی نامکمل ہے، اس لئے کہ اس میں صرف صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج، نکاح وطلاق وغیرہ سے متعلق فتاوی ہیں، آخری جلد میں ایمان، حدود وقصاص اور مرتدین سے متعلق مسائل کا ذکر ہے، جبکہ کئی اہم موضوعات مثلاً عقائد، سنت وبدعت، **حظر** واباحت اور بیوع سے متعلق فتاوی کا اس میں ذکر نہیں ہے، اس فتاوی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عمومی نوعیت کے مسائل زیادہ ہیں، جن کا تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہے، اس فتاوی میں سائلین کی استعداد کو ملحوظ رکھ کر جواب دیا گیا ہے، کہیں مختصر اور کہیں طویل، عموماً عوام کے لئے مختصر اور اربابِ فقہ وافتاء کے لئے تفصیلی جوابات دیئے گئے ہیں۔

فتاوی کے شروع میں حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا پیش لفظ ہے جس میں آپ نے صاحبِ فتاوی حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ کے حالات اور آپ کے فتاوی کا تذکرہ کیا ہے، ''دار الاشاعت'' کراچی سے تخریجِ جدید کے ساتھ ۱۲ جلدوں میں یہ ''فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل ومدلل'' کے نام سے طبع ہیں۔

۶......عزیز الفتاویٰ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) کے ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۴ھ تک لکھے گئے فتاویٰ کو جمع کیا ہے، مفتی صاحب کے فتاویٰ کے کل چودہ ضخیم رجسٹروں میں سے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے صرف دو رجسٹروں کے فتاویٰ کو مرتب فرمایا تھا، بقیہ بارہ رجسٹروں کے فتاویٰ مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ نے مرتب کیا، حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے دار العلوم دیو بند میں قیام کے دوران اس فتاویٰ کو مرتب کیا، اور اس کے ساتھ اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ کو بھی ''امداد المفتیین'' کے نام سے جمع کیا، یہ مجموعہ پہلے ماہنامہ ''المفتی'' سے شائع ہوتا رہا، پھر دیو بند ہی سے آٹھ حصوں میں شائع ہوا، اس فتاویٰ میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کے فتاویٰ ''عزیز الفتاویٰ'' اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ ''امداد المفتیین'' کے نام سے جمع ہیں۔ یہ فتاویٰ چونکہ قیام دیو بند کے دوران مرتب کئے گئے اس لئے اس کو ''فتاویٰ دار العلوم دیو بند'' بھی کہتے ہیں۔ تبویب، ترتیبِ جدید اور اضافات کے ساتھ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ''دار الاشاعت'' کراچی سے طبع ہیں۔

۷......امداد الفتاویٰ

حکیم الامت مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کی خدمات یوں تو ہمہ جہت ہیں، لیکن آپ کی خدمات کے دو عناوین (فقہ اور تصوف) سب سے زیادہ نمایاں ہیں، چنانچہ آپ نے فقہ میں مہارت کی بناء پر طالب علمی کے زمانہ سے ہی حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں فتویٰ نویسی شروع کر دی تھی، پھر جب کانپور تشریف لے گئے تو وہاں بھی نمایاں طور پر آپ نے افتاء کی خدمت انجام دی اور آخر میں جب آپ کا قیام تھانہ بھون میں تھا تو یہاں بھی کثرت سے

استفتاءات کے جوابات تحریر فرمایا کرتے تھے۔

فقہ وفتاویٰ میں آپ کے کام کا جو انداز تھا، ان میں سے چند قابل تقلید خصوصیات کا ذکر یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱......فقہی مسائل میں نصوص سے اعتناء علمائے دیوبند کی خصوصیت رہی ہے، چنانچہ آپ میں بھی یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا، یہاں تک کہ آپ نے نص قرآنی سے احکام کے استنباط کے سلسلہ میں باضابطہ ''**دلائل القرآن علی مسائل النعمان**''اور نص حدیث سے مسائل کے استنباط کے تعلق سے ''**إعلاء السنن**'' لکھنے کا مستقل ارادہ فرمایا تھا، جس کو آپ کے شاگردوں نے مکمل کیا۔

۲......آپ فقہاء کی جزئیات سے عموماً نہیں ہٹتے تھے، اور فقہ وفتاویٰ میں اجتہادی شان رکھنے کے باوجود اپنی انفرادی رائے اختیار کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

۳......جس مسئلہ میں صریح جزئیہ نہ ملے وہاں اصول وقواعد کی روشنی میں جواب تو لکھ دیتے تھے مگر یہ تنبیہ ضرور کردیتے تھے کہ یہ جواب اس بنیاد پر ہے کہ صریح جزئیہ نہیں ملا، اس لئے دوسرے علماء سے بھی مراجعت کرلی جائے اور اختلاف ہو تو مطلع کیا جائے۔

۴......آلاتِ جدیدہ اور معاملاتِ جدیدہ میں ابتلائے عام اور یسر وسہولت کے پہلو کو ہمیشہ سامنے رکھتے تھے تاکہ لوگ شریعت سے متنفر ہوکر حرام میں نہ پڑ جائیں۔

۵......معاملات میں آسانی وسہولت اور ابتلائے عام پر نظر کرتے ہوئے بسا اوقات مذہب کی ضعیف روایت کو اصول فقہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے اختیار کرلیتے تھے۔

۶......اگر اپنے مذہب میں معاملات میں آسانی وسہولت کی گنجائش نہ ہو تو دوسرے ائمہ متبوعین کے مذاہب سے بھی استفادہ کرتے تھے اور اس کو''**عدول عن الدین إلی الدین**'' قرار دیتے تھے، چنانچہ ''**الحیلة الناجزة**'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

۷..پیچیدہ مسائل میں آپ ہمیشہ اپنے اکابر اور علمائے عصر سے رجوع کرتے تھے،

شروع میں حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ سے، پھر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے رجوع کرتے رہے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اپنے شاگردانِ رشید سے بھی مشورہ کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ علماء کے لئے مشورہ کی پابندی ضروری ہے، ضابطہ کے بڑے نہ رہیں تو چھوٹے ہی سہی۔

۸......حاضرین اور عام علماء کو بھی بار بار تاکید کرتے تھے کہ میرے کسی فتویٰ اور تحقیق سے کسی کو اختلاف ہو تو اس پر ضرور متنبہ کیا جائے اور متنبہ کئے جانے پر اپنی رائے سے رجوع کر لیتے تو اس کو خانقاہ سے نکلنے والے ماہنامہ ''النور'' میں شائع بھی کر دیتے تھے اور اس کے لئے آپ کے یہاں ایک مستقل عنوان ''ترجیح الراجح'' کا ہوا کرتا تھا، جس کو بعد میں آپ کے مجموعہ فتاویٰ میں ''تصحیح امداد الفتاویٰ'' اور ''اصلاحِ تسامح'' کے عنوان سے شامل کیا گیا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ بندہ نے آئندہ کے لئے ایک کافی جماعت اہل علم و دیانت کی اس کام کے لئے مخصوص کر دی ہے کہ میری تمام تحریرات کو نظر تنقید سے دیکھ لیا جائے، جو ان کی رائے میں قابل اشاعت نہ ہوں ان کو یا حذف کر دیں یا نشان لگا دیں تاکہ ان کو کوئی شائع نہ کر دے۔ ❶

۹......آپ نے نئے مسائل میں امت کی رہنمائی کے لئے باضابطہ ''حوادث الفتاویٰ'' کے عنوان سے مسائل لکھے، جو آپ کے مجموعہ فتاویٰ میں جا بجا شامل ہیں۔

۱۰......آپ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اپنی ذات و عمل سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آتا تو احتیاط کی وجہ سے اپنے فتویٰ پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس سلسلہ میں دوسرے اربابِ افتاء سے فتویٰ لے کر عمل کرتے تھے، اگرچہ وہ دوسرے آپ سے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

''امداد الفتاویٰ'' آپ کے بیش قیمت فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اولاً ۱۳۲۵ھ تک کے فتاویٰ جمع کئے گئے تھے، جن میں دار العلوم دیوبند، جامع العلوم کانپور اور تھانہ بھون، تینوں زمانوں کے فتاویٰ کو جمع کیا گیا تھا، ۱۳۲۵ھ کے بعد کے فتاویٰ ''تتمہ امداد الفتاویٰ'' کے نام سے شائع

❶ اشرف المقالات: ص ۳۴۸

ہوتے رہے، مگر آپ کی وفات کے بعد ۱۳۷۱ھ میں مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے مولانا ظہور احمد رحمہ اللہ کے تعاون سے نئی ترتیب وتبویب کے ساتھ اِسے چھ جلدوں میں مرتب کیا۔ آپ کے فتاوی اپنی گہرائی اور گیرائی کی وجہ سے ہند و پاک اور بنگلہ دیش بلکہ عالم اسلام کے تمام اردو دان علما کے لئے مرجع ومأخذ کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس فتاوی کا نام ''امداد الفتاوی'' اپنے شیخ ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے نام پر رکھا (امداد الفتاوی: مقدمہ از مصنف ص ۱۶) اس فتاوی کے شروع میں حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے بارہ صفحات پر نہایت جامع انداز میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی سوانح لکھی ہے۔ امداد الفتاوی کی خصوصیات کے لئے دیکھیں: [1]

ترتیب جدید، تبویب، تعلیق وتخریج کے ساتھ تین ہزار چار سو اڑتالیس (۳۴۴۸) فتاوی پر مشتمل یہ مجموعہ چھ جلدوں میں مکتبہ ''دار العلوم'' کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۸......کفایت المفتی

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۲ھ) کا سب سے بڑا قلمی سرمایہ آپ کے گہربار قلم سے لکھے گئے آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے، جس کو آپ کے فرزند اکبر مولانا حفیظ الرحمٰن واصف نے مرتب کیا ہے، اس کی کل نو (۹) جلدیں ہیں لیکن چونکہ ہمیشہ آپ کے فتاوی کی نقل محفوظ نہیں کی جاسکی اس لئے آپ کے تمام فتاوی اس مجموعہ میں نہیں آسکے، یہاں تک کہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ آپ کی فتاوی نویسی کی پچپن سالہ زندگی میں سے زیادہ سے زیادہ پچیس سال کے فتاوی ہی کو جمع کیا جاسکا ہے، ورنہ نو (۹) جلدوں کی جگہ انیس (۱۹) جلدیں ہوسکتی تھیں، چنانچہ خود مرتبِ فتاوی لکھتے ہیں:

۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء سے فتوی لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی

[1] امداد الفتاوی: مقدمہ، ۵۲/۱ تا ۵۷

تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاوی کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس (۳۶) برس فتوی لکھنے کے بعد نقلِ فتاوی کا انتظام ہوا مگر یہ انتظام بھی ناکافی وناقص تھا۔ مدرسہ کے رجسٹر میں آخری فتوی ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانہ میں صرف پچیس فتوی درج ہوئے۔ اندراج فتاوی کے لئے کوئی مستقل محرر کبھی نہیں رکھا گیا۔

آپ مدرسہ امینیہ کے ساتھ ''جمعیۃ علمائے ہند'' کے دار الافتاء کے بھی صدر مفتی تھے اور ''سہ روزہ الجمعیۃ'' میں ''حوادث واحکام'' کے عنوان سے آپ کے فتاوی شائع ہوتے تھے، مگر ''الجمعیۃ'' کا ریکارڈ بھی مفتی اعظم کے تمام فقہی ذخیرہ کا حامل نہیں بن سکا۔

اس مجموعہ میں زندگی کے تقریباً ہر شعبے سے متعلق مفصل ومدلل فتاوی موجود ہیں، یہ چار ہزار پانچ سو دو (۴۵۰۲) فتاوی پر مشتمل ہے، اس فتاوی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جواب عین سوال کے مطابق ہوتا ہے، جواب نہایت عام فہم ہوتا ہے، اس میں بے جا طوالت، فنی اصطلاحات اور پیچیدگیوں سے گریز کیا گیا ہے، اس فتاوی میں مسائل کا نام، تاریخ اور جگہ کی صراحت ہے، جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ سوال کس دور اور کس جگہ اور کن حالات میں کیا گیا۔ اس فتاوی میں بہت سے ایسے جدید مسائل کا ذکر ہے جو اس دور کے دیگر فتاوی میں نہیں ملتے۔ اس علمی وتحقیقی فتاوی پر تبویب، ترتیب جدید، تعلیق وتحقیق اور تخریج کی ضرورت باقی تھی، تو شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی سرپرستی میں دار الافتاء ''جامعہ فاروقیہ'' کراچی کے اربابِ افتاء نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ اس فتاوی کی نئی تبویب اور تخریج وتعلیق کا کام کیا ہے، اس میں انہوں نے ہر تخریج طلب مسئلے کی تخریج کی ہے، جس میں امہاتِ کتب کی طرف مراجعت کرکے مکمل عبارات نقل کی ہیں، ہر مسئلے کی تخریج میں کم از کم تین حوالے نقل کئے ہیں، ہندوستانی قدیم نسخوں کی طرف مراجعت کرکے عبارات کی تصحیح کی ہے، ازسرِ نو تبویب کا اہتمام کیا، اردو کے قلیل الاستعمال الفاظ اور ہندی، فارسی کے الفاظ کی بھی

وضاحت کی ہے، اس لئے یہ موجودہ نسخہ چودہ جلدوں پر مشتمل نہایت ہی افادیت کا حامل ہے۔

۹......امداد الاحکام

یہ فتاویٰ محقق العصر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) اور حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۸ھ) کے ہیں، یہ دو ہزار ایک سو اکہتر (۲۱۷۱) فتاویٰ پر مشتمل ہے، جس میں پانچ سو ایک (۵۰۱) فتاویٰ مولانا مفتی عبدالکریم صاحب کے ہیں اور بقیہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ ہیں، بعض فتاویٰ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے تحریر فرمودہ ہیں۔ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے فتاویٰ ۸ محرم ۱۳۴۰ھ سے ۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ تک کے ہیں، اور مولانا مفتی عبد الکریم صاحب کے ۱۴ شوال ۱۳۴۳ھ سے ۶ صفر ۱۳۵۵ھ تک کی مدت میں لکھے گئے ہیں، یہ مجموعہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی زندگی کی ۱۸ سالہ محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے موصوف کو علم حدیث اور رجال میں خوب تبحر عطا کیا تھا، اس کی زندہ و جاوید مثال ''إعلاء السنن'' ہے، اس میں آپ نے فقہ حنفی کے نقلی دلائل یعنی احادیث و آثار کی محدثانہ مباحث کو نہایت تحقیق و تدقیق اور محنتِ شاقہ کے ساتھ بیس سال کے عرصے میں جمع کیا، یہ ایسا علمی کارنامہ انجام دیا ہے کہ اس کی نظیر چودہ سو سال کے عرصے میں نہیں ملتی، آپ کے اس محدثانہ ذوق کی جھلک فتاویٰ میں بھی نظر آتی ہے۔ آپ کے قلم سے لکھے ہوئے فتاویٰ میں احادیث کی مباحث نہایت شرح وسط کے ساتھ محدثانہ اصول پر لکھی گئی ہیں، بعض فتاویٰ تو مستقل رسالوں کی صورت اختیار کر گئے ہیں، حضرت حکیم الامت کو آپ کے فتاویٰ پر مکمل اعتماد تھا، چنانچہ ''تمہید امداد الفتاویٰ'' میں آپ لکھتے ہیں:

برخوردار سلمہ (مولانا ظفر احمد صاحب) کے فتاویٰ پر مجھے تقریباً ایسا ہی اطمینان ہے جیسا کہ خود اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ پر ہے۔ اسی لئے اس کا نام ''امداد الاحکام ضمیمہ امداد الفتاویٰ'' تجویز کرتا ہوں، یہ فتاویٰ ''امداد الفتاویٰ'' کا تکملہ ہے۔

اس فتاویٰ میں عقائد، فرقِ باطلہ، اجتہاد و تقلید، علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیر و مناقب،

طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، نکاح وطلاق اور دیگر اہم فقہی ابواب سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ اس فتاویٰ میں بکثرت ایسے مسائل ہیں جن میں نہایت علمی وتحقیقی انداز میں گفتگو کی گئی ہے، اس میں جا بجا فقہی اصول وضوابط اور اہم فقہی جزئیات کا ذکر ملتا ہے، بعض سوالات کے جوابات اس قدر مفصل تھے کہ وہ مستقل ایک رسالہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ اس میں بہت سے فتاویٰ وہ ہیں جن میں ''بہشتی زیور'' کی عبارات ومسائل پر ہونے والے اشکالات کے جوابات دیئے ہیں۔

یہ فتاویٰ حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے (۷۰) صفحات پر مشتمل نہایت علمی وتحقیقی مقدمہ کے ساتھ چار جلدوں میں مکتبہ ''دار العلوم'' کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۱۰......امداد المفتین

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) آپ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) کے خصوصی شاگرد اور تربیت یافتہ تھے، مفتی صاحب کو آپ پر بڑا فخر اور اعتماد تھا، چنانچہ آپ کی تدریس کے آغاز ہی سے آپ کے استاذ بعض استفتاء آپ کے حوالے کر دیتے تھے اور جب ۱۳۴۴ھ میں مفتی عزیز الرحمٰن دار العلوم سے مستعفی ہو گئے تو چند سال مولانا ریاض الدین وغیرہ مختلف علماء سے افتاء کی خدمت متعلق رہی، پھر ۱۳۴۹ھ میں حضرت مفتی شفیع صاحب کو دار الافتاء میں ''صدر مفتی'' کے جلیل القدر منصب پر فائز کیا گیا اور ۱۳۶۲ھ تک آپ نے اس عہدہ پر فائز رہ کر تقریباً چالیس ہزار فتاویٰ تحریر کئے۔

۵ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ میں آپ دار العلوم سے مستعفی ہو گئے لیکن عوام وخواص کے رجوع اور اپنے شیخ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہدایت کی بناء پر افتاء کا سلسلہ جاری رکھا، تاہم ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۷۱ھ تک نو سالوں میں جو فتاویٰ آپ کے گھر بار قلم سے نکلے انہیں محفوظ نہیں کیا جا سکا، پھر ۱۳۷۱ھ (۱۹۵۲ء) میں آپ نے دار العلوم کراچی کے شعبہ افتاء سے ۱۹۵۹ء تک جو فتاویٰ لکھے ان کی نقل محفوظ کی گئی، جن کی تعداد ستر ہزار نو سو بارہ (۷۰۹۱۲) ہیں، ان

کے علاوہ مقدمات کے فیصلے اور زبانی فیصلے اور زبانی فتووں کی تعداد بے شمار ہے۔

آپ نے جدید مسائل کو اجتماعی آراء سے حل کرنے کے لئے ایک مجلس بھی ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' کے نام سے قائم کی تھی، جس میں محدث العصر علامہ یوسف بنوری، فقیہ العصر مفتی رشید احمد رحمہما اللہ اور دار العلوم کراچی اور شہر کے خاص خاص اہل علم شریک ہوتے تھے اور ہر ماہ اس مجلس کے تحت اجلاس منعقد ہوتے تھے اور پیش آمدہ مسائل کی اجتماعی طور پر تحقیق کی جاتی تھی۔

کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سب سے نمایاں اور سب سے غالب پہلو جس کا تسلسل کبھی ختم نہیں ہوا وہ خدمت افتاء ہی ہے، چنانچہ فراغت کے فوری بعد سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک آپ نے اپنے کو اس کام میں مصروف رکھا، یہاں تک کہ آپ کی زندگی کا سب سے آخری کام بھی فتوی نویسی ہی کا کام تھا، چنانچہ اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے قبل بھی آپ نے ایک استفتاء کا جواب لکھوایا تھا۔

آپ کے فقہی مقام کا اندازہ آپ کے فتاویٰ کو دیکھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے، نیز عوام وخواص کا آپ کی طرف رجوع اور اکابر علماء کا آپ پر اعتماد بھی فقہ وفتاویٰ میں آپ کے عالی مقام کا پتہ دیتے ہیں، چنانچہ مفتی اعظم ہند مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ، محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تو آپ پر اعتماد کرتے تھے۔

فتاویٰ نویسی میں آپ کا جو منہج اور طریقہ کار تھا اُسے درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱......سب سے پہلے آپ یہ دیکھتے تھے کہ استفتاء جواب دینے کے لائق ہے یا نہیں، کیوں کہ بسا اوقات فتوی حاصل کرنے کا مقصد عمل کرنا یا علم میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ مخالف کو زیر کرنا یا فتنہ پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لئے آپ ایسے استفتاء کا جواب نہیں لکھتے تھے، بلکہ

نصیحت کر دیا کرتے تھے، چنانچہ ایک صاحب کا استفتاء آیا کہ فلاں امام صاحب فلاں فلاں آداب کا خیال نہیں رکھتے، کیا انہیں ایسا کرنا چاہئے؟ تو آپ نے جواب لکھا کہ یہ سوال تو خود امام صاحب کے پوچھنے کا ہے، انہیں کہئے کہ وہ تحریراً یا زبانی معلوم کرلیں۔

۲......نظریاتی (غیر عملی) سوالات کی آپ حوصلہ شکنی کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرنی چاہئے۔

۳......فتاویٰ لکھتے وقت آپ اس پہلو سے بھی بہت غور کرتے تھے کہ اس جواب کا نتیجہ کیا ہوگا، مثلاً کوئی مباح چیز ہے مگر اس سلسلہ میں کھلی چھوٹ دینے سے معصیت تک پہنچنے کا اندیشہ ہے، ایسے وقت میں فتوی کے بجائے مشورہ لکھا کرتے تھے کہ یہ عمل مناسب نہیں ہے، یا اس سے گریز کرنا چاہئے۔

۴......فتوی کی عبارت میں آپ فقہی اصطلاحات سے بہت گریز کرتے تھے اور ایسا لکھتے تھے کہ فقہ کی شوکت اور فقہی باریکیاں بھی برقرار رہیں اور عام لوگوں کے لئے سمجھنا بھی آسان ہو، مثلاً ترکہ کے مسئلہ میں عموماً جواب اس طرح لکھتے ہیں: مرحوم کا جملہ ترکہ بعد تقدیم حقوق متقدمہ علی الارث حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ اب جو شخص حقوق متقدمہ علی الارث سے واقف نہ ہو اور دین سے اس بے اعتنائی کے دور میں انہیں اس کا مطلب بتانے والا بھی کوئی نہ ہو تو وہ ترکہ کس طرح تقسیم کریں گے؟ اس لئے آپ وراثت کے مسئلہ میں جواب اس طرح لکھتے ہیں:

صورت مسئولہ میں مرحوم نے جو کچھ نقدی، زیور، جائیداد، یا چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہو اس میں سے پہلے مرحوم کی تجہیز وتکفین کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، پھر اگر مرحوم کے ذمہ قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے اور بیوی کا مہر اگر ابھی ادا نہیں ہوا ہو تو وہ بھی دین میں شامل ہے، اس کو ادا کیا جائے، پھر اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کسی غیر وارث کے حق میں کی ہو تو

۱/۳ کی حد تک اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، اس کے بعد جو ترکہ بچے اسے حسبِ ذیل تفصیل کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

۵...... کسی مسئلہ کا جواب مفصل و مدلل لکھنا ہو تو آپ تمہید اور دلائل کے ساتھ فتوی نہیں لکھتے تھے بلکہ اصل مسئلہ کا مختصر اور سادہ حکم لکھتے تھے تاکہ طالب کا مقصد پہلے ہی جملہ سے پورا ہو جائے اور ایسا اختلاط نہ ہو کہ عام آدمی کے لئے مسئلہ سمجھنا مشکل ہو جائے، اس کے بعد دلائل وغیرہ کی تفصیل لکھتے تھے، تاکہ علماء اور دلائل معلوم کرنے والوں کو بصیرت حاصل ہو سکے۔

۶...... اگر سوال کرنے والے نے گڈمڈ کر کے مفصل استفتاء لکھا ہو اور اس میں کچھ زائد باتیں بھی آ گئی ہوں جن سے حکم پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو تو آپ پہلے ان سوالات کا تجزیہ کر کے انہیں نمبر وار لکھتے تھے پھر ان کے جوابات بھی نمبر وار تحریر فرماتے تھے۔

۷...... کسی مسئلہ کی طرف آپ کا میلان ہوتا اور اکابر سے اس سلسلہ میں واضح رائے نہیں ملتی تو آپ تفرد اختیار کرنے اور اپنی الگ رائے لکھنے سے بہت گریز کرتے تھے اور اس سے آپ کو سخت نفرت تھی، چنانچہ ایسے سوالات کو مؤخر کر دیتے تھے اور کافی تلاش و جستجو کے بعد جب اکابر کی تائید حاصل ہو جاتی تب آپ اس کا جواب لکھتے تھے تاکہ الگ الگ لوگوں کی آراء کی وجہ سے امت انتشار کا شکار نہ ہو۔

مفتی صاحب کے فتوی نویسی میں خصوصی انداز و ذوق کی تفصیل کے لئے دیکھئے:[1]

''امداد المفتین'' حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۶۲ھ تک لکھے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو آپ نے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے لکھے تھے، آپ کے قلم سے جاری فتاوی کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے (عزیز الفتاوی: مقدمہ) جن میں سے یہ ایک حصہ ''امداد المفتیین'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔

---

[1] ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر: ص ۴۱۸ تا ۴۳۱

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے فتاوی کا نام ''امداد الفتاوی'' تھا تو آپ نے اس مناسبت سے اس فتاوی کا نام ''امداد المفتیین'' رکھا، اسے آپ نے خود پہلے آٹھ مختصر جلدوں میں مرتب کیا تھا جو ''دار الاشاعت'' دیوبند سے شائع ہوئے تھے، لیکن اس وقت فتاوی میں تبویب وترتیب نہ تھی، جس کی وجہ سے مسئلہ نکالنا کافی مشکل تھا، پاکستان ہجرت کے بعد حضرت نے ''عزیز الفتاوی'' اور ''امداد المفتیین'' دونوں کی علیحدہ علیحدہ تبویب وترتیب کرا کر بہت سی اصلاحات کے بعد ۱۳۸۳ھ میں کراچی سے یہ عظیم الشان ذخیرہ دو جلدوں میں ''دار الاشاعت'' کراچی سے شائع ہوا، پہلی جلد میں ''عزیز الفتاوی'' اور دوسری جلد میں ''امداد المفتیین'' ہے، چونکہ یہ دونوں فتاوی دار العلوم دیوبند میں لکھے گئے اس لئے آپ نے اپنی زندگی میں ان دونوں فتاوی کو ''فتاوی دار العلوم دیوبند'' کے نام سے شائع کیا۔

۱۱......فتاوی شیخ الاسلام

یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۷ھ) سے مختلف اوقات میں پوچھے گئے استفتاء کے جواب کا مختصر مجموعہ ہے، جسے مولانا محمد سلمان منصور پوری صاحب نے مرتب کیا ہے، یہ فتاوی مختصر ہونے کے باوجود نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۲......نظام الفتاوی

یہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی رحمہ اللہ کے ان فتاوی کا مجموعہ ہے جسے انہوں نے دار العلوم دیوبند میں مفتی اور صدر مفتی کی حیثیت سے لکھے تھے۔ آپ کے فتاوی میں احوالِ زمانہ کے پیدا شدہ مسائل میں تیسیر وسہولت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ یہ فتاوی ترتیبِ جدید اور مزید حوالہ جات کی تحقیق وتخریج کے ساتھ تین جلدوں میں ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' انڈیا سے شائع ہوئے ہیں۔

۱۳......احسن الفتاوی

یہ فتاوی فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۲ھ) کے ہیں۔ فتاوی نویسی کا کام آپ نے فراغت کے بعد ۱۳۶۲ھ سے ہی شروع کر دیا تھا، جب آپ ''مدینۃ العلوم بھینڈو'' (ضلع حیدرآباد، سندھ) میں مدرس تھے، لیکن یہاں دارالافتاء کی مکمل ذمہ داری آپ پر ۱۳۶۶ھ میں ڈالی گئی اور ۱۳۶۹ھ تک آپ بیک وقت شیخ الحدیث، صدر مدرس اور صدر مفتی رہے، پھر ۱۳۷۰ھ میں جب جامعہ دار العلوم کراچی گئے تو وہاں اگرچہ آپ ''شیخ الحدیث'' رہے اور افتاء کی ذمہ داری باضابطہ آپ سے متعلق نہیں کی گئی، لیکن زیادہ اہم اور پیچیدہ مسائل سے متعلق استفتاءات آپ ہی کے سپرد کئے جاتے تھے، نیز ۱۳۸۱ھ میں جب دار العلوم نے ''تخصص فی الفقہ'' کا شعبہ شروع کیا تو اس میں مربی کی حیثیت سے آپ ہی کا نام منتخب کیا گیا، پھر آپ نے ۱۳۸۳ھ سے ایک علیحدہ فقہی اور اصلاحی ادارہ ''دار الافتاء والارشاد'' کی بنیاد ڈالی اور مستقل اس پلیٹ فارم سے آپ نے فقہ و فتاوی کی خدمات انجام دیں۔

مفتی صاحب کے علمی و قلمی سرمایوں میں سب سے اہم سرمایہ آپ کے فتاوی کا مجموعہ ''احسن الفتاوی'' ہے، آپ کے فتاوی کی بڑی تعداد محفوظ نہیں کی جا سکی، جیسا کہ آپ کے حالات لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۷۰ھ تک فتاوی کی نقل رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا اور ۱۳۷۱ھ سے ۱۳۷۶ھ تک کل دو ہزار پچیس (۲۰۲۵) فتاوی آپ نے تحریر کئے، مگر ان میں سے صرف چار سو اکیاون (۴۵۱) فتاوی نقل ہو سکے۔ آپ کے ابتدائی دور کے فتاوی کا مجموعہ سب سے پہلے ۱۳۷۹ھ میں شائع ہوا تھا، ۱۳۸۳ھ سے جدید سلسلہ کا آغاز ہوا اور اب یہ مجموعہ نو (۹) ضخیم جلدوں میں طبع شدہ ہے۔

حضرت مفتی صاحب نئے مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، اور ٹھوس دلائل کے ساتھ مفصل جواب لکھا کرتے تھے، آپ کے بہت سے فتاوی رسائل کی شکل اختیار کئے

ہوئے ہیں، جنہیں اس مجموعہ میں شامل کر لیا گیا ہے، آپ کے رسائل کی فہرست (احسن الفتاوی: ص ۱۸، ۱۹، ۵۶۹، پر ہے) اس میں سے اکثر رسائل ''احسن الفتاوی'' میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

آپ کی ایک منفرد تحقیق ''إرشاد العابد إلى تخريج الأوقات وتوجيه المساجد'' ہے، یہ دو سو اٹھارہ (۲۱۸) صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقالہ ہے، جس میں اوقاتِ نماز کی تخریج اور سمتِ قبلہ کی تعیین سے متعلق نہایت مفید معلومات وقواعد تحریر کئے گئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا انداز نہایت محققانہ تھا، تقریباً ہر فتوی باحوالہ ہے، جا بجا طویل عربی عبارات کے اقتباسات نقل کئے ہیں، اس فتاوی میں عقائد، توحید وسنت، بدعات، رسومات اور فرقِ باطلہ سے متعلق استفتاءات کے تفصیلی جوابات ہیں۔ خصوصاً مسئلہ علم غیب، مسئلہ ختم نبوت، حقیقتِ شیعہ، فتنہ انکار حدیث، ایک مجلس میں تین طلاق یا ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقوں کی شرعی حیثیت، اور اس طرح کے دیگر اہم مسائل کی نہایت مفصل ومدلل انداز میں تحقیق کی ہے۔

فتوی نویسی میں ہر مفتی کا انداز واسلوب جدا ہوتا ہے، اس لئے بعض مسائل میں اہلِ علم وافتاء کے لئے اختلاف کی گنجائش باقی رہتی ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے:

كل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا صاحب هذا القبر.

۱۴......فتاوی محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے فتاوی کا مجموعہ ہے، ۲۶ جمادی الاولی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو آپ نے دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں صدر مفتی کی حیثیت سے افتاء کا آغاز کیا، آپ نے تقریباً دس ہزار استفتاء کے جوابات تحریر فرمائے ہیں، اس لئے بجا طور پر دنیا آپ کو ''فقیہ الامت'' کے لقب سے یاد کرتی ہے، آپ کے ان فتاوی کو مولانا فاروق صاحب نے مرتب کیا ہے، آپ کے اس فتاوی میں نو

ہزار آٹھ سو پچاسی (۹۸۸۵) استفتاء اور بارہ ہزار پانچ سو ستتر (۱۲۵۷۷) مسائل ہیں۔ اردو فتاوی میں یہ نہایت ضخیم اور مفصل ترین فتاوی کا مجموعہ ہے، اس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق فتاوی جات موجود ہیں، زیادہ تر فتاوی عقائد، ردّ بدعات، رسومات اور فرقِ باطلہ سے متعلق ہیں، اس میں جوابات عموماً مختصر اور عام فہم انداز میں دیئے گئے ہیں، اس علمی و تحقیقی مجموعہ پر ضرورت تھی کہ اسے تبویب، تعلیق وتخریج کے ساتھ جدید اسلوب کے مطابق طبع کروایا جائے، تو شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی سرپرستی میں دار الافتاء ''جامعہ فاروقیہ'' کراچی کے اربابِ افتاء نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ اس فتاوی کو نئی تبویب اور تخریج وتعلیق کے ساتھ شائع کیا ہے، ہر مسئلے کی تخریج میں کم از کم تین حوالے نقل کئے ہیں، دار الافتاء کی طرف سے اس فتاوی پر کئے گئے کام کی تفصیلات کے لئے ''فتاوی محمودیہ'' پر کام کی نوعیت (فتاوی محمودیہ: ۱/ ۱۶۶ تا ۱۷۱) کا مطالعہ کریں۔

۱۵...... فتاوی رحیمیہ

یہ حضرت مولانا قاری مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، اس فتاوی کے شروع میں کئی اکابر اہلِ علم کی تقریظات ہیں، یہ مجموعہ دو ہزار سات سو اٹھاون (۲۷۵۸) فتاوی پر مشتمل ہے۔ یہ فتاوی تحقیق وتدقیق کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ ہیں، اِن کا انداز محققانہ ہے، اس میں صرف فقہی کتب کے حوالے ہی نہیں بلکہ احادیث وآثار کا بھی بیش بہا ذخیرہ ہے۔ مسئلہ تقلید کے متعلق تفصیلی مباحث ذکر کی ہیں، غیر مقلدین کے اشکالات کے بحوالہ جوابات دیئے ہیں، حیاتِ عیسی (علیہ السلام) کا تفصیلاً ذکر کیا ہے، بعض مسائل پر اس قدر تحقیق ذکر کی ہے کہ وہ رسالے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ان کا انداز نہایت عام فہم اور سلیس ہے، اس کے مطالعہ سے ایک لذت وحلاوت اور روحانی کیفیت محسوس ہوتی ہے، جوابات نہایت تشفی بخش ہوتے ہیں، اس فتاوی میں حوالہ جات کا نہایت

اہتمام کیا ہے، اصل عبارات کو بالتفصیل درج کیا ہے، جوابات نہایت شرح وبسط کے محقق ومدلل دیئے گئے ہیں، مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دلائل نقلیہ وعقلیہ کی روشنی میں دیئے ہیں۔ اس فتاوی پر حضرت مولانا مفتی صالح محمد اوکاڑوی شہید رحمہ اللہ نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ ترتیب، تبویب اور تعلیق وتخریج کرکے اس کی افادیت بڑھادی ہے، یہ فتاوی ''دارالاشاعت'' کراچی سے پانچ جلدوں میں طبع ہیں۔

۱۶......فتاوی حقانیہ

یہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے جاری ہونے والے گرانقدر فتاوی پر مشتمل ہے، دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۶ھ کو رکھی گئی، اس کی ابتداء ایک چھوٹی سی مسجد سے ہوئی مگر اللہ تعالی کو منظور تھا کہ یہ ادارہ علوم ومعارف کا گنجینہ بنے، پھر وہ وقت بھی آیا کہ دارالعلوم حقانیہ کی تبلیغی، تعلیمی اور دینی خدمات کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ نے اِسے ''دیوبند ثانی'' کا خطاب دیا۔

یہ فتاوی چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کی نگرانی میں لکھے گئے اس لئے ان کو انہی کی طرف منسوب کیا گیا اور اس مجموعے کا نام ''فتاوی حقانیہ'' رکھا گیا۔ فتاوی کے استیناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ''دارالعلوم حقانیہ'' جیسے مستند ادارے سے شائع ہوئے ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' میں شائع ہونے والے بعض مفید مضامین اور مقالات بھی اس میں شامل کے گئے ہیں، اس کی ابتداء میں فقہی مباحث پر مشتمل ایک نہایت علمی وتحقیقی مقدمہ لکھا گیا ہے، اور اُن تمام مفتیانِ کرام کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے جن کے تحریر کردہ فتاوی اِس مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں، ادارے سے شائع شدہ فتاوی عموماً تفردات اور شذوذ سے خالی ہوتے ہیں بخلاف شخصی فتاوی کے، اس کی جلد اول کا عموماً اور ''کتاب العقائد والایمانیات'' کا خصوصاً اربابِ فتاوی اور اہلِ علم کے لئے مطالعہ نہایت مفید ہے۔

۱۷......فتاوی بینات

یہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ماہنامہ بینات میں چھپنے والے فتاوی اور فقہی مقالات کا وقیع علمی ذخیرہ ہے، اس کے مقدمہ میں محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کے پانچ نہایت اہم اور تحقیقی مقالہ جات شامل ہیں:

۱......عصر حاضر کا اہم تقاضا ۲......جدید فقہی مسائل اور چند رہنما اصول

۳......عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل ۴......اجتہاد کے اصول وشرائط

۵......اسلامی قوانین میں اجتہاد وعقل کا مقام

بعض مسائل اس قدر تحقیق وتدقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں کہ وہ رسالہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔اس فتاوی کے علمی استیناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ملک کے مشہور ومعروف ادارے کے محققین علماء کی علم وتحقیق کا گنجینہ ہے،اس میں کئی فتاوی ومقالات محقق العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے تحقیقی قلم سے لکھے ہوئے ہیں،مثلاً بشریت انبیا علیہم السلام،تنقیداور حقِ تنقید،**رفع الالتباس عن علي و العباس**،قادیانی عقائد،نزولِ مسیح کا عقیدہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں،کافر،مرتد اور زندیق کے درمیان فرق،ڈارون کا نظریہ ارتقا،(۱۵۰) صفحات پر مشتمل مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل ومدلل وضاحت۔ یہ فتاوی ترتیب وتخریج کے ساتھ چار جلدوں میں،،مکتبہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ‘‘بنوری ٹاؤن سے شائع ہوئے ہیں۔جس طرح بینات میں چھپنے والے فتاوی اور مقالات یکجا ہوکر شائع ہو گئے ہیں اسی طرح اگر دار الافتاء سے جاری ہونے والے اگر تمام فتاوی تحقیق وتخریج کے ساتھ فقہی ترتیب پر یکجا ہوجائیں تو یہ اہلِ علم کے لئے ایک قیمتی سوغات ہوگا اور یہ کئی فتاوی سے فی الجملہ مستغنی کردے گا، تحقیق وتدقیق سے لکھنے والوں کے لئے خصوصاً اور عوام الناس کے لئے عموماً مشعلِ راہ ہوگا۔

۱۸......خیر الفتاوی

یہ فتاوی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۰ھ) کے قائم کردہ ادارہ ''خیر المدارس'' کے دارالافتاء سے جاری کئے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے، حضرت کی طرف نسبت کی وجہ سے اس مجموعہ کا نام ''خیر الفتاوی'' رکھا گیا، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس میں ''جامعہ خیر المدارس'' ملتان کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے، اور اس ادارے کے دارالافتاء سے شائع ہونے والے فتاوی میں اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مسلک کی افراط وتفریط سے ہٹ کر نہایت اعتدال کے ساتھ صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ اس فتاوی کے استیناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب جیسے نامور مفتیانِ عظام کے فتاوی پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں خیر المدارس کے اربابِ افتاء کے نام سے اِن مفتیان کرام کی مختصر سوانح درج ہے، اس کے بعد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب کا نہایت علمی وتحقیقی مقدمہ ہے جو پینتیس (۳۵) صفحات پر مشتمل ہے۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ اس کی پہلی جلد مطالعے کے لئے تخصص فی الفقہ کے طلبہ کے نصاب میں شامل کرنی چاہئے، اس کی پہلی جلد کا خصوصاً اور مکمل فتاوی کا عموماً مطالعہ کرنا اہلِ علم کے لئے نہایت مفید ہے۔

۱۹......فتاوی مفتی محمود

یہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۰ھ) کا مجموعہ ہے۔ حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ اپنی اَن گنت خصوصیات وامتیازات کی بناء پر اپنے زمانہ کی ان عبقری شخصیات میں سے ہیں جن کی دینی، مذہبی، ملی، ملکی اور سیاسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے

گا۔ آپ جہاں میدان سیاست کے شہسوار تھے، وہیں اپنے عہد کے بالغ نظر فقیہ ومحدث بھی تھے، آپ نے پوری زندگی فقہ وحدیث کی خدمت میں بسر کی، آپ فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے، اور اس کے مراجع ومنافع خوب اچھی طرح سمجھتے تھے، آپ کے وسعت مطالعہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ شامی جیسی ضخیم ترین کتاب کا بالاستیعاب دو بار مطالعہ کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی اس علمی وسعت اور گہرائی کے علمائے عصر بھی معترف تھے، محدث عصر حضرت بنوری رحمہ اللہ حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کرتے تھے: آپ کیوں اپنے آپ کو سیاست کے خاردار میدان میں ضائع کر رہے ہیں؟

حضرت مفتی صاحب ۲۵ سال مسلسل ملک کے معروف دینی ادارے ''جامعہ قاسم العلوم'' ملتان کے ''صدر مفتی'' کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں، اس ۲۵ سالہ دور میں مختلف مسائل سے متعلق کم وبیش بائیس ہزار (۲۲۰۰۰) فتاوی جاری فرمائے۔ زیر نظر ''فتاوی مفتی محمود'' حضرت کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، اس میں بعض فتاوی وہ بھی ہیں جو دیگر مفتیان کرام کے تحریر کردہ ہیں اور ان پر حضرت مفتی صاحب کے تائیدی دستخط ہیں۔ فتاوی کا یہ مجموعہ ۹ جلدوں میں ''جمعیت پبلیکیشنز'' لاہور نے شائع کیا ہے۔

اس فتاوی کے شروع میں شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کی تقاریظ ہیں، اس کے شروع میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب کا نہایت علمی مقدمہ ہے جو ایک سو پانچ (۱۰۵) صفحات پر مشتمل ہے۔ اگر اس فتاوی پر ''فتاوی محمودیہ'' اور ''کفایت المفتی'' کی طرح تعلیق وتخریج کر دی جائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی۔

۲۰......آپ کے مسائل اور اُن کا حل

یہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، اس کی ابتدا اس

طرح ہوئی کہ ۵ مئی ۱۹۷۸ء میں ملک کے معروف اخبار روزنامہ ''جنگ'' کراچی کے مالکان نے اقرأ کے نام سے اپنے اخبار میں اسلامی صفحے کا آغاز کیا، اس میں ایک کالم تھا ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' اس میں تقریباً بیس سال تک آپ سوالات کے جوابات لکھتے رہے۔ آپ کے جوابات نہایت عام فہم اور عوامی انداز میں ہیں، چونکہ یہ جوابات اخبار میں چھپتے تھے جس کے قارئین زیادہ تر عوام ہوتے تھے، اس لئے آپ نے اِن کی رعایت رکھتے ہوئے عامیانہ اور سلیس انداز میں جوابات دیئے ہیں، رائج فتوی نویسی کے انداز سے اجتناب کیا ہے۔ فرقِ باطلہ خصوصاً فتنہ قادیانیت کے متعلق آپ کے فتاوی نہایت علمی و تحقیقی ہیں۔ بعض فتاوی نہایت تفصیلی اور مدلل ہیں، الحمدللہ اب یہ بیش بہا خزانہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی تعلیق وتخریج اور اضافات کے ساتھ ۸ ضخیم جلدوں میں ''مکتبہ لدھیانوی'' کراچی سے شائع ہوگیا ہے۔

۲۱......جواہر الفتاوی

حضرت مولانا مفتی عبد السلام چاٹگامی صاحب مدظلہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ ایک طویل عرصہ تک ''جامعہ بنوری ٹاؤن'' کراچی میں بحیثیت ''رئیس دارالافتاء'' خدمات انجام دیتے رہے، اور اب اپنے آبائی وطن بنگلہ دیش کے سب سے بڑے دینی ادارے ''دار العلوم معین الاسلام، ہاٹھ ہزاری چاٹگام'' میں بحیثیت استاذ الحدیث اور رئیس دار الافتاء، دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ زیرنظر ''جواہر الفتاوی'' آپ کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، ان فتاوی کا تعارف کراتے ہوئے سید انور علی (ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان) لکھتے ہیں:

جواہر الفتاوی میں مفتی صاحب کے صرف وہ فتاوی شامل ہیں جو انہوں نے پچھلے کئی سالوں میں اہم مواقع اور حالات میں جاری کئے، ان فتووں کی افادیت اور اہمیت اس سبب سے اور بھی زیادہ ہے کہ اس میں ان شبہات اور اعتراضات و مسائل کو بڑی خوبی اور سند کے

ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے جو مغرب زدہ اسکالرز کی جانب سے موجودہ دور میں اٹھائے گئے ہیں، خاص طور پر انسانی اعضاء کی پیوند کاری، عورت کی شہادت، رجم، ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت، مجلس واحدہ میں تین طلاقیں، رجم کی سزا اور اس کا انکار، زکوۃ کے مسئلے میں بے شمار نئے قسم کے اعتراضات اور ان کے جوابات اور جھینگا کی حلت وحرمت وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ ذیل مسائل میں آپ کے فتاوی نہایت علمی، تحقیقی اور مدلل ہیں:

۱......تملیک زکوۃ۔ ۲......ہمارے جنگی قیدی اور نماز قصر۔ ۳......طویل دن رات والے ممالک میں نمازوں کا حکم۔ ۴......ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت۔ ۵......اسلام کے قانونِ شہادت میں خواتین کا مقام۔ ۶......عورت کی سربراہی۔ ۷......شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد اور اہلِ علم کی آراء۔ ۸......غائبانہ نماز جنازہ۔ ۹......کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت۔ ۱۰......حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۱......رجم کی شرعی حیثیت اور اس کے منکرین کے نتائج۔ ۲۱......مشاجرات صحابہ۔ ۳۱......جھینگے کی حلت وحرمت۔ ۴۱......بشریت انبیاء۔۱۵......سبِّ شیخین، وغیرہ۔فتاوی کا یہ مجموعہ چار جلدوں میں اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۲۲......فتاوی فرنگی محلی

فرنگی محلی اپنے علمی وفقہی کاموں کی وجہ سے ایک مشہور خانوادہ رہا ہے۔ایک طویل عرصے سے یہاں دارالافتاء قائم ہے، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد عبد القادر (متوفی ۱۳۷۹ھ) کئی سالوں تک مصنب افتاء پر فائز رہے،ان کے فتاوی کو "فتاوی فرنگی محلی موسوم بہ فتاوی قادریہ" کے نام سے مفتی محمد رضا انصاری نے مرتب کیا ہے،یہ مجموعہ ۲۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۲۳......فتاوی احیاء العلوم

یہ حضرت مولانا مفتی محمد یاسین مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۴ھ) کے ان فتاوی کا

منتخب مجموعہ ہے جو انہوں نے مدرسہ ''احیاء العلوم'' مبارکپور کی تدریس کے زمانہ میں لکھے تھے۔ یہ فتاوی بہت ہی اہم اور مدلل ہیں۔ ۲۷۵ فتاوی پر مشتمل یہ مجموعہ ''جامعہ احیاء العلوم'' مبارکپور دہلی سے شائع ہوا ہے۔

۲۴......فتاوی قاضی

یہ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام القاسمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۰ھ) کے فتاوی ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، جدید فقہی مسائل و معاملات پر آپ کی گہری نظر تھی، اور ان کے حل کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آپ نے کم و بیش چالیس سال امارتِ شرعیہ بہار، اڑیسہ اور جھاڑ کنڈ میں قضا کا فریضہ انجام دیا، اس کے علاوہ آپ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے بانی اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر بھی تھے۔

حضرت قاضی صاحب نے قضا کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا مشغلہ بھی اختیار کیا، آپ کے تحریر کردہ فتاوی کی تعداد تو زیادہ ہے، لیکن جو فتاوی محفوظ و میسر آئے وہ صرف ۱۲۰ ہیں۔ فتاوی قاضی میں قاضی صاحب کے انہی فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، ترتیب و حواشی کے فرائض مولانا امتیاز احمد قاسمی صاحب نے نبھائے ہیں، اور ''ایفا پبلیکیشنز'' نئی دہلی انڈیا نے ۲۴۵ صفحات میں اسے شائع کیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قاضی صاحب کی نظر وسیع تھی اور وہ زمانہ کے حالات پر گہری نگاہ رکھتے تھے، اس لئے شریعت کے اصول و مقاصد (جو فقہاء نے متعین و مقرر کئے ہیں) کو پیش نظر رکھ کر ایک رائے قائم کرتے تھے، جس کی بناء پر بعض مسائل میں ان کا قول اور فتوی جمہور کی رائے کے موافق نہیں، اس لئے بعض مسائل میں اختلاف رائے ممکن ہے، ایسے فتاوی کی تعداد کم ہے۔

۲۵......فتاوی فریدیہ

یہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، ۱۳۸۶ھ میں آپ کی آمد ''جامعہ دار العلوم حقانیہ'' میں ہوئی، مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ کے روح رواں تھے، یہی وجہ تھی آپ بیک وقت دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور مفتی اعظم کے منصب پر فائز تھے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کی مکمل زندگی کے فتاوی کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ تک ہے۔آپ کے اس فتاوی کی حسن ترتیب وتبویب، تعلیق وتخریج حضرت مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری صاحب نے نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ کی ہے، جس سے فتاوی کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے، فتاوی کے شروع میں اصولِ افتاء سے متعلق عربی میں ''البشریٰ لأرباب الفتویٰ'' کے نام سے مصنف کا ایک قیمتی رسالہ بھی چھپا ہوا ہے، موصوف کے صاحبزادے نے آپ کی سوانح اور تصنیفات کا بھی تذکرہ کیا ہے، یہ فتاوی ۵ جلدوں میں ''دار العلوم صدیقیہ'' صوابی سے شائع ہوئے ہیں۔

۲۶......فتاوی دار العلوم کراچی (امداد السائلین)

یہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے ان فتاوی کا مجموعہ ہے جو حضرت نے شوال ۱۳۸۰ھ مطابق مارچ ۱۹۶۱ء سے اب تک تحریر فرمائے ہیں، حضرت کے یہ فتاوی ''جامعہ دار العلوم'' کراچی کے نقلِ فتاوی کے تقریباً (۱۰۰۰) رجسٹروں میں منتشر تھے، جنہیں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب نے نہایت محنت، لگن اور عرق ریزی کے ساتھ جمع کر کے تعلیق وتخریج کے کام کا آغاز کیا، پھر اس کام کو مولانا اعجاز احمد صمدانی اور مولانا طاہر اقبال صاحب نے ترتیب جدید اور مزید تعلیق وتخریج کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا۔اس فتاوی کا نام ''امداد السائلین'' ہے، اِس سے پہلے ''امداد الفتاوی، امداد الاحکام، امداد المفتین''

چھپ چکے ہیں، ان میں ''امداد'' کے لغوی معنی کے ساتھ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی طرف انتساب ہے، تو اِس چوتھے مجموعے میں بھی اِس کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یہ ایمان، عقائد، تفسیر، علم، تاریخ، سیر، مناقب، تصوف، ذکر اور دُعا سے متعلق فتاوی پر مشتمل ہے۔ یہ حضرت کے پچاس سالہ خود نوشت فتاوی کا مجموعہ ہے، ان میں اکثر فتاوی پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے بھی دستخط ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے ''پیش لفظ'' کے تحت اِس فتاوی کا تعارف کروایا ہے۔ فتاوی کے شروع میں حضرت مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب کا مقدمہ ہے جس میں انہوں نے صاحبِ فتاوی کے مختصر حالاتِ زندگی تحریر کئے ہیں۔ فتاوی کی یہ پہلی جلد ''ادارۃ المعارف'' کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

۲۷......فتاوی عثمانی

یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے ۴۵ سالہ خود نوشت فتاوی کا مجموعہ ہے، اللہ تعالی نے آپ کو علم وفضل اور تقوی وطہارت کے جس بلند مقام سے نوازا ہے عصر حاضر میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے، جدید وقدیم دونوں علوم میں آپ کو مہارتِ تامہ ہے، دیگر علوم وفنون کی طرح حدیث، فقہ اور فتوی کے میدان میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں، اس سلسلے میں ''تکملة فتح الملهم'' کی فقہی مباحث ''بحوث في قضايا فقهية معاصرة، أصول الإفتاء وآدابه، فقه البيوع، أحكام الأوراق النقدية ، فقه البيوع، أحكام الذبائح ''فقہی مقالات، عدالتی فیصلے، ملکیت زمین کی تحدید وغیرہ جدید مسائل اور معاشیات میں آپ کا شمار چند گنی چنی شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کے فتوی لکھنے کا آغاز سولہ سال کی عمر سے ہوا ہے جو اب تک بفضل اللہ جاری ہے۔ آپ کے یہ علمی، تحقیقی اور مدلل فتاوی اب تک پردہ خفا میں تھے، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز صاحب مدظلہ کو جنہوں نے نہایت عرق ریزی اور

محنت شاقہ کے ساتھ چالیس سال قبل کے بوسیدہ رجسٹروں سے فتاوی کو نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کر کے انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، پھر تعلیق وتخریج اور حوالہ جات کے ساتھ اس کی افادیت کو چار چاند لگادیئے، یہ فتاوی حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ کے پیش لفظ کے ساتھ تین جلدوں میں ''مکتبہ معارف القرآن'' سے شائع ہوگئے ہیں۔

۲۸......فتاوی دارالعلوم زکریا

افادات حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ، جس وقت دارالعلوم دیوبند قائم کیا گیا کس کے وہم وگمان میں تھا کہ بے سروسامانی کے عالم میں شروع کیا جانے والا یہ ادارہ دنیا کا ایک عظیم الشان علمی ادارہ بنے گا اور اس کی شاخیں دنیا کے چپے چپے میں پھیل جائیں گی، لیکن یہ دارالعلوم دیوبند کے بانیین کے اخلاص کا اثر تھا کہ آج دارالعلوم دیوبند کا فیض ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی شاخوں میں سے ایک شاخ جنوبی افریقہ میں قائم ''دارالعلوم زکریا'' بھی ہے، عوام الناس کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دارالعلوم زکریا میں ''دارالافتاء'' قائم کیا گیا، جہاں سے ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس کی راہنمائی کے لئے فتاوی جاری ہوئے۔

فتاوی دارالعلوم زکریا اسی ادارے سے جارے ہونے والے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو مفتی رضاالحق صاحب مدظلہ کے افادات پر مشتمل ہے، حضرت مفتی صاحب گزشتہ ۲۵ سال سے دارالعلوم زکریا میں فتوی نویسی میں مشغول ہیں، اس سے قبل آپ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دارالافتاء کے ساتھ وابستہ تھے۔

زیرنظر مجموعہ آپ کے ان فتاوی پر مشتمل ہے جو آپ نے دارالعلوم زکریا میں خود لکھے، نیز وہ فتاوی جو آپ کی نگرانی میں تخصص فی الفقہ والافتاء کے طلبہ نے لکھے، وہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں، اربابِ فتاوی اور اہلِ علم سے گزارش ہے کہ ''**کتاب الإیمان و العقائد**'' کے تحت تمام فتاوی کا مطالعہ ایک دفعہ ضرور کریں، تحقیق وتدقیق کے حوالے سے یہ فتاوی

لاجواب ہیں۔ فقہی ذوق وبصیرت، وسعتِ مطالعہ، نادر معلومات اور محققانہ اسلوب ونگارش کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ فتاوی کے اس مجموعہ کو مفتی عبد الباری اور مولانا محمد الیاس شیخ نے مرتب کیا ہے، اور ''زمزم پبلشرز'' کراچی نے ٦ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

مطالعہ کے دوران یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ فتاوی افریقہ جیسے ملک میں لکھے گئے ہیں، جہاں دینی اداروں میں ہر مسلک ومذہب کے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہر مسلک ومذہب کے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے دار الافتاؤں سے رجوع کرتے ہیں، اسی وجہ سے اس مجموعہ کے اندر بھی چند فتاوی شامل ہیں جو فقہ شافعی کے مطابق ہیں، لہذا دورانِ مطالعہ اس بات کو خصوصاً پیش نظر رکھا جائے۔

۲۹......ثمینۃ الفتاوی

مولانا محمد یعقوب صاحب شرودی دار العلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں، دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں ممتاز نمبروں کے ساتھ پہلی پوزیشن حاصل کی، فراغت کے بعد درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتوی نویسی کو اپنا مشغلہ بنایا، تفسیر وفقہ میں اللہ تعالی نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے، جس کا واضح ثبوت آٹھ جلدوں میں آپ کی تفسیر ''کشف القرآن'' ہے۔

ثمینۃ الفتاوی آپ کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، جو آپ نے مختلف مواقع پر تحریر فرمائے، یہ مجموعہ دو جلدوں میں ہے، پہلی جلد ''ثمینۃ الفتاوی'' کے نام سے موسوم ہے، جس میں تمام فتاوی آپ کے تحریر کردہ ہیں، جب کہ جلد ثانی ''حسینۃ الفتاوی'' کے نام سے موسوم ہے، جس میں متخصصین فی الفقہ کے تحریر کردہ فتاوی ہیں، جن کی حضرت نے تصدیق وتصویب فرمائی ہے، فتاوی کا یہ مجموعہ ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے شائع ہوا ہے۔

۳۰......فتاوی حبیبیہ

مفتی حبیب اللہ صاحب مظاہری، مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل ہیں، فتوی نویسی کی تربیت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی حاصل کی، فراغت کے بعد درس وتدریس اور فتوی نویسی کی راہ اپنائی، فتاوی حبیبیہ آپ کے با قاعدہ فتاوی کا مجموعہ نہیں بلکہ بعض احباب کی فرمائش پر آپ نے اہم مسائل کو سوال و جواب کی صورت میں مرتب کر دیا۔ یہ فتاوی ''جامعہ خلیلیہ'' موسی کالونی کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۳۱......وحید الفتاوی

فتاوی کا یہ مجموعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل و متخصص مفتی عبد الماجد خان صاحب کا تحریر کردہ ہے، اس مجموعہ میں فاضل مؤلف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں تخصص کے دو سالوں میں جو فتاوی لکھے تھے انہیں جمع کیا ہے، ان تمام فتاوی کی تصدیق وتصویب مفتی عبد السلام چاٹگامی صاحب اور مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے فرمائی ہے، (۴۴۶) صفحات پر مشتمل یہ فتاوی ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۳۲......کتاب الفتاوی

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ کا شمار دورِ حاضر کے جامع الاوصاف اور جید علمائے کرام میں ہوتا ہے، اللہ تعالی نے آپ کو نہایت خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے، خصوصاً تحریر تو آپ کا طرہ امتیاز ہے، جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی وہ تصنیفات ہیں جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ تصنیف وتالیف کے علاوہ آپ ہندوستان کے مشہور اخبار منصف میں کالم نگاری بھی کرتے ہیں اور اسی اخبار کے جمعہ ایڈیشن ''مینارہ نور'' میں آپ کے شرعی مسائل کے عنوان سے لوگوں کے دینی مسائل کا حل

اور جوابات بھی تحریر کرتے ہیں۔ حضرت مولانا رحمانی صاحب نے مختلف اداروں میں رہ کر فتوی نویسی کی خدمت سرانجام دی، جن میں جامعہ روحانی مونگیر، امارتِ شرعیہ پھلواری پٹنہ، دار العلوم سبیل السلام جیسے مایہ ناز ادارے شامل ہیں، پیش نظر مجموعہ جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں پانچ طرح کے فتاوی شامل ہیں:

۱......وہ فتاوی جو امارت ملت اسلامیہ آندھرا پردیش سے دیئے گئے۔

۲......معہد العالی الاسلامی حیدر آبار کے دار الافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی۔

۳......وہ استفتاء جو حضرت مولانا کے پاس شخصی طور پر آئے اور انہیں محفوظ کر لیا گیا۔

۴......ماہانہ ''افکار ملی'' دہلی میں لکھے جانے والے شرعی مسائل۔

۵......روزنامہ ''منصف'' حیدر آباد کے جمعہ ایڈیشن ''مینارہ نور'' میں لکھے گئے شرعی مسائل (جو ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۵ء جاری رہے) اس مجموعہ میں مؤخر الذکر سلسلے کے فتاوی کی تعداد زیادہ ہے۔

فتاوی کے اس مجموعہ کی ترتیب وتخریج کے فرائض مفتی عبد اللہ سلیمان مظاہری نے سرانجام دیئے ہیں اور ''زمزم پبلشرز'' اردو بازار کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔

۳۳......فتاوی ختم نبوت

ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، جس کا انکار کر کے کوئی شخص مؤمن ومسلمان کہلانے کا حق دار نہیں، ہر دور اور زمانہ میں منکرین ختم نبوت اور نبوت کے داعی پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کے سدِ باب کے لئے علماء کی ایک جماعت ہر دور میں مد مقابل رہی ہے اور انہوں نے اس جیسے فتنوں کا قلع قمع کیا ہے۔ ہمارے اس دور میں مرزا قادیانی اور اس کی ہم نوا جماعت نے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا اور مرزا قادیانی کو اپنا نبی وپیغمبر مانا، جس پر علمائے امت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تن من کی بازی لگا دی اور مرزا قادیانی اور اس کے ہم

نواؤں کو کافر قرار دے کر ہی دم لیا۔ اس موقع پر علمائے اہل حق نے جس پلیٹ فورم سے صدائے حق بلند کی اسے ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے موسوم کیا گیا، اس پلیٹ فورم سے تحریر وتقریر ہر دو ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اس فتنہ کی سرکوبی کی گئی۔ زیر نظر فتاوی بھی اسی تحریک کا حصہ ہے، جس میں عقیدہ ختم نبوت کے منکرین (قادیانیوں) کے متعلق علماء ومفتیان کرام کے فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔

فتاوی کا یہ مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، جلد اول میں تقریباً تیس متداول فتاوی جات سے قادیانیوں سے متعلق ہزاروں فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، جلد ثانی اور جلد ثالث میں قادیانیوں کے خلاف لکھے گئے ان تفصیلی فتاوی کو جمع کیا گیا ہے جو مختلف ادوار میں رسائل کی صورت میں شائع ہوئے ہیں، جلد ثانی میں ۲۱ رسائل جبکہ جلد ثالث میں ۱۴ رسائل ہیں۔

ان فتاوی کو حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے، جبکہ تحقیق وتخریج کے فرائض علمائے کرام کی ایک جماعت نے سرانجام دیئے ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے اسے شائع کیا ہے۔

۳۴......مرغوب الفتاوی

مولانا مفتی مرغوب احمد لاجپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۷ھ) وسیع النظر باعمل فقیہ تھے، قرآن وحدیث پر آپ کی گہری نظر تھی، اس لئے آپ کے فتاوی نہایت مدلل اور فقہی بصیرت کے حامل ہیں۔ آپ کے فتاوی کی یہ نقول ''سورتی جامع مسجد'' رنگون میں محفوظ تھی، آپ کے پوتے مولانا مرغوب احمد صاحب نے ان فتاوی کو ترتیب وتحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں شائع کیا۔

۳۵......فتاوی ندوۃ العلماء

یہ دار الافتاء ندوۃ العلماء لکھنو کے مفتیان کی طرف سے لکھے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے،

اس فتاویٰ میں ۱۴۱۱ھ سے لکھے گئے فتاویٰ کو شامل کیا گیا ہے، یہ نہایت علمی و تحقیقی فتاویٰ ہیں، لیکن اب تک اس کی صرف ایک جلد طبع ہے جو (۵۷۸) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

۳۶......حبیب الفتاویٰ

یہ مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب کے دار الافتاء جامعہ اسلامیہ، اعظم گڑھ یوپی سے جاری شدہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس میں جدید مسائل کی بھرپور تحقیق کی گئی ہے، اب تک اس کی چھ جلدیں ''جامعہ اسلامی یوپی'' سے شائع ہو چکی ہیں۔

۳۷......فتاویٰ احیاء العلوم

یہ حضرت مولانا مفتی محمد یاسین مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۴ھ) کے ان فتاویٰ کا منتخب مجموعہ ہے جو انہوں نے مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور کی تدریس کے زمانے میں لکھے تھے، اس فتاویٰ کی اب تک صرف پہلی جلد طبع ہے جو (۲۷۵) مسائل پر مشتمل ہے، یہ فتوی ''احیاء العلوم مبارکپور'' سے طبع ہے۔

۳۸......فتاویٰ باقیات صالحات

یہ حضرت مولانا عبد الوہاب ویلوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۷ھ) کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مدرسہ ''باقیات صالحات'' کے دار الافتاء سے جاری کئے تھے، (۳۹۰) مسائل پر مشتمل یہ فتوی (۴۱۴) صفحات پر اسی مدرسہ سے طبع ہوا ہے، مدرسہ کے نام پر اس فتوی کا نام رکھا گیا ہے۔

۳۹......فتاویٰ مفتی سیاح الدین کاکاخیل

یہ حضرت مولانا مفتی سیاح الدین بن حافظ سعد گل رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۷ھ) کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، یہ مجموعہ دو سو ساٹھ (۲۶۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے، ان فتاویٰ کے مرتب مولانا عبد

الما لک صاحب ہے، اس فتاوی میں تفسیر، نماز، نکاح، طلاق، مضاربہ، اجارہ، وکالہ، مزارعہ، میراث اور حظر واباحت سے متعلق فتاوی موجود ہیں۔ اس فتاوی میں عموماً جوابات نقل وعقل کی روشنی میں دیئے گئے ہیں، بعض فتاوی جات نہایت مفصل ومدلل ہیں، جیسے ''مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن''، ''بلاسود بینکاری'' اور ''اسلامی قانونِ شہادت میں عورت کی گواہی'' وغیرہ۔ دوجلدوں پر مشتمل فتاوی کا یہ مجموعہ ''ادارۃ المعارف اسلامیہ'' لاہور سے طبع ہے۔

۴۰......فتاوی امارت شرعیہ

اس فتاوی کی پہلی جلد امارتِ شرعیہ کے بانی مولانا محمد سجاد رحمہ اللہ کے فتاوی پر مشتمل ہے، اور دوسری جلد حضرت مفتی محمد عباس پھلواری، قاضی نور الحسن پھلواری، مولانا عبد الصمد رحمانی اور مولانا سید محمد عثمان غنی کے فتاوی پر مشتمل ہے، اس فتاوی کی اب تک دوجلدیں طبع ہوئی ہیں۔

۴۱......منتخبات نظام الفتاوی

یہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی رحمہ اللہ کے فتاوی میں سے ان فتاوی کا انتخاب ہے جو جدید مسائل سے متعلق ہیں، یہ انتخاب حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب نے کیا ہے، یہ مجموعہ ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' انڈیا کے اراکین نے تبویب اور ترتیب جدید کے ساتھ مرتب کیا ہے، اس کی دوجلدیں طبع ہوگئی ہیں اور مزید دوجلدوں پر کام جاری ہے۔

۴۲......دینی مسائل اور ان کا حل

یہ حضرت مفتی محمد سلطان منصور پوری کے ان فتاوی کا مجموعہ ہے جو انہوں نے شہر مراد آباد کے ایک ماہنامہ ''تحفہ خواتین'' کے ذریعہ آنے والے سوالات کے جواب میں لکھے ہیں، اس مجموعہ میں کل دوسوسات (۲۰۷) فتاوی ہیں، یہ مجموعہ ایک جلد میں ہے۔

۴۳......نجم الفتاوی

جامعہ یاسین القرآن کراچی کا شمار ملک کے ممتاز دینی اداروں میں ہوتا ہے، اس کے

مہتمم شیخ الحدیث مفتی نجم الحسن امروہی صاحب ہیں، جن کا شمار ملک کے نامور علماء میں ہوتا ہے، آپ جامعہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ دار الافتاء کے نگران ورئیس بھی ہیں، اس کے شروع میں آپ کا مقدمہ ہے، اس کی پہلی جلد ایمان وعقائد کے مختلف شعبوں سے متعلق تقریباً پانچ سو اہم فتاوی جات پر مشتمل ہے، اس میں موجود فتاوی تحقیق وتدقیق کے اعتبار سے نہایت مفید ہیں، فتاوی کا یہ ایک مکمل مجموعہ ہے، اس میں زندگی کے تقریباً ہر شعبے سے متعلق مختصر ومفصل فتاوی موجود ہیں۔ اکثر فتاوی مختصر مگر مدلل ہیں، زبان سہل وآسان ہے، حوالہ جات اور دلائل بقدرِ ضرورت ذکر کئے ہیں۔ یہ فتاوی چھ جلدوں میں طبع ہے۔

۴۴......فتاوی عباد الرحمٰن

یہ حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن ملاخیل صاحب کے زیرِ سرپرستی دار الافتاء والتحقیق سے صادر ہونے والے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ ایک سال کے دوران اس مرکز میں زیرِ تربیت درس نظامی کے فضلاء نے تخصص فی الافتاء میں تدریب کے طور پر تحریر کئے۔ یہ فتاوی ۱۴۲۶ھ کے تخصص فی الفقہ کے طلبہ کے تحریر کردہ ہیں۔ ہر فتوی متعدد فقہی حوالہ جات سے مزین ہے۔ یہ علمی وتحقیقی فتاوی جات پانچ جلدوں میں ''دار الافتاء والتحقیق ابوبکر صدیق مسجد'' ڈی ایچ اے کراچی سے شائع ہوئے ہیں۔

۴۵......آپ کے مسائل کا حل

یہ حضرت مولانا مفتی محمد دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی کے فتاوی ہیں، یہ معروف اخبار ''ضربِ مؤمن'' کے کالم ''آپ کے مسائل کا حل'' میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہیں۔ جلدِ اول ''**كتاب الإيمان و العقائد، باب الفرق المختلفة، باب المعاملة مع الكفرة و الضالة، كتاب العلم، باب البدعات و الرسوم، باب**

الأوهـام والتـخيـل، كتاب القرآن والحديث، كتاب العلم، كتاب الأذكار والأدعية والتعاويذ ''پر مشتمل ہے۔ یہ فتاوی نہایت علمی وتحقیقی ہیں۔فتاوی اپنے استیناد کی وجہ سے علماء وعوام دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔حضرت مولانا محمد عامر صاحب کی تخریج وتعلیق کی وجہ سے فتاوی کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔۳۴۰ صفحات پر مشتمل فتاوی کی یہ پہلی جلد ''کتاب گھر'' ناظم آباد کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

۴۶......فتاوی عثمانیہ

یہ شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کی زیرسرپرستی میں دارالافتاء ''جامعہ عثمانیہ'' پشاور سے جاری شدہ فتاوی کا مجموعہ ہے، یہ مجموعہ تین ہزار چار سوترپن (۳۴۵۳) فتاوی پر مشتمل ہے، اس فتاوی کے استیناد کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کے شروع میں پاک وہند کے نامور علماء کی تائیدات وتقریظات موجود ہیں۔اس فتاوی کی چند اہم خصوصیات اسلوب اور طرز وانداز درج ذیل ہے:

۱......فتاوی کو مناظرانہ اور جارحانہ اندازِ بیان اور مجادلانہ تخاطب سے محفوظ رکھا گیا ہے تاکہ کسی کی بے جا تنقید اور الجھن کا باعث نہ بنے۔

۲...... ہر باب کی ابتداء میں جامع تمہیدی مبحث فتاوی کی امتیازی خوبی ہے، جس میں پورے باب کے اہم مسائل کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

۳......فتوی کے عنوان میں جامعیت، جاذبیت اور معنویت کی رعایت کے ساتھ نفی یا اثبات کی طرف میلان نہیں بلکہ عنوان لابشرط شی کے درجے میں ہے۔

۴......سوال کے ساتھ مستفتی کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔

۵...... ہر جلد کے سوالات کو مستقل نمبر دیا گیا ہے۔

۶...... بالکل اختصار کے ساتھ صرف ہاں یا نہیں میں کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے، بلکہ ہر جواب کے لئے ایک مناسب تمہید رکھی گئی ہے اور پھر جواب خوب وضاحت کے ساتھ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۷...... اسلوب میں روانگی اور عام فہم ہونے کا لحاظ رکھا گیا ہے، ایسی ادبیت اختیار نہیں کی گئی ہے جس سے جواب تک رسائی میں مشکل ہو۔

۸...... تمام مسائل کے آخر میں عربی عبارات بطورِ دلیل ذکر کی گئی ہیں۔

۹...... تمام عربی عبارات کا عام فہم اور سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے، جو شاید ''فتاوی عثمانیہ'' ہی کی خصوصیت ہے۔

۱۰...... حوالہ بنیادی ماخذ سے دینے کی کوشش کی گئی ہے، اگر کوئی مسئلہ بنیادی ماخذ میں موجود نہیں تو معتمد معاصرین کی آراء کو باحوالہ نقل کیا گیا ہے۔

۱۱...... عبارات کا حوالہ حاشیہ میں اصولِ تحقیق کے مطابق دیا گیا ہے۔ (۱)

اس فتاوی کی دو ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جو دیگر اردو فتاوی میں نہیں ملتیں:

۱...... ہر باب کے شروع میں اس موضوع سے متعلق اصولی اور بنیادی باتوں کا بطورِ تمہید ذکر، جس سے باب کے فی الجملہ تمام مسائل کا سمجھنا قاری کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

۲...... عربی عبارات کا نہایت عام فہم اور سلیس ترجمہ۔

دس جلدوں پر مشتمل یہ علمی، تحقیقی اور مدلل فتاوی جات ''العصر اکیڈمی'' جامعہ عثمانیہ پشاور سے طبع ہیں۔

۴۷...... فتاوی انوار العلوم

یہ حضرت مولانا مفتی عبد الحق عثمانی صاحب مدظلہ کی زیرِ سرپرستی جامعہ انوار العلوم

(۱) فتاوی عثمانیہ کی ترتیب وتبویب از حضرت مولانا مفتی نجم الرحمٰن صاحب: ص ۷۹، ۸۰

مہران ٹاؤن کورنگی کراچی کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ جلدِ اول ''**كتاب الإيمان و العقائد، باب فيما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام، فصل فيما يتعلق بالمعجزة و الكرامة، باب الكفريات، باب فيما يتعلق بالقرآن و الحديث، كتاب السنة و البدعة، كتاب العلم، باب الأدعية و الأذكار، كتاب الطهارة، باب في الوضوء، فصل في السواك، باب في المسح على الخفين، فصل في نواقض الوضوء، باب الغسل، باب في التيمم، باب في الحيض و النفاس و الاستحاضة، باب المياه، باب الأنجاس** '' پر مشتمل ہے۔ اس فتاوی میں حوالہ جات نقل کرنے میں صرف ایک کتاب پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ عموماً ہر مسئلے میں کم از کم تین عربی اور دو معتبر اردو فتاوی جات کے حوالے بھی تائید میں نقل کئے گئے ہیں۔ فتاوی کے شروع میں راقم کا مقدمہ ہے جو چونسٹھ (۶۴) صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فتوی کا تاریخی پسِ منظر اور تاریخی تسلسل کے ساتھ بتیس (۳۲) کتبِ فقہ اور ستائیس (۲۷) اردو فتاوی کا تعارف ہے۔ اس فتاوی کی اب تک چار جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)
021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)
0334-8414660,0313-1991422

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات و دروس کے لئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500

Designed & Printed By: Shafaq Urdu Bazar Karachi. 0321-2037721